یہ کتاب نیز ہر قسم کی کتب طلب فرمائیں:- منیجر خواجہ بک ایجنسی حلقہ نمبر ۲۵ چوک نواب صاحب لاہور۔

(نمبر ۲)

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ
پ ۱۴ ع ۲۲

یہ وہی پانچ گھنٹے کی مکمل تقریر اور معرکۃ الآرا حکمت بھرا

موعظہ حسنہ ہے جو ۲۸۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء بروز ہفتہ بوقت

شام ۱/۲ ۱۰ بجے بموقع بازار۔ اندرون موچی دروازہ لاہور

دائرۃ الاصلاح کے سات سوالوں کا جواب دیتے ہوئے حضور حجۃ الاسلام والمسلمین

صدر المفسرین سرکار شریعتمدار علامہ السیّد علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد العصر والزمان

دام ظلہ نے مختلف المذاہب (۱۰۰۰۰) دس ہزار کے مجمع عام میں ۸۴ معتبرہ کتب اہل سنت سے

عبارتیں پڑھ کر سنائیں۔ اور کسی مخالف کو انکار کرنیکی جرأت نہ ہوسکی۔ بلکہ علمائے اہل سنت

کو اپنے مواعظ میں آج مجبوراً ان مسائل کا علی الاعلان اقرار کرنا پڑا

الموسوم بہ

موعظہ حسنہ

الملقب بہ

اظہار حقیّت

بجواب رسالہ

اظہار حقیقت

مرتبہ احقر العباد شمس الدین حسین جنرل سکرٹری پنجاب شیعہ مشن لاہور

بغرض استفادہ عامہ اہل اسلام شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالیان نے طبع کرکے شائع کیا۔

ماہ جنوری سنہ ۱۹۲۳ء

مطبوعہ ودیش سٹیم پریس لاہور باہتمام لالہ لوٹا رام لکینیا

بار دوم ... قیمت فی کاپی ۶ر

منظور ہے گذارش احوال واقعی

خداوند کریم کا یہ فضل و کرم ہے کہ مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے وعظ کی آجتک کوئی سُنّی عالم تردید نہ کرسکا۔ حالانکہ مورخہ ۳ دسمبر ۱۹۲۲ء کو انجمن معاندالاسلام کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان ردِّ اعدائے خلفاء راشدین شائع ہوا جسمیں لکھا گیا تھا کہ جناب حائری صاحب قبلہ کے ۲۸ اکتوبر والے وعظ کی تردید کیجائیگی۔ مگر ان سے نہ تردید ہونی تھی نہ ہوسکی۔ "قرار بر کف آزادگان نگیرد مال" جیسے بے محل اور بیموقع اشعار بول کر میاں بی بی راضی اور کیا کریگا قاضی جیسی بے سود مہمل مثالیں دیکر وقت کو ضائع کیا اور نعوذ باللہ من ذالک خانہ رسول صلعم کو جائے مفسدین قرار دیا۔ بذاتِ خود مولوی معوان حسین صاحب سنی و مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث امرتسری لقبوبانئے دائرۃ الاصلاح و مصنف رسالہ دعوت صلح اپنی اپنی وعظوں میں ان سات مسایل کو دبی زبان سے مان گئے اس میں کچھ شک نہیں کہ پنجاب و ہندوستان میں جناب قبلہ و کعبہ صدر المفسرین سید المدققین حضرت علامہ آغا حائری صاحب کے وعظ نے ایک غیر معمولی انقلاب عظیم پیدا کردیا ہے باقی تمام فرقہ اسلام مذبذب نظر آرہے ہیں اور تحقیق حق میں شب و روز مصروف ہیں ۲۸ اکتوبر کا مکمل وعظ بحوالہ صفحہ و سطر کتب اہلسنت بماہ نومبر دو ہزار کی تعداد میں چھپکر ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارو والی کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ اس سے بہتر رسالہ موعظہ حسنہ کے ہر دلعزیز ہونے کی دلیل اور کیا ہوسکتی ہے کہ ینگمین سوسائٹی کو بار ثانی ایک ہزار کی تعداد میں چھاپنا پڑا خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بغیر کسی انسانی جبر و تشدّد کے لوگ جذبۂ حق سے متاثر ہوکر سلسلہ حقہ میں جوق در جوق داخل ہورہے ہیں اور انشاء اللہ دن بدن حق و صداقت کا جام لبریز نظر آئیگا اور باطل پرستی کا قلع قمع ہوجائیگا۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ ہم اس وقت تک فی الواقع باقاعدہ طور پر پنجاب میں تبلیغ نہیں کرسکے اس مقصد کو مدِّ نظر رکھ کر مجلس منتظمہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارو والی لاہور نے اپنے ایک جلسہ میں یہ ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ چونکہ پنجاب شیعہ مشن نے سات سال کے عرصہ میں بہت سی دینی خدمات کی ہیں جن کی وجہ سے مقبولِ عام کا فخر حاصل کر چکا ہے۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ اس کے سلسلہ کو وسیع کیا جائے اس لئے مومنین کی خدمت میں گذارش ہے کہ پنجاب شیعہ مشن کو کامیاب بنانے کے لئے مناسب ہے کہ اپنی و دیگر مومنین کی فہرست معہ نام و پتہ روانہ فرماکر خادم کو خورسند فرماویں عنقریب ہی پنجاب شیعہ مشن کے

باسمہ سبحانہٗ

مقالہ اوّل

خوئے آتش می سزد اولادِ بولہب را
ما غلامِ بوترابیم بایدؔ خاک باشیم

دائرۃ الاصلاح کی ناقابلِ برداشت اور دلخراش تحریرات اور اتہامات سے تنگ آکر اتمامِ حجت کے لئے شیعان لاہور کی جملہ انجمنوں نے متحدہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ اب سوائے اس کے چارہ کار نظر نہیں آتا کہ ایک عظیم الشان مجلس علمیہ قائم کی جائے جس میں فرقہ ہائے اسلام کے تمام گروہ آزادی کے ساتھ شامل ہوں اور اس میں حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا و مقتدانا علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر مدظلہ العالی ان تمام امور پر اپنی زبانِ فیض ترجمان سے روشنی ڈالیں جن کی وجہ سے سُنی اور شیعہ گروہوں میں دائرہ مذکور کی سعی نافرجام کے سبب سے مغائرت و منافرت کی خلیج بڑھ رہی ہے۔

خلافِ معمول یہ جلسہ ایک کھلی جگہ میں اس لئے منعقد کیا جانا مناسب سمجھا گیا کہ مسلمانان لاہور دائرہ کی کرتوتوں کی کلی کھلتی بچشم خود دیکھ لیں اور ان اتہامات کو جو شیعہ علماء یا روساء یا عوام پر لگائے گئے تھے ان کو غلط ثابت ہوتے ملاحظہ فرمالیں۔ شیعہ علماء کثر اللہ امثالہم نے آج تک مثل دوسرے فرقہ ہائے اسلام کے کبھی باغوں، گلیوں اور کوچوں میں وعظ نہیں کئے مگر شیعوں کے اس طرزِ عمل نے یہ نتیجہ پیدا کر دیا۔ کہ دائرۃ الاصلاح یا معین الاسلام وغیرہ جیسی غیر شیعہ انجمنوں کو عوام میں یہ مشہور کرنے کا موقع مل گیا کہ شیعہ تو اپنے وعظوں میں بجز سب و شتم یا تبرا وغیرہ کے اور کچھ کہتے ہی نہیں یہ نعوذ باللہ من ذالک۔ غرضیکہ اسی قسم کے درجنوں ایسے اتہامات ہیں جو شیعوں کی رنجان مرنج اور صلح کل پالیسی یا طرزِ عمل کے سبب سے لگائے جاتے تھے اس لئے لاہور کی تمام ذمہ وار شیعہ انجمنوں نے متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ

اس دفعہ یہ عظیم الشان جلسہ کسی کھلی جگہ میں کیا جائے تاکہ حاضرین کو معلوم ہو سکے کہ شیعہ علمائے اعلام اپنی متانت تبحر علمی - قادر الکلامی سلیم الطبعی - نرم مزاجی میں فرد ہیں - چنانچہ حضور قبلہ و کعبہ علامہ حائری صاحب زاد فیوضہم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ وہ اس قسم کے اعلیٰ علمی مظاہرہ میں شرکت فرما کر اپنے حسن کلام سے شیعوں کو بالعموم و دیگر اہل اسلام کو بالخصوص فیضیاب فرمائیں حضور ممدوح پہلے ہی "اظہار حقیقت" اور زہر آلود تحریر کی سمیت کو اہل اسلام کے قلوب و دماغ سے صاف کرنا چاہتے تھے - چنانچہ جناب ممدوح نے مجوزہ جلسہ میں تقریر فرمانا منظور فرمایا شیعوں کی پانچ انجمنوں نے اپنے دستخط سے حسب ذیل اشتہار ۲۲×۲۹ تقطیع کا چھپوا کر انعقاد جلسہ سے دس یوم قبل اکناف و اطراف پنجاب میں بھیج دیا اور لاہور کی گلی کوچوں میں جابجا چسپاں کر دیا - اخبارات میں بھی عام طور پر یہ خبر درج کر دی گئی - نقل اشتہار ملاحظہ ہو۔

اظہار حقیقت

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر ÷ اب جگر تھام کے سن لو میری باری آئی

انجمن دائرۃ الاصلاح لاہور نے حال ہی میں ایک رسالہ بعنوان اظہار حقیقت شایع کر کے فرقہ ہائے اہلسنت والجماعت اور شیعہ اثنا عشریہ کے درمیان ایک بھاری غلط فہمی پھیلائی ہے بین الاقوامی تعلقات و اعتقادات کو مد نظر رکھ کر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ عامۃ الناس کے اضافہ معلومات اور ازالہ اغلاط و اوہام کے لئے ایک وسیع پیمانہ پر مجلس علمیہ قایم کی جائے چنانچہ حصول مقصد کے خیال سے حضور حجۃ الاسلام جناب تقدس مآب شریعتمدار مولانا علامہ آغا سید علی الحائری صاحب مد ظلہ العالی مجتہد العصر والزمان مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۳۴۱ہجری مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء بروز ہفتہ شب کو ½ ۸ بجے اندرون موچی دروازہ محلہ شیعاں متصل حویلی مولوی فضل الدین صاحب وکیل بازار میں اپنی شہرۂ آفاق فصیح البیانی اور قادر الکلامی سے رموز و حقایق دینیہ کے نکات بیان فرماتے ہوئے اظہار حقیقت کی دروغگوئی رخنہ پردازی اور ستم نوازی کا کماحقہ ازالہ فرمائیں گے - اس وعظ کا موضوع وہی معرکۃ الآرا سات مسئلے ہوں گے جو سنت جماعت کی مستند کتابوں میں مرقوم ہونے کے باوجود مغالطہ ڈالنے کی غرض

سے اظہار حقیقت صفحہ ۱۴ میں صرف ان کا ظاہر کرنا ہی قبلہ و کعبہ حائری صاحب کی جانب سے حملہ بیان کیا گیا ہے۔ دائرۃ الاصلاح کی غلط بیانی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج یہ سات مسئلے بھی انہیں کی مستندہ جمہور آئمہ کی کتابوں سے پڑھکر عام پبلک کو سنا دیئے جائیں گے جس سے متلاشیان حق کو ثابت ہو جائے گا کہ دائرہ خواہ مخواہ چھیڑ چھیڑ کر نا واقفوں پر بھی ایسی دربردہ باتوں کے راز کھلنے کا باعث ہو رہی ہے۔ بہرحال وہ سات مسائل "اظہار حقیقت" کے صفحہ ۱۴ سے ناظرین کی اطلاع کے لئے حسب ذیل نقل کئے دیتے ہیں۔"

(۱) باغ فدک کا قضیہ اور حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نعوذ باللہ غاصب ہونا بیان کیا گیا ہے (۲) حضرت پیران پیر میراں محی الدین غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ نعوذ باللہ سید نہ تھے (۳) توبہ نعوذ باللہ خاک بدہن دشمن حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پہلے چکڑالوی تھے اور موجودہ چکڑالوی فرقہ ان کا پیرو ہے (۴) حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت فاطمہ کے گھر کو آگ سے جلا دیا اور شکم فاطمۃ الزہرا پر ایسی ضرب لگائی کہ حضرت سیدہ کا حمل ساقط ہو گیا اور وہ بچہ پیٹ میں مر گیا۔ حضرت علی کی غیرت پر کیسا حملہ کیا گیا ہے۔ (۵) حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قرآن مجید کو جلایا (۶) متعہ کو جو خود علیؑ نے کیا۔ عمر نے خدا اور رسول کے برخلاف اپنی مرضی سے بند کیا (۷) خالد بن ولید پر طعن وغیرہ وغیرہ

امید ہے کہ متلاشیان حق اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر شریک مجلس وعظ ہو نگے

الداعیان۔ آنریری سیکرٹری نیشنل سوسائٹی خواجگان نارووالی۔ آنریری سیکرٹری تذکرۃ الائمہ معصومین۔ آنریری سیکرٹری پنجاب شیعہ مشن۔ آنریری سیکرٹری دائرۃ الفلاح۔ آنریری سیکرٹری دائرۃ العزا

اس اہتمام سے تشہیر کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۲ء کی شام کو مقررہ وقت سے قبل جلسہ گاہ میں دور دراز سے لوگ جوق جوق آنے شروع ہو گئے اور پورے آٹھ بجے شب تک حاضرین کی تعداد کم و بیش آٹھ اور دس ہزار کے درمیان تک پہونچ گئی۔ فیروزپور۔ امرتسر۔ گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ گجرات۔ سیالکوٹ۔ نارووال

بٹالہ - گورداس پور - منٹگمری - لائل پور - سانگلہ - شیخوپورہ - بٹھنڈہ وغیرہ وغیرہ مقامات سے شیعہ اور سنی خاصی تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے - شیعہ علماء لاہور عموماً سب جلسے میں تشریف لائے ہوئے تھے - غرضیکہ ٹھیک ۸ بجے جلسگاہ میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی - اردگرد کے مکانات میں مستورات بھی ہزاروں کی تعداد میں اس عدیم النظیر علمی مجلس سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے موجود تھیں - حضور علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب کی تشریف آوری سے قبل تین پشتارے کتب اہل سنت کے لاکر سٹیج پر رکھ دیئے گئے جن کو دیکھ کر حاضرین جلسہ پر ایک خاص اثر ہوا - کثرت اژدہام کے سبب سے چونکہ شور و شغب زیادہ تھا اس لئے خاکسار سیکرٹری نے کھڑے ہوکر حاضرین کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا اور مختصر الفاظ میں انعقاد جلسہ کا موضوع بیان کیا اور حاضرین سے نہایت امن اور بردباری اور تحمل سے روئیداد سننے کی اپیل کی نیز تاکید کی کہ جناب قبلہ وکعبہ کی تشریف آوری پر اور دورانِ وعظ میں حاضرین نعرہ ہائے صلوٰۃ بلند کریں -

ٹھیک ۸½ بجے حضور قبلہ وکعبہ مدظلہ العالی رونق افروز جلسہ ہوئے تمام لوگ فرطِ عقیدت وارادت سے باوجود روکنے کے تعظیم کے لئے سرو قد کھڑے ہو گئے اور نعرہ ہائے صلوٰۃ نے گنبد افلاک کو ہلا دیا - جناب نے اس وقت حکم دیا کہ پہلے مسائل متنازعہ فیہا اور حوالہ جات کتب کی مطبوعہ فہرست حاضرین میں تقسیم کر دی جائے تاکہ محققین کے لئے آسانی ہو - چنانچہ حسب ذیل فہرست فوراً تقسیم کر دی گئی -

مسئلہ فدک

یعنی حضرت ابوبکر کا فاطمہ زہرا کو فدک دینے سے انکار

۱ - مسند امام احمد حنبل مطبوعہ بمبئی - صفحہ ۱۰ و ۱۶ جلد اول ۱۱۹

۲ - ینابیع المودت - علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ

۳ - صحیح بخاری - مصنفہ امام بخاری - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۸ رابع کتاب الخمس

۴ - صحیح مسلم - مصنفہ امام مسلم - مطبوعہ نولکشور صفحہ ۹۱ جلد دوم

۵ - تاریخ خمیس - علامہ دیار بکری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۳ جلد دوم

۶- سنن امام ابوداؤد - مطبوعہ نولکشور صفحہ ۵۸ جلد سوم
۷- براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ - مترجمہ کمال الدین مطبوعہ محمدی لاہور - صفحہ ۲۳
۸- صواعق محرقہ ابن امام حجر مکی - مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۲
۹- معارج النبوت - مصنفہ علامہ ملا معین کاشفی - مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۲۱ - رکن چہارم باب دہم -
۱۰- شرح مواقف - مصنفہ علامہ ابوالعلی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۷۳۵
۱۱- شرح ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران صفحہ قریب نصف جلد دوم
۱۲- کتاب السیاست والامامت مصنفہ امام ابومحمد - عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ

مسئلہ متعہ

کو حضرت عمر کا اپنے عہد خلافت میں بند کردینا

۱- تفسیر کبیر - مصنفہ امام فخرالدین رازی - مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۹ جلد سوم
۲- صحیح بخاری - امام بخاری - مطبوعہ بمبئی - صفحہ ۸۴ - جلد پنجم
۳- صحیح ترمذی - مصنفہ امام ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۰۷ اول
۴- صحیح مسلم مصنفہ امام مسلم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۰۲ و ۴۰۵ جلد اول
۵- تاریخ الخلفا - مصنفہ امام سیوطی - مطبوعہ سرکاری لاہور صفحہ ۱۳۶
۶- تفسیر درِّ منثور مصنفہ امام سیوطی - مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱ جلد ثانی
۷- مسند امام احمد حنبل - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۳ جلد اول
۸- ہدایہ فقہ امام ابوحنیفہ - مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۱۴ جلد دوم
۹- شرح معانی الآثار - مصنفہ امام طحاوی - مطبوعہ مصطفائی لاہور صفحہ ۱۴ و ۱۵ - جلد دوم -
۱۰- تفسیر غرائب القرآن - امام نیشاپوری - مطبوعہ ایران صفحہ ۴۲۱ جلد اول
۱۱- تفسیر کشاف - امام جاراللہ زمخشری - مطبوعہ کلکتہ صفحہ ۲۸۳ جلد اول

۱۲ - تفسیر لباب التنزیل - مصنفہ امام خازن بغدادی - مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۸ - جلد اول

۱۳ - افادۃ الشیوخ - مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب بھوپالی مطبوعہ محمدی لاہور - صفحہ ۳۷ -

۱۴ - تاریخ ابن خلکان - مصنفہ امام شمس الدین بن خلکان مطبوعہ ایران صفحہ ۵۹ ۳ جلد دوم -

احراق باب فاطمہؑ

حضرت عمر کا فاطمہ زہراؑ کے مکان پر آگ لگانے کیلئے جانا

۱ - کتاب الملل والنحل - مصنفہ علامہ شہرستانی - مطبوعہ بولاق مصر صفحہ ۲۰

۲ - شرح ابن ابی الحدید - مطبوعہ ایران صفحہ ۷۳ - جلد اول

۳ - حد تحقیق سنی - مصنفہ سید وحید الدین خان بہادر آزاد مطبوعہ جعفری لکھنؤ - صفحہ ۳۳۲ -

۴ - الفاروق - مصنفہ شمس العلما مولوی محمد شبلی نعمانی صفحہ ۱ حصہ اول

۵ - کتاب الامامت والسیاست صفحہ ۱۳

۶ - سکیرز آف محمدؐ واشنگٹن اروِنگ صفحہ ۴

احراق قرآن

حضرت عثمان کا مصاحف قرآن کو آگ جلا دینا

۱ - صحیح بخاری - مصنفہ امام بخاری - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۵ - جلد ششم فضائل القرآن -

۲ - تاریخ خمیس - مصنفہ علامہ دیار بکری - مطبوعہ مصر صفحہ ۴۳۰ جلد دوم

۳ - صواعق محرقہ - مصنفہ علامہ ابن حجر مکی - مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۰۱

۴ - روضۃ الاحباب - مصنفہ محدث جمال الدین - مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ - صفحہ ۲۲۹ جلد دوم

۵ - مشکوٰۃ شریف - مصنفہ امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب

مطبوعہ محمدی دہلی ۱۵۰ صفحہ

۶ - ترجمہ تاریخ اعثم کوفی - مصنفہ امام اعثم - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۱۴

۷ - تفسیر اتقان - امام سیوطی - مطبوعہ احمدی صفحہ ۴۴ -

۸ - تحفہ نذریہ مصنفہ مولوی قاری عبدالرحمن پانی پتی مطبوعہ رفاہِ عام لاہور صفحہ ۵۵ و ۵۶ -

۹ - سکسٹرز آف محمڈ داشنگٹن ارونگ صفحہ ۱۶۰ -

حدیث قرطاس

یعنی حضرت عمر کا حسبنا کتاب اللہ کہکر وصیت پیغمبر صلعم سے مانع ہونا

۱ - صحیح بخاری - مصنفہ امام بخاری - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴ جلد پنجم

۲ - صحیح مسلم - مصنفہ امام مسلم مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۴ - جلد دوم

۳ - تاریخ خمیس - مصنفہ علامہ دیاربکری مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۲ جلد دوم

۴ - معارج النبوت - ملا معین کاشفی - مطبوعہ نول کشور صفحہ ۳۴۰ رکن چہارم

۵ - مشکوٰۃ شریف - مصنفہ امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب - مطبوعہ محمدی دہلی - صفحہ ۵۵۴ -

۶ - روضۃ الاحباب - مصنفہ محدث جمال الدین حسینی - مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ - صفحہ ۵۵۰

۷ - الفاروق - شمس العلماء مولوی محمد شبلی نعمانی - مطبوعہ مفید عام آگرہ - صفحہ ۶۰ - حصہ اول

۸ - سر العالمین - مصنفہ حجۃ الاسلام امام غزالی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۹

۹ - کتاب الشفا - مصنفہ علامہ قاضی عیاض مطبوعہ صدیقی بریلی صفحہ ۳۰۶

۱۰ - شرح علامہ ابن ابی الحدید مطبوعہ ایران صفحہ ۷۳ - جلد اول

خالد بن ولید کو

حضرت عمر کا اپنے عہد خلافت میں معزول کرنا

۱ - الفاروق - شمس العلماء مولوی محمد شبلی نعمانی - مطبوعہ آگرہ -

صفحہ ۱۶۰ - جلد اول

۲ - تاریخ اعثم کوفی - مصنف امام اعثم - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۳۴

۳ - تاریخ طبری - مصنف امام ابن جریر طبری - مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۶۴ - جلد چہارم -

۴ - صحیح بخاری - مصنف امام بخاری - مطبوعہ بمبئی صفحہ ۲۹ جلد پنجم

۵ - سکسرز آف محمڈ واشنگٹن اروِنگ صفحہ ۵۲

مسئلہ سیادت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

حضرت امام ابوحنیفہ صاحب کے متعلق ان کا فتوے

۱ - ذیل الانساب - مصنف علامہ عبدالرحمن - صفحہ ۱۱۶

۲ - عمدۃ المطالب - مصنف علامہ احمد بن ہنا - مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۱۱۱

۳ - غنیۃ الطالبین - مصنف جناب شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۷۰ و ۱۸۱

۴ - صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ بہیہ مصر میں ہے کہ غنیہ تصنیف عبدالقادر ہے - صفحہ ۲۲۰

اس کے بعد حضور قبلہ وکعبہ نے کھڑے ہو کر بلند ترین آواز سے خطبہ پڑھنا شروع کیا - خطبہ بجائے خود ایک موثر اور پر معانی تھا - حاضرین بلا مبالغہ عالم وجد میں آگئے - قبلہ وکعبہ مدظلہ کی شیریں مقالی اور خوش الحانی شمالی ہند میں کیا بلکہ تمام ہندوستان میں مشہور ہے اس لئے یہ کہنا کوئی بیجا نہیں ہے کہ خطبہ تے ہی حاضرین کے دلوں پر جادو کا سا اثر کر دیا اور لوگ محو حیرت ہو کر ارشاد عالی کو سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہو گئے -

حضور قبلہ وکعبہ نے تلاوت کلام مجید کے بعد سب سے پہلے دائرۃ الاصلاح کا مجریہ رسالہ اظہار حقیقت حاضرین کو دکھلایا اور فرمایا کہ آج کا یہ جلسہ کسی طرح سے بھی جلسہ مناظرہ نہیں اور نہ اس کے انعقاد کی یہ وجہ ہے کہ دوسرے گروہوں یا دو قوموں یا دو فرقوں کے درمیان کوئی گہری رنجش پیدا کرے بلکہ اس سے چند غلط فہمیوں کو دور کرنا اور خاصکر مجھے اپنی مذہبی پوزیشن کو صاف کرنا مقصود ہے کیونکہ اظہار حقیقت میں بعض ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابادی

اظلم کے مصداق شیعہ اور علمائے شیعہ ہیں دراں حالیکہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ انہی انجمنوں کی طرف سے یکے بعد دیگرے تین رسالے جن میں شیعوں پر دل کھول کر طعن تشنیع کی گئی ہے نکالے گئے اور ان میں اناپ شناپ لکھ کر جہان کو فریب دیا گیا۔ گویا تین مفلٹوں یعنی "دعوت صلح"۔ "شیر و شکر"۔ "اتحاد ملت" کے نکلنے کے بعد شیعوں نے بھی جواب دیئے دوسری یہ بات کہ وہ سات مسئلے جن کا ذکر اشتہار میں کیا گیا ہے ان کی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ شیعی علما نے اپنے پاس سے بیان کر دیئے ہیں اور خاص طور پر یہ اتہام مجھ پر لگایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ مسائل خود اکابر اہلسنت والجماعت کی کتب معتبرہ میں موجود ہیں اور انہی کے حوالے سے بیان یا تحریر کئے گئے ہیں اور آج حاضرین کے سامنے اصل کتابوں کی صحیح عبارتیں پڑھ کر سنائی جائینگی جناب قبلہ و کعبہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی صاحب آج کے بعد تحریر شدہ حوالجات کو بچشم خود دیکھنا چاہیں تو بڑی خوشی سے میرے کتب خانے میں آ کر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد علامہ ممدوح نے حاضرین سے فرمایا کہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اظہار حقیقت کے بعض بعض فقرات جو قابل اعتراض ہیں پڑھ کر سنا دیئے جائیں تاکہ آپ حضرات کو علم ہو جائے کہ دائرۃ الاصلاح کی قلبی حالت کیا ہے۔

جناب قبلہ و کعبہ نے "اظہار حقیقت" کے صفحہ ۵ کا یہ فقرہ پڑھ کر سنایا

"جب تک کہ اصل وجہ فساد کی نہ مٹائی جائیگی

سُنّی شیعوں کا اتفاق ناممکن ہے۔"

اس پر حضور نے فرمایا کہ یہ سراسر اتہام ہے سنی اور شیعوں میں نفاق قطعاً نہیں ہے اسلام کا اگر داہنا ہاتھ سنی ہیں تو بایاں ہاتھ شیعہ یا اگر دائیں آنکھ شیعہ ہیں تو بائیں آنکھ سنی۔ غرضیکہ میں نے اکثر اپنے وعظوں میں کہا ہے کہ خدا ایک۔ رسول ایک قرآن ایک تو پھر نفاق کیوں ہو۔ وجہ نفاق کوئی نظر نہیں آتی۔ دائرہ کا یہ کہنا یا تسلیم کر لینا کہ شیعہ اور سنی میں کوئی نفاق موجود ہے یقیناً اتہام ہے۔ شیعہ من حیث القوم اپنے سنی بھائیوں سے کچھ بھی رنج و بغض نہیں رکھتے بلکہ سالہا سال سے وہ اپنے مذہبی عقاید کے مطابق اعمال انجام دیتے ہیں۔ البتہ گذشتہ دو تین سال سے محض ان غیر ذمہ دار انجمنوں کی وجہ سے بعض لوگ مشتعل ہو کر شیعوں کے متعلق بدظنیاں کر رہے ہیں۔ حالانکہ درحقیقت سمجھدار سنی بھائی ان غیر ذمہ دار انجمنوں سے

بالکل کنارہ کش اور متنفر ہیں۔ چنانچہ عملی صورت میں سنی بھائی روزِ عاشور حسب معمول شریک ہوئے

اظہار حقیقت صفحہ ۵ کی عبارت ذیل پڑھکر سنائی

لیکن جب سے نواب صاحب کے خاندان نے ان رسومات کی سرپرستی اپنے ہاتھ میں لی انہوں نے اپنے ذاتی رسوخ اور سنیوں میں ہر دلعزیزی پیدا کی۔ رفتہ رفتہ سنیوں نے نہ صرف مخالفت چھوڑ دی بلکہ ان کی خاطر سے شامل عزاداری بھی ہو گئے۔ اس وقت صرف ایک گھوڑا نکلتا تھا اور اسکا راستہ بہت محدود تھا۔ بعد میں جب زیادہ متعصب شیعوں کو اطمینان ہو گیا تو انہوں نے آگے قدم بڑھایا اور سنیوں کی مسجدوں میں ذکر اذکار بند کرا دیا۔"

حضور ممدوح نے فرمایا کہ ذوالجناح کے راستہ کے بارے میں دائرہ کو اعتراض ہے اور اُسے شیعوں کا اپنے مذہبی مراسم کو ادا کرنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ تعجب ہے کہ اس فقرہ کو لکھ کر دائرہ بین الاقوامی تعلقات کو فراموش کرتے ہوئے مذہبی آزادی کے حاصل شدہ حقوق کو کس طرح سے سلب کرنا چاہتا ہے حالانکہ یہ فعل حکومت وقت سے تعلق رکھتا ہے اور کوئی حکومت جب تک وہ کمزور قوموں کے حقوق کی حفاظت نہ کر سکے وہ حکومت نہیں کہلا سکتی۔ مگر خوشی کا مقام ہے کہ موجودہ حکومت کمزور قوموں کے حقوق کی مکمل طور پر حفاظت کر سکتی ہے۔

صفحہ ۸ - اظہار حقیقت

"اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ سے سنیوں کے مقابلہ مذہب پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی مولوی سید علی اعجازی صاحب نے ایک سلسلہ اشاعت عزاداری کا نکالنا شروع کیا جس کے کئی نمبر چھپے۔"

حضور علامہ مدظلہ نے فرمایا کہ دائرہ کا یہ اعتراض اپنی نوعیت میں ایک قابل غور ہے عیسائیوں ہندوؤں۔ آریوں۔ احمدیوں وغیرہ وغیرہ کو تو اپنے مذہب کی تبلیغ و ترویج کی اجازت ہے مگر دائرہ شیعوں کا یہ حق غصب کرنا چاہتی ہے۔ تعجب ہے کہ اراکین دائرہ شیعوں کو کیوں تبلیغ و ترویج مذہب سے مانع ہو سکتے ہیں اور کس قانون اور کس آئین سے ان کا یہ فعل قرین عقل ہے۔ میرے خیال میں ہر ایک مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مذہب کی صداقت و حقانیت کے متعلق تقریر و تحریر سے جد و جہد کرے

مگر ایسی جدوجہد میں متانت - سنجیدگی اور معقولیت کا عنصر غالب ہونا چاہیئے جیسا کہ پنجاب شیعہ مشن نے بسلسلہ حفاظت و اشاعت عزاداری اس لئے شروع کیا ہے کہ تم نے اور تمہارے بھائیوں نے سلسلہ تخریب عزاداری عرصہ دراز سے شروع کر رکھا تھا۔ پھر اس پر تمہارے رونے اور چلانے سے کیا حاصل

صفحہ ۸ - اظہار حقیقت

"تھوڑے عرصہ میں شیعوں کی بیسیوں انجمنیں قائم ہو گئیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں - انجمن جعفریہ - شیعہ ینگ مین سوسائٹی - انجمن امامیہ - انجمن اصغریہ - انجمن اخوان الصفا - خواجگان اثنا عشریہ - انجمن ناصر الاولیاء - دائرۃ المعرفۃ - دائرۃ الفلاح - انجمن معین الایمان - شیعہ مشن - دائرۃ التبلیغ وغیرہ وغیرہ"

حضور علامہ مدظلہ العالی نے فرمایا کہ دائرہ کو شیعوں کے اتفاق اور احسن کارگذاری کی داد دینی چاہیئے تھی نہ یہ کہ ایک اعتراضی پہلو نکالا جائے - اگر شیعوں نے درجنوں انجمنیں بنا رکھی ہیں تو اس سے ان کی حیات ملی مذہبی کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ مثل دوسرے گروہوں کے اپنی مذہبی روایات کو پس پشت ڈالے ہوئے نہیں ہیں - دائرہ کا یہ اعتراض حاسدانہ سپرٹ سے لبریز ہے - اس اعتراض کی بجائے یہ بہتر تھا کہ تم بھی کوشش کر کے ان سے مضاعف انجمنیں بنا لیتے کہ شکوہ و شکایت سے کیا نتیجہ (وہی حسد) افسوس

صفحہ ۹ اظہار حقیقت

"چنانچہ شیعہ مشن کی گذشتہ رپورٹ ہمارے سامنے ہے جس میں پنجاب کے بہت ضلعوں کی نسبت اعداد شمار سے بتایا گیا ہے کہ پچھلے چند سال میں کتنے سنی شیعہ ہو گئے اور کتنے ہی ایسے شہر ہیں جہاں پہلے ایک بھی شیعہ نہ تھا - اب بڑی تعداد میں ہیں"

حضور علامہ نے فرمایا کہ شیعہ آبادی کا روز افزوں ترقی کرنا اس کی حقیقت و صداقت کی بین دلیل ہے اور قدرت اس کا ساتھ دے رہی ہے جس کو کوئی طاقت روک نہیں سکتی - ہر شخص کو اپنے مذہب کی ترویج کا حق حاصل ہے - اگر شیعہ اپنے مذہب کی تبلیغ کر کے غیر شیعہ کو شیعہ بنانے میں کامیاب ہو رہے ہیں تو آپ بھی ایسا کر سکتے ہیں - آپ کو کون روکتا ہے شیعوں کی ترقی پر تمہارا حسرت کے

آنسو بہانا تمہاری مذہبی کمزوری کی بین دلیل ہے - جس سے نہ تو تمہیں کوئی فایدہ حاصل ہو سکتا ہے نہ ہمیں کوئی نقصان پہونچ سکتا ہے - یہاں بفضلہ احقاق حق وابطال باطل کے ذریعہ سے یدخلون فی دین اللّٰہ افواجا کا مسرت بخش نظارہ غلامان علی و عزاداران حسین علیہ السلام کو قدرت دکھلا رہی ہے

صفحہ ۹ - اظہار حقیقت

چنانچہ اب شیعہ مشنری مقرر کئے جا رہے ہیں کہ تمام اضلاع پنجاب میں جاکر سنیوں کو شیعہ کریں "

جناب قبلہ وکعبہ نے فرمایا کہ جب عیسائی مشنری - آریا - احمدی وغیرہ اسی کام کے لئے اپنے نمایندے اور مبلغ قایم کرنے کا حق رکھتے ہیں تو کیا شیعہ ہی گردن زدنی ہیں کہ وہ کیوں مبلغ باہر بھیج رہے ہیں - آپ بھی اپنے مشنری باہر بھیجکر تبلیغ کریں آپ کو کون روکتا ہے - ہماری تبلیغ سے سنی ضرور شیعہ مذہب اختیار کرتے چلے جارہے ہیں - اگر آپ کی تبلیغ سے کوئی شیعہ سنی نہیں ہوتا تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے یہ آپ کی مذہبی کمزوری کا نتیجہ ہے -

اظہار حقیقت میں اسی صفحہ پر یہ بتایا گیا ہے کہ شیعوں کی اخبارات ذوالفقار - اثنا عشری شیعہ اور تالیفات میں سے مولوی سید علی صاحب حایری کے فتاوے حایری - ملفوظات حایری وغیرہ کا مطالعہ کریں "

جناب علامہ نے فرمایا کہ اس قدر دانی کا شکریہ قبول فرمائیں اس کے بعد میں کہونگا کہ دایرہ کو چند شیعہ اخبار اور کچھ تالیفات پر یہ اعتراض ہے کہ وہ کیوں نکالے جاتے ہیں - ایسے اعتراضات کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اراکین دائرہ شیعوں کو پنجاب میں دیکھنا نہیں چاہتے - سکھ - عیسائی - یہودی - آریا - احمدی وغیرہ اخباریں نکالیں - رسالے لکھیں اس سے کچھ غرض نہیں - مگر شیعہ اگر کریں تو گردن زدنی ہیں - واہ سبحان اللہ کیا یہی انصاف اور یہی وہ اسلام ہے جس کے حاملان برحق اراکین دائرہ ہیں -

صفحہ ۱۳ - اظہارِ حقیقت

لاہور میں شیعہ علما میں مولوی سید علی الحایری صاحب ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور وہ اکثر شیعہ اصحاب کے نزدیک مجتہد مانے جاتے ہیں ان کا ذکر پہلے آچکا ہے - ان کا اس کوشش میں خاص حصہ ہے - بلکہ یوں کہئے

کہ وہ اس ساری تحریک کی جان ہیں۔"

جناب قبلہ وکعبہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنا فرض ادا کرتے ہوئے اپنے مذہب حق کی خدمت کرتا ہوں تو اس میں کیا برائی ہے میں اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ اپنے مذہب کی تاحدِ امکان قربتاً الی اللہ خدمت کروں کہ میرے اجداد معصومین علیہم السلام کا یہی منصب تھا۔ پھر میں نے کون سا گناہ کیا۔ دوسرے فرقہ ہائے اسلام بھی جو لوگ مذہب کی خدمت کرتے ہیں دائرہ کے خیال کے مطابق وہ تو حق رکھتے ہیں۔ مگر شیعہ ہونے کے سبب سے میں قابل گرفت ہوں۔ جب آئمہ معصومینؑ پر اعلائے کلمۃ الحق کی وجہ سے اعتراض ہوئے تو ان کے مقابلہ میں میری کیا ہستی ہے جو میں ان کے اعتراضوں سے بچ سکتا۔

صفحہ ۱۵ اظہار حقیقت

کیا شیعہ اصحاب میں سے کوئی صاحب یا مولوی حائری صاحب لاہور کے اہلسنت والجماعت کے کسی ایسے اشتہار یا رسالہ یا اخبار کا نام بتا سکتے ہیں جس نے کبھی بھی اس ۲۰ سال کے عرصہ دراز میں ان کے مذہبی عقاید پر حملہ کیا ہو۔ یا جواب ہی دیا ہو۔

جواباً حضور علامہ نے فرمایا کہ ابتداً دعوت صلح۔ شیر وشکر اور اتحادِ ملت یکے بعد دیگرے تین رسالے کس نے نکالے۔ ان کے شایع ہونے کے بعد شیعوں کی طرف سے جوابات ضرور شایع ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں محض غلط فہمی پھیلائی گئی ہے کہ شیعوں نے خواہ مخواہ کوئی حملہ یا وار کیا ہے۔ امر تسر کے اخبار اہلسنت والجماعت نامی کے فایل اور اخبار اہلحدیث اور اہل فقہ کے فایل دیکھو۔ کوئی صفحہ کوئی کالم ان کا شیعوں پر حملے کئے بغیر دکھائی نہیں دیگا صرف لاہور پر ہی کیا منحصر ہے صوبہ بھر میں کوئی مذہبی رسالہ سنیوں کی طرف سے نہیں نکلتا جس میں کہ سب سے پہلے شیعی عقاید خصوصاً تعزیہ داری پر نہ حملہ کیا گیا ہو۔ تشریف لائیے میرے کتبخانہ میں اس بیس برس کے صدہا رسالے کتابیں ایسی موجود ہیں۔ بشوق ملاحظہ کریں۔

صفحہ ۱۶۔ اظہار حقیقت

مریدوں نے مولوی صاحب کو بڑے بڑے خطاب عطا کئے پورا نام نامی مع بعض خطابات نقل کرتے ہیں

حضور شمس الاسلام۔ مرجع الانام۔ لار اللیالی و الایام۔ بدر التمام فخر المحققین
صدر الشہیر العلما۔ بدر المنیر الفقہا۔ شرلیعتدار۔ سندھ و پنجاب حجۃ الاسلام
سرکار سلطان العلماء ابو تراب مولانا سید علی الحائری لاہوری مدظلہ"
جناب قبلہ و کعبہ نے ان سطور کو پڑھکر سنایا اور فرمایا کہ ان خطابات سے دائرہ کو تعجب ہے اور اس کے کارکن سمجھتے ہیں کہ جاہل مریدوں نے میرے نام کے ساتھ حسنِ عقیدت سے یہ الفاظ لکھ دیئے ہیں حالانکہ یہ سب خطابات اور ان سے بھی بڑھ کر شیعہ و سنی علماء عراق۔ ایران۔ حجاز و ہندوستان وغیرہ نے اپنی تقاریظ میں لکھے ہیں۔ حضور ممدوح نے اس موقع پر کئی سو کی تعداد میں ان حجج اسلام مجتہدین علماء کے خطوط پیش کئے۔ آغائے صدر اعلی اللہ مقامہٗ سید محمد کاظم طباطبائی و شیخ محمد کاظم خراسانی۔ آقائے شیخ الشریعہ شیخ عبد اللہ مازندرانی (جنھوں نے شاہِ ایران محمد علی شاہ قاچار کو تخت و تاج سے محروم کر دیا تھا) کی جانب سے جو سندات اجتہاد دستخطی و مُہری علامہ ممدوح کو ملی ہیں پبلک کے سامنے پیش کر کے فرمایا کہ ایسی سندات کے پیش کرنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔ مگر جن لوگوں کو ایسے خطابات دیکھ کر تعجب ہوا ہے اور میری نسبت عوام الناس میں غلط فہمی پھیلاتے رہتے ہیں وہ حسد و بغض کی وجہ سے ایسا کہتے ہیں کہ عام مرید ایسے الفاظ حسن ارادت و عقیدت سے میرے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ان الفاظ سے کہیں زیادہ الفاظ حجج و اسلام دار العلوم نجف و کربلا نے میرے اجتہاد کی سندوں اور اجازوں میں میرے نام کے ساتھ استعمال کئے ہیں جن کے اشارہ ابرو پر سلطنتیں زیر و زبر ہو جاتی ہیں۔ تاجدارانِ سلطنت اُن کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتے

اظہار حقیقت صفحہ ۱۷ و ۱۸

چنانچہ جب ایک دن مولوی حائری صاحب وعظ فرما رہے تھے تو ایک مرد مومن نے حضرت علی رضی کی ذات کے متعلق ان سے سوال کیا مولوی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ وہ بشر تھے نبی نہ تھے بلکہ نبی کے ایک غلام تھے۔ ہماری تمہاری طرح کھاتے پیتے تھے خدا کے بندے تھے البتہ بہت بلند پایہ اور مقبول بارگاہِ ایزدی تھے۔ مگر سائل نے کہا کہ وہ تو خدا کے نور تھے ان کا خاکی جسم ایک سمتہ ہے مگر وہ بشر ہرگز

نہیں تھے نہ ہماری تمہاری طرح تھے - خدا بھی نور ہے علی بھی نور ہیں -
وہ خدا سے جدا نہیں وہ مرے نہیں نہ مر سکتے ہیں وہ دنیا میں اور آسمانوں پر موجود ہیں اور سب کی سنتے ہیں اور سب کچھ کر سکتے ہیں - ہم ان میں اور خدا میں کچھ فرق نہیں دیکھتے - استغفر اللہ ربی ہذا بہتان عظیم ..
غرضیکہ مجلس وعظ میں ایک دنگل بپا ہو گیا اور آخر کار درہم برہم ہو گئی
ناظرین یہ ہے جاہل مریدوں کی بے جا حمایت کرنے کا - ہم اتنا اضافہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ ملحدانہ عقیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق تمام شیعہ حضرات لاہور کا ہے - الا ماشاء اللہ

حضور نے جواباً فرمایا کہ ایسا سوال ایک غیر مومن شخص نے کیا تھا مگر اس کا جواب دیدیا گیا کہ علی بندہ خدا اور جانشین رسول تھے - پس اس پر سائل خاموش ہو گیا اور وعظ باقاعدہ ہوتا رہا - نہ کوئی دنگل بپا ہوا نہ کوئی بے لطفی واقع ہوئی اراکین دایرہ کا اس خلاف واقع قصہ کے بیان کرنے سے صرف غلط فہمی ڈالنا مقصود ہے شیعوں پر محض یہ ایک بہتان عظیم ہے کہ وہ جناب علی مرتضیٰ کو خدا سمجھتے ہیں - بالخصوص شیعان لاہور - جب حاضرین میں سے شیعوں پر حضور قبلہ و کعبہ نے سوال کیا تو سب نے کہا کہ شیعوں پر محض بہتان ہے - ہم علی مرتضیٰ کو خدا نہیں جانتے بلکہ بندہ خدا اور بلا فصل خلیفہ رسول سمجھتے ہیں - دایرہ کا شیعوں کو ملحد بنانے کے لئے ایسی افترا عات کرنے کی ضرورت پڑی ہے - حالانکہ ایسا اتہام اور بہتان باندھنا بجائے خود ایک ملحدانہ فعل ہے -

صفحہ ۱۹ اظہار حقیقت

چنانچہ پہلے پہل محرم سے کئی روز پہلے جناب نواب صاحب بالقابہ نے چند ایک مسلمانوں کو اپنی کوٹھی نواب پیلس پر طلب فرمایا .... کچھ گفتگو کے بعد نواب صاحب بالقابہ نے اپنی خاص طرز میں فرمایا کہ ہم تمام مسلمانوں کو خواہ وہ شیعہ ہوں یا سنی اپنا بھائی سمجھتے ہیں - اس لئے جو کشیدگی مابین واقع ہو گئی ہے وہ قابل افسوس ہے جس کے ذمہ دار بعض شیعی علماء ہیں جو چند خاص وجوہات کے باعث جن کا ذکر نواب صاحب بالقابہ نے وہاں کر دیا عمداً ایسی بدمزگی پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ جو کچھ عزت ہمارے خاندان کو مسلمانوں میں حاصل ہے اس میں فرق پڑ جائے - اس لئے وہ نہایت زور

ایسی شر انگیز اور مفسدانہ روش سے اپنی علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں اسپر
اہلسنت والجماعت فریق نے عرض کیا کہ آپ اپنے ان مولوی صاحب کو آئندہ
کے لئے ایسی تقریریں لکھنے سے روک دیں جس پر نواب صاحب بالقابہ نے فرمایا
کہ یہ تو ان کے بس کی بات نہیں۔ البتہ وہ بذریعہ اشتہارات اس روش سے
اپنی علیحدگی کا اعلان کر دیں گے۔ اس تجویز سے تمام حاضرین اکابر شیعہ نے
کل اتفاق رائے کیا۔ چنانچہ اشتہارات مذکور کے شائع کرنے کا کام اسی
وقت سید محمد علی صاحب جعفری کے سپرد کیا گیا۔ مگر ہمیں نہایت افسوس
سے کہنا پڑتا ہے کہ نواب صاحب بالقابہ نے اپنا یہ وعدہ جس سے اہل سنت
والجماعت کی تالیف قلوب مقصود تھی مطلق پورا نہ کیا"

حضور قبلہ و کعبہ نے ان فقرات کو پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ جناب نواب صاحب بہادر کی
نسبت اراکین دائرہ کا "اپنی خاص طرز کے الفاظ" استعمال کرنا سخت نامناسب حملہ
ہے۔ خاص طرز سے کیا مراد ہے۔ نیز نواب صاحب کی گفتگو میں اراکین دائرہ کا
یہ کہہ دینا یقیناً خلاف واقعہ ہوگا کہ انہوں نے باہمی فساد کا ذمہ دار شیعی علماء کو گردانا
ہے۔ ہمیں ہرگز جناب نواب صاحب بالقابہ سے یہ امید نہیں کہ انہوں نے خلاف
واقع ایسا فرمایا ہو یہ محض ان حضرات کا افترا ہوگا۔ اس موقعہ پر جناب قبلہ و کعبہ
نے شیعہ حاضرین سے فرمایا کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو سرکار نواب صاحب بہادر کے
تشریف لانے پر ایک ڈیپوٹیشن بھیجدیں جو اس معاملہ میں جناب نواب صاحب سے
استصواب کر کے کسی دوسرے جلسہ میں اس کا اعلان کر دیا جائے۔ قبلہ و کعبہ کی اس
تجویز کو جملہ حاضرین نے پسند فرمایا اور باتفاق رائے یہ طے ہوا کہ ایسا ضرور ہونا چاہئے
تاکہ معاملہ آئندہ کے لئے صاف ہو جائے۔ سرکار علامہ مدظلہ نے اراکین دائرہ کی
اس بات کو بھی حقیقت پر مبنی سمجھنے میں تامل فرمایا کہ جناب نواب صاحب نے کسی
اشتہار کے شائع کرنے کا وعدہ فرما کر وعدہ پورا نہ کیا ہو۔ حضور نے فرمایا کہ جناب نواب
صاحب بالقابہ کی پوزیشن ایسی نہیں ہے کہ وہ وعدہ فرما کر پورا نہ فرماتے۔ یہ بھی کارکنان
دائرہ کی غالباً اختراع ہے امید ہے کہ جناب نواب صاحب بہادر بالقابہ یا سید
محمد علی صاحب جعفری اس پر ضرور روشنی ڈالیں گے۔ انشاء اللہ حسب قرارداد جلسہ
عام جناب نواب صاحب کے تشریف آوری پر ڈیپوٹیشن ان کی خدمت بابرکت میں ضرور
حاضر ہوگا اور ان کی جانب سے جو کچھ بھی جواب ملیگا وہ آئندہ جلسہ میں پبلک کو سنایا جائیگا

تاکہ پبلک کو دائرہ کی صداقت معلوم ہو سکے -

صفحہ ۲۵ - اظہار حقیقت

نواب محمد علیخان صاحب نے خود اقرار کیا کہ ابتدا ان کے عالموں کی طرف سے ہوئی ہے - اہلسنت والجماعت کا اس میں کچھ قصور نہیں"

اس کی تردید فرماتے ہوئے جناب قبلہ وکعبہ نے فرمایا کہ بعض معززین شیعہ نے کمیٹی کے کسی غیر معمولی اجلاس میں اس امر کی شہادت دی ہے کہ کربلائی نواب محمد علیخان صاحب نے یہ الفاظ ہرگز نہیں فرمائے غالباً ایسا لکھنے سے بعض اراکین دایرہ کا یہ مطلب ہوگا کہ شیعہ روسائے عظام اور عام شیعوں اور علمائے عظام میں بے اعتمادی اور باہمی رنجش پیدا ہو جائے

صفحہ ۲۶ اظہار حقیقت

بڑی مشکل بات یہ ہے کہ اہل تشیعہ حضرات میں باہمی سخت پارٹی بازی موجود ہے یہی وجہ ہے کہ نہ تو کسی جلیل القدر رئیس کی بات مانی جاتی ہے نہ کسی عالم کے حکم پر کان دھرے جاتے ہیں"

قبلہ وکعبہ نے جواباً فرمایا کہ شیعوں کی نسبت دایرہ کا یہ خیال بھی صحیح نہیں ہے اول تو خود ہی دایرہ نے شکوہ کیا ہے کہ آپس میں رنجش اور بغض وعناد تو بے دینی کی دلیل ہے - البتہ کام کرنے والے افراد میں اگر کسی وقت کسی اصول پر بحث مباحثہ ہو جائے اور نیک نیتی سے مختلف طریقوں پر کام کیا جائے تو اس کے معنی پارٹی بازی نہیں ہو سکتے معمولی اختلاف رائے تو ہر قوم کے افراد میں ہوا کرتا ہے اس کو اس قدر اہمیت سے دکھانا دایرہ کے دماغ کا نتیجہ ہے -

صفحہ ۲۷ - اظہار حقیقت

لاہور کے سب سے بڑے رئیس شیعہ جناب نواب سر فتح علیخان صاحب بالقابہ جن کی نظروں میں شیعہ سنی سب ایک ہیں ایک کتاب جو مختلف دعاؤں کا مجموعہ ہے تالیف فرماتے ہیں - اس کتاب کا نام مفتاح الفتح ہے جو اس سال شائع ہوئی ہے اور مفت تقسیم کیگئی ہے - اس کتاب کی دعاوں میں بعض صحابہ مثلاً حضرت ابو سفیان اور حضرت معاویہ کو نام لے لے کر نعوذ باللہ (نقل کفر - کفر نباشد) لعن کیا ہے اس کے علاوہ خلفائے راشدین کو بجائے خلیفہ اول - خلیفہ ثانی کہنے کے اپنی اصطلاح میں ظالم اول - ظالم ثانی - ظالم

ثالث - ظالم رابع وغیرہ کہہ کر بھی سلوک کیا گیا ہے - یہ دونوں دعائیں
اس کتاب کے صفحہ ۲۲۶ اور ۲۳۰ پر اعمال عاشورا کے ذیل میں درج
ہیں - ہم اصلی عبارت اس لئے نقل نہیں کرتے کہ ہمارے ہاتھ ایسی
شرمناک جرات نہیں کر سکتے .... آجتک ہمارا اپنا یہی خیال تھا
کہ کم ازکم نواب صاحب بہادر ایسی باتوں سے بالاتر ہیں اور وہ اس قدر
تبرائی نہیں - بہرحال دو یقین اور عبرتناک سبق جو اس واقعہ سے ہمیں
ملے ہیں وہ یہ ہیں کہ اول کوئی شیعہ صاحب ہوں خواہ عالم یا مولوی یا
رئیس ہمارے بزرگوں کو گالیاں دینے میں سب کے سب برابر ہیں "

ان فقرات کے پڑھنے کے بعد جناب قبلہ و کعبہ مدظلہ نے فرمایا کہ اراکین دایرہ نے جناب سر نواب حاجی فتح علیخان صاحب پر بلا تحقیقات کئے ایک اور اتہام لگا دیا ہے ظالم اول - ظالم ثانی و ثالث وغیرہم سے خلیفہ اول و دوئم و سوئم سمجھ لینا عجیب منطق ہے - چاہیئے تو یہ تھا کہ بذریعہ تحریر یا تقریر سر نواب صاحب بہادر سے دریافت کرلیا جاتا کہ یہ لعن آپ نے کن ظالموں پر کیا ہے تاکہ معاملہ صاف ہوجاتا اور خلفائے ثلثہ کا نام لکھ کر سنیوں کو خواہ مخواہ نواب صاحب پر بدظن نہ کیا جاتا[*] ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اعمال روز عاشورا میں جب یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو اس سے کیوں دایرہ نے یزید - شمر - عمر سعد وغیرہ کا مفہوم نہیں لیا اور میدان کربلا میں نواسۂ رسول صلعم کو شہید کرنے والے اشخاص کو بھی اگر دایرہ قابل لعن اور ظالم نہیں سمجھتی تو قصہ ہی پاک ہے مگر میرا خیال ہے کہ جملہ اہل اسلام کے نزدیک ملحدین - مشرکین زندیقین اور ایک معمولی مسلمان کو شہید کرنے والے اشخاص سب کے سب قابل لعن اور ظالم سمجھے جاتے ہیں - اگر اراکین دایرہ نہ سمجھیں تو ان کی مرضی -

سرکار علامہ مدظلہ العالی نے اظہار حقیقت کے متذکرۃ الصدر فقرات کو پڑھکر جو جوابات دیئے وہ مختصراً ہدیہ ناظرین کئے گئے ہیں - اس کے بعد جناب ممدوح نے مسایل زیر بحث کے متعلق کتب احادیث و سیر اور تفاسیر اور تواریخ معتبرہ کے حوالہ جات پڑھکر سنانے شروع کئے - عام طور پر لاہور میں افواہ گرم ہے کہ اراکین دایرہ جہال کو اب یہ کہہ رہے ہیں کہ جو کچھ علامہ صاحب نے فرمایا اور حوالجات پیش کئے وہ بیشک ہماری کتب میں سے تھے مگر یہ روایات ضعیف ہیں بعضوں کو کہا گیا ہے کہ شیعوں نے ایسی روایات ان کتابوں میں داخل کر دی ہیں - بعضوں نے تو یہاں تک کہہ دیا

[*] کیونکہ یہ روایات بخاری خود پیغمبر صلعم نے تین ظالموں پر لعنت کی ہے کہ نماز صبح میں بعد سمع اللہ فرمایا ہے اللھم العن فلاناً و فلاناً و فلاناً بلفظ بخاری مطبوعہ بمبئی جلد صفحہ ۵۲ سطر ۳۰ باب لیس لک من الامر شیئ - اس لئے اگر نواب صاحب بہادر نے تینوں ظالموں پر لعنت کی ہے تو کونسا گناہ کیا - یہ تو عین تاسی رسول صلعم ہے -

کہ یہ ہماری کتابیں ہی نہیں ہیں۔ اور مُلّاؤں نے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارتیں اس ضمن میں ہماری کتب میں درج ہیں کہ شیعوں کا یہ قول ہے۔ یاد رکھو کہ یہ باتیں علامہ صاحب کی تقریر کا جواب نہیں ہو سکتیں۔ البتہ علماء اہل سنت کے لئے اب اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ ان پیش کردہ کتابوں کے متعلق اعلان شایع کر دیں کہ یہ سب کتابیں غلط۔ غیر معتبر۔ قابل سوختنی ہیں ورنہ وہ یقین کریں۔ کہ اس کے بعد اب خلفاء پرستی مٹ جائے گی۔

حضرات دائرہ کی یہ کذب بیانی اپنی نوعیت میں عجیب و غریب ہے اور اس میں غلط فہمی کی خلیج کو وسیع کرنے کا جس قدر مادہ موجود ہے اس کا اندازہ لگانا محال ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ کسی ایک عبارت کے سیاق و سباق سے یہ بات ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ سچ تو یہ ہے کہ اراکین دائرہ کی روشنیٔ طبع نے یہ دن دکھلایا ہے کہ ان کے بزرگوں کی تحریرات پر نفرین کیا جاتا ہے۔ گویا ان تمام حوالجات کی عبارتوں کو جناب سرکار علامہ حائری صاحب مدظلہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے مگر اصلیت یہ ہے کہ وہ ان مورخین و مصنفین کو بُرا نہیں کہنا چاہتے اور تعصب کی عینک لگا کر شیعہ حضرات کو مورد الزام بناتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی۔ امام ابو حنیفہ۔ شیخ عبد القادر جیلانی۔ امام غزالی۔ جلال الدین سیوطی۔ مسلم۔ امام بخاری۔ ترمذی وغیرہ تو اس لئے قابل گرفت نہیں کہ وہ اہل سنت کے امام ہیں۔ مگر انہی کی عبارتوں کو نقل کرنے والے جناب علامہ حائری صاحب گنہگار ٹھہرائے جاتے ہیں کیونکہ وہ شیعی المذہب ہیں کیا انصاف اور تحقیق حق اسی کا نام ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

رسالہ ہذا کے ہر مقالہ میں ایک سوال کے تمام حوالجات کی اصل عبارتیں معہ تراجم کے درج ہیں جنہیں علامہ ممدوح نے تقریباً ساڑھے چار گھنٹہ تک جلسہ میں پڑھ کر سنایا۔ ان حوالجات کے ختم کرنے کے بعد حضور اقدس نے کچھ واقعات کربلا بیان فرمائے جس سے بہت رقت ہوئی اور گریہ و بکا سے کہرام مچ گیا جلسہ بخیر و خوبی برٹش گورنمنٹ کے لئے دعائے قیام و دوام کے بعد برخاست ہوا صوبے کی مختلف روزانہ اور ہفتہ وار اخبارات میں اس معرکۃ الآراء جلسۂ وعظ کی مختصر روئداد شایع ہو چکی ہے

*نوٹ۔ اس جلسہ میں ایک قابلِ یادگار اور تشکر و امتنان آمیز بات یہ ہوئی کہ خواجہ سکندر علی (؟) نے قبلہ و کعبہ کی خدمت میں احترام وعظ پر سنگِ مرمر کا ایک کتبہ پیش کیا اور اعلان کیا (آج کے وعظ کی یادگار رکھنے کے طور پر ہم اپنا ایک مکان سہ منزلہ جو ہماری واحد ملکیت ہے

ابو عبد العلی صاحبان پسران چوہدری غلام حیدر مرحوم ۔

وقف کرتے ہیں۔ حاضرین جلسہ نے اس علو ہمتی کا نعرہ ہائے صلوات سے اعتراف کیا۔ امید ہے کہ خواجہ صاحب موصوف عنقریب وقف نامہ رجسٹری کرا کے کسی قومی اخبار میں اعلان کر دیں گے

مقالہ دوم

مسئلہ باغ فدک

(یعنی حضرتِ ابوبکر کا فاطمہ زہراؑ کو فدک دینے سے انکار)

گزارش - عزیزو - دوستو - یہ میری بات ضرور یاد رکھنا کہ آج کے وعظ کے بعد بہت سے لوگوں کے دقیانوسی عقیدوں میں انقلاب پیدا ہوگا اور غیر معمولی نقل و حرکت بھی آپکے مشاہدہ میں آئے گی اس کے بعد بعض ملاں - مولوی صاحبان آپ کو دھوکا دینے کی غرض سے یہ کہیں گے کہ فلاں کتاب سنیوں کی نہیں ہے یہ حدیث شیعوں نے داخل کردی ہے کوئی کہے گا کہ صحاح میں بھی بعض ضعاف حدیثیں درج ہوگئی ہیں - کوئی کہیگا حائری صاحب نے سیاق و سباق کو چھوڑ کر درمیانی حصہ عبارت کا پڑھ کر سنادیا ہے جن بعض کا نخرہ بہت تیز ہوگا وہ کہیں گے کہ ان رافضیوں کے وعظ میں تم گئے کیوں وغیرہ وغیرہ - مگر آپ کی خدمت میں قبل از وقت اس قدر کہنے کی میں جرأت کروں گا کہ صرف ان باتوں کو میری تقریر کا جواب نہ سمجھ لیا جائے - عموماً یہ سب کتابیں حضرات احناف کے آئمہ محدثین اور مفسرین کی مشہور تصنیفات ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا اور آج تمام دنیا میں مذہب حنفیہ کا انہیں کتابوں پر دار و مدار ہے اگر یہ غلط ہے تو پھر علمائے احناف کا پہلا فرض یہ ہوگا کہ ان پیش کردہ کتابوں کے غیر معتبر اور غلط ہونے کا اعلان عام شائع کردیں - کیا ہم منتظر رہیں کہ ایسا کیا جائیگا۔

خدا تعالیٰ تو یوں فرماتا ہے وللرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منہ او کثر نصیبا مفروضا سورہ نساء پ۴ ع ۱۲ ماں باپ اور رشتہ داروں کے ترکہ میں تھوڑا ہو یا بہت مردوں کا حصہ ہے (اور ایسا ہی) ماں باپ کے ترکہ میں عورتوں کا بھی حصہ ہے اور یہ حصہ ہمارا ٹھہرایا ہوا ہے ایضاً قولہ تعالیٰ - یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل

حظ ۲لا نثیین پ۴ ع ۱۳ مسلہ اول تمہاری اولاد کے احصول
کے بارے میں) اللہ تم سے کہے رکھتا ہے کہ لڑکوں کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو
یہ حکم بھی پیغمبر اور اس کی تمام امت کے لئے عام دیا گیا ہے آلِ محمد صلعم کے لئے کوئی
استثناء قبل یا بعد میں وارد نہیں ہوا ہے اس لئے میراث کا حکم نبی اور امت کے
لئے قرآن سے مساوی ثابت ہوتا ہے

انبیاء سلف میں بھی کہ آدمؑ سے حضرت خاتمؑ تک جملہ انبیا میں وراثت جاری رہی
ہے قرآن میں اس کا ثبوت حسب ذیل آیت سے ملتا ہے وورث سلیمان داؤد
پ۱۹ ع ۱۷ یعنے وارث ہوا سلیمانؑ حضرت داؤد کا۔ یہ دونوں بزرگوار پیغمبر تھے
پس اس آیت سے سلیمانؑ پیغمبر کا مالی وراثت لینا اور داؤدؑ پیغمبر کا مالی وراثت دینا
ثابت ہے تاریخ ابو الفداء جلد اصفحہ ۲۵ میں مرقوم ہے:۔ واوصی داؤد
قبل موتہ بالملک الی سلیمان ولدہ واوصاہ بعمارۃ بیت المقدس وعین
لذلک عدت بیوت اموال یحتوی علی جمل کثیرۃ من الذہب فلمامات داؤد ملک
خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اموال اور املاک داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے
ان کی وصیت کے مطابق تاریخ ابو اسحٰق ثعلبی کے صفحہ ۲۸۴ میں بھی مالی اور ملکی
وراثت داؤد و سلیمان کا ذکر موجود ہے۔ تفسیر غرائب القرآن نیشاپوری جلد ۳
صفحہ ۲۳۳ سورہ نمل وورث سلیمان داؤد کی تفسیر میں مرقوم ہے:۔ عن الحسن
انہ المال لان النبوۃ عطیۃ مبتدا ۃ الخ یعنے وراثت سے مال مراد ہے۔ تفسیر
معالم التنزیل بغوی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۶۵۴ میں ہے وورث سلیمان داؤد نبوتہ
وعلمہ وملکہ کہ سلیمان داؤد علیہ السلام کی نبوت و علم اور ملک کا وارث ہوا
ہے ملک بھی مال ہوتا ہے - ایک اور جگہ فرمایا ہے:۔ فھب لی من لدنک
ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب پ۱۶ ہے یعنے پس اپنی طرف سے مجکو ایک جانشین (یعنی
فرزند) عطا فرما جو میرا بھی وارث ہو اور نسلِ یعقوب کا (بھی)، وارث ہو۔

میراث بروزن مفعال ارث سے ماخوذ ہے اور لفظ ارث موضوع ہے حقیقۃً
انتقال اجسام کے لئے مالک سلف سے خلف کی طرف اعراض میں مجازاً استعمال ہوتا
ہے۔ کیونکہ اعراض جیسے علم حلم۔ شجاعت۔ سخاوت وغیرہ اوصاف میں قابلیت
ہی نہیں کہ قسمت یا ارث اس میں جاری ہو سکے۔ پس حدیث ان العلماء
ورثۃ الانبیاء اور اس جیسی سب حدیثیں مجازی رنگ میں ہر جگہ استعمال ہوئی

ہیں ورثہ بغیر تعلیم حاصل کئے کسی کو وراثت میں حقیقۃً علم کا حاصل ہو جانا عقل سلیم کبھی تسلیم نہیں کر سکتی پس علماء کو اس لئے ورثۃ الانبیا مجازاً کہا گیا ہے کہ نبی کی جگہ وہ عالم ہونے کی حیثیت میں محافظ اسلام ہوتے ہیں یہ غلط ہے کہ انبیاء کا علم ان کو وراثت میں ملجانے کی وجہ وہ ورثۃ العلما قرار پاتے ہیں ورنہ برسوں تحصیل علم کی صعوبتوں میں وہ کیوں مبتلا ہوتے ۔ اسی لئے کہ علم تو عرض اور وصف ہے قیمت اور وراثت کے قابل نہیں ہوتا پھر کیونکر کسی کو وراثت میں مل سکتا ہے ۔

فرمایا۔ پس نتیجہ کے طور پر اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ نبیوں کی میراث کا جہاں کہیں بھی ذکر آیا ہے اس سے حقیقۃً مالی میراث مراد ہے ۔

ارشاد کیا۔ خاتم الانبیاء فداہ روحی کی میراث اور وارثوں کے احکام بھی قانون قدرت اور عقل کے خلاف نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارے پیغمبر صلعم عقل اول اور عقل کل ہونے کے باوجود ناممکن ہے کہ ان کی شریعت کا کوئی حکم خلاف معقول ہو ۔ اسی بناء پر آپ نے حدیثوں میں صحیح اور غلط پرکھنے کے لئے ایک ناقابل تغیر قانون باندھا جس کو فریقین نے بالاتفاق نقل کیا ہے کہ :- قال رسول اللہ صلعم قد کثرت علی الکذابون فما یروی عنی لکم عارضوہ بکتاب اللہ ان طابق فخذوہ واعملوہ وان خالف
اور تفسیر کبیر میں فخر رازی نے یوں نقل کیا ہے :- اعرضوا علی کتاب اللہ فما وافق فخذوہ وما خالف دعوہ کہ میرے پر جھوٹی حدیثیں باندھنے والے بہت ہوں گے پس ہر حدیث کو قرآن سے مطابق کر لیا کرو جو قرآن مجید کے مطابق ہو اس پر تو عمل کیا کرو جو مخالف کلام اللہ ہو اس کو چھوڑ دیا کرو یعنے وہ قابل عملدرآمد نہیں ۔

فرمایا ۔ اب واقعہ باغ فدک میں ایک غائر نظر ڈالو جس کے متعلق اہل سنت کے اکابر آئمہ نے لکھدیا ہے کہ وہ رسول اللہ کا اپنا مال تھا اور سلطنت یا عام مسلمانوں کا کوئی حصہ اس میں شامل نہیں تھا ۔ تاریخی حال یوں مرقوم ہے کہ "بعض قطعات جو مسلمانوں کے حملہ کے وقت کافروں نے مغلوب ہو کر لڑائی کے بغیر پیغمبر صلعم کو دیدیئے تھے وہ رسالتماب صلعم نے اپنی حاجتوں کے واسطے اپنے قبضہ میں رکھ لئے تھے جنمیں ایک فدک بھی تھا اور اس کے علاوہ سات قطعہ مدینہ سے ملحق تھے وہ بھی یہودی نضیر سے ملے تھے " فدک کی نسبت آئمہ اہل سنت قبول کرتے ہیں کہ "وہ بغیر لڑائی کے ملا تھا" اور تمام علمائے اہل سنت اس وقت تک قبول کرتے چلے آتے ہیں کہ نص قرآن کے مطابق جو مال بغیر گھوڑے دوڑانے یعنے بغیر جنگ کے حاصل ہو وہ خاصۃً اور

تذکرہ و [illegible] المجلد ۳

خالصتہً "صرف واسطے پیغمبر کے تھا اور جو مال کہ گھوڑے دوڑا کر اور جنگ ہو کر حاصل ہو اس میں پانچواں حصہ رسول اور ان کے اہلبیت کا حق تھا اور باقی کل مسلمانوں کا جو شریک اس جنگ میں ہوئے ہوں ان دونوں قسموں کو "فے" کہتے ہیں۔ اسی قاعدے کے بموجب فدک جو کہ بغیر گھوڑے دوڑانے اور جنگ کے حاصل ہوا تھا جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ مال "فے" خالصتہً اور خاصتہً واسطے پیغمبر صلعم کے تھا اور اس میں پیغمبر صلعم کو ذاتی اختیار تصرف اور قبضہ کا اسی حیثیت سے تھا جس حیثیت سے کہ دیگر مسلمانوں کو اپنے حق کے تصرف کا مالِ غنیمت میں حاصل ہوتا تھا۔ فدک میں کوئی حق کسی دوسرے مسلمان کا نہیں تھا اگر فدک میں کوئی حق کسی مسلمان کا بطور مالِ غنیمت کے ہوتا تو پیغمبر صلعم اس کو مسلمانوں پر برابر تقسیم کر دیتے اور جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ کو ہرگز ہبہ یا عطا نہ فرماتے۔

مگر فدک فاطمہ زہراؑ کو پیغمبر صلعم کی جانب سے ہبہ اور عطا کئے جانے کے متعلق کثرت سے حدیثیں اہل سنت کے اکابر آئمہ نے ذکر کی ہیں:۔ لما نزلت وات ذالقربیٰ حقہ دعا النبی صلعم فاطمہ فاعطاھا فدک۔ جمع الفواید اور ینابیع المودۃ۔ مصنفہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۹ ایضاً لما نزلت وات ذالقربیٰ حقہ قال النبی صلعم لفاطمۃ علیھا السلام ھذہ فدک قد جعلتھا لک ینابیع المودۃ صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ قسطنطنیہ یعنے جبکہ آیت وات ذالقربیٰ نازل ہوئی تو پیغمبر صلعم نے سیدہؑ کو بلا کر فرمایا کہ یہ باغ فدک میں نے تم کو عطا کیا۔

اب اس سے ثابت ہوا کہ فدک ضرور پیغمبر کا خالصتہً اور خاصتہً مال تھا تب ہی تو حین حیات میں آپ نے اپنی بیٹی سیدہؑ کو ہبہ اور عطا کر دیا۔ اگر فدک میں کوئی حق کسی مسلمان کا بطور غنیمت کے ہوتا تو پیغمبر صلعم اس کو مسلمانوں پر برابر تقسیم کر دیتے اور جناب سیدہؑ کو ہرگز ہبہ یا عطا نہ کرتے۔ روایات اہل سنت سے یہ ظاہر ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے ہبہ یا عطیہ کے ذریعہ سے اول دعوے کیا تھا جس کے متعلق کوئی نہیں کہہ سکتا کہ دعوے ان کا جھوٹ تھا گو علی مرتضیٰؑ اور ام ایمن کی گواہی کو منظوری کے قابل نہ سمجھ کر حضرت ابوبکر نے دعوے ہبہ اور عطیہ کا جو جناب سیدہؑ کی طرف سے پہلے پیش ہوا تھا نامنظور کر دیا۔

ارشاد کیا۔ جب کتب اہل سنت سے یہ ثابت ہے کہ بذریعہ ہبہ یا عطیہ کے فدک پر قبضہ جناب سیدہؑ کا تھا تو کیا مسلمان یہ الزام پیغمبر صلعم پر عاید کرنا پسند کریں گے کہ فدک

جو مسلمانوں کا مال تھا پیغمبر نے اپنا ذاتی حق قرار دے کر اپنی دختر کو قابض قرار دیدیا؟ اور کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر صلعم سے زیادہ کوئی شخص جاننے والا ہے کہ فدک ذاتی ملکیت پیغمبر کا تھا یا نہیں اور بذریعہ ہبہ اور عطیہ کے جناب سیدہ پر پیغمبر منتقل نہیں کر سکتے تھے۔

پھر فرمایا کہ۔ یہ امر کہ فدک ذاتی ملکیت پیغمبر کا نہیں تھا حضرت ابوبکر نے وقت نامنظوری دعوے بذریعہ ہبہ اور عطیہ کے نہیں کہا بلکہ وہ دعوے اس بنا پر نامنظور کیا گیا کہ شہادت ہبہ یا عطیہ کی کافی نہیں ہے اگر حضرت ابوبکر کے ذہن کے موافق شہادت ہبہ یا عطیہ کی کافی ہوتی تو ہر کوئی اس امر کا قائل ہو سکتا کہ حضرت ابوبکر اس دعوے کو منظور کر لیتے اور اندریں حالت یہ امر لازم آجاتا کہ فدک خالصتہً اور خاصتہً پیغمبر صلعم کا مال تھا اور وہ ذاتی اختیار تصرف کا اس پر رکھتے تھے لیکن درحقیقت حضرت ابوبکر اور ان کے طرفدار اس امر پر یقین کرتے ہیں کہ فدک ملکیت پیغمبر صلعم کا ہے ورنہ وہ جناب سیدہ کے دعوے کو اس بنا پر نامنظور کر دیتے کہ فدک ذاتی ملکیت پیغمبر کا نہیں ہے اور کل مسلمانوں کا حق ہے اور پیغمبر کو اس کے ہبہ اور عطیہ کا اپنی دختر کو اختیار حاصل نہیں تھا۔

فرمایا۔ آپ نے غور کیا۔ کہ حضرت ابوبکر نے جس وقت سیدہؑ سے گواہ طلب کئے اسی وقت ان پر تسلیم اس امر کی لازم آگئی کہ فدک ذاتی ملکیت پیغمبر صلعم کا ہے اور پیغمبر صلعم اس کے انتقال کا اختیار رکھتے تھے۔ صرف گواہوں سے اس امر کا ثبوت چاہتے تھے کہ پیغمبر نے جناب سیدہ کو ہبہ یا عطا کیا۔ یہ صحیح ہے کہ پیغمبر کے قبضہ خالص میں جو زمینیں آئی تھیں یا ان کو خمس انکا حق خاص ملتا تھا اس کو وہ اپنی ذات پر اپنی ازواج پر اپنی دختر پر اور تجہیز جنگ میں یا مہمانی میں صرف کرتے تھے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آسکتا کہ انہوں نے ان چیزوں کو ذاتی ملکیت نہیں بنایا۔

لقولہ تعالیٰ:۔ وما افاء اللہ علےٰ رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکنّ اللہ یسلط رسلہ علےٰ من یشاء واللہ علےٰ کل شیءٍ قدیر (یعنے اور جو کچھ مال غنیمت دلوایا خدا نے اپنے رسول کو ان مسلمانوں میں سے پس اس پر نہیں دوڑائے تھے تم نے گھوڑے اور اونٹ) لیکن خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پس یقیناً ایسی چیزیں ان کی ذاتی ملکیت بنی بنائی تھیں اور کوئی شخص جب تک کہ اپنی ذاتی ملکیت کو راہ خدا میں وقف نہ کر دے اور اپنا حق ملکیت ساقط

نہ کردے تب تک کسی چیز سے کسی کا حق ملکیت معدوم نہیں ہو سکتا۔

فرمایا۔ یاد رکھو کہ جناب سیدہ کا دعوے ہبہ یا عطاء فدک حضرت ابوبکر نے جب نامنظور کیا تو سیدہ نے تب فدک پر دوسرا دعوے میراث کیا جو کسی طرح نامنظوری کے قابل نہیں سمجھا جا سکتا جس میں نہ گواہ کی ضرورت تھی نہ شاہد کی۔ مگر حضرت ابوبکر نے قانونِ قرآن کے مخالف صرف ایک حدیث کی بنا پر جناب سیدہ کو میراث پدری سے بھی محروم کر کے غضبناک کیا اور سیدہ مرتے دم تک ان سے ناراض رہیں۔

اس حدیث کو اکابر واعاظم آئمہ اہل سنت نے صحاح ستہ و دیگر کتب معتبرہ میں درج کیا ہے عن ابن شہاب قال اخبرنی عروۃ بن الزبیر ان عائشۃ ام المومنین اخبرتہ ان فاطمۃ بنت رسول صلعم سالت ابا بکر الصدیق بعد وفات رسول اللہ صلعم ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول اللہ مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابوبکر ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ فغضبت فاطمۃ بنت رسول اللہ فھجرت ابا بکر فلم تزل مھاجرتہ حتی توفیت صحیح بخاری مجلد چہارم کتاب الخمس صفحہ ۱ مطبوعہ بمبئی۔ یعنے حضرت عائشہ نے عروہ بن زبیر سے کہا کہ جناب سیدہ بنت رسول اللہ نے حضرت رسول کی وفات کے بعد ابوبکر سے سوال کیا کہ ترکہ رسول صلعم اسکو اس کا حصہ میراث کا دیجے جو کچھ مال فئے میں سے پیغمبر صلعم نے چھوڑا ہے پس حضرت ابوبکر نے جواب میں کہا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ ہم میراث نہیں چھوڑتے ہم ترکہ ہمارا صدقہ ہوتا ہے پس فاطمہ بنتِ رسول صلعم ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور ابوبکر سے سیدہ نے مہاجرت اور علیحدگی اختیار کر لی اور مرتے دم تک ان سے علیحدہ رہیں

ایضاً عن عروۃ عن عائشۃ ان فاطمۃ والعباس اتیا ابا بکر یلتمسان میراثھما من رسول اللہ صلعم وھما یطلبان ارضیھما من فدک وسھمھما من خیبر فقال لھما ابوبکر سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا نورث ما ترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد من ھذا المال قال ابوبکر واللہ لا ادع امرا رایت رسول اللہ صلعم یصنعہ فیہ الا صنعتہ قال فھجرتہ فاطمۃ فلم تکلمہ حتی ماتت۔ بخاری جلد نمبر ۴ کتاب الفرائض صفحہ ۷۸ مطبوعہ بمبئی

یعنے عروہ نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہ اور عباس نے ابوبکر سے فدک اور سہم خیبر ترکہ پیغمبر سے میراث طلب کی حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ پیغمبر فرماتے تھے کہ ہم ترکہ نہیں چھوڑتے اور جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوا کرتا ہے اس سے

سواء نہیں کہ آل محمدؐ اس مال میں سے کھاتے ہیں۔ خدا کی قسم کہ جو کچھ پیغمبر کیا کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا۔ پس یہ سن کر فاطمہ نے ابوبکر سے ہجرت اور علیحدگی اختیار کر لی اور مرتے دم تک ابوبکر سے کلام نہیں کیا۔

فرمایا کہ بخاری کی ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ جناب سیدہؑ ابوبکر پر انکار میراث رسول اللہ کی وجہ سے غضبناک ضرور ہوئیں اور علیحدگی اختیار فرما کر جب تک زندہ رہیں کلام تک کرنا چھوڑ دیا۔ ادھر غضبناک کرنے کے متعلق بھی سنو عن المسور بن مخرمۃ ان رسول اللہ قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی

صحیح بخاری جلد نمبر ۲ فضائل اصحاب النبی۔ باب مناقب فاطمہ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ بمبئی۔ بخاری کی اسی کتاب باب الفضائل کے باب مناقب قرابۃ رسول صفحہ ۷۱ مطبوعہ بمبئی اور مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلی باب مناقب اہلبیت صفحہ ۴۷۱ میں بھی یہ حدیث مذکور ہے کہ مسور بن مخرمہ نے کہا کہ پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ فاطمہ میرا پارۂ جگر ہے۔ جس نے اس کو رنجیدہ اور غضبناک کیا اس نے مجھے رنجیدہ اور غضبناک کر دیا۔ اور رسول کو غضبناک کرنا خدا کو غضبناک کرنا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق خدائی فیصلہ قرآن میں اس طرح مذکور ہے۔

والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم پ ۱۰ ع ۱۴

فرمایا۔ غور کرو کہ اب بادی النظر میں اس پر ہر عقلمند کے ذہن میں ضرور یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس معاملہ میں فاطمہ حق پر تھیں۔ یا ابوبکر سو اس کا جواب صاف ہے کہ باتفاق فریقین جناب سیدہ بنت رسول صلعم آیت مجید کی عصمت و طہارت میں داخل ہے اور حضرتِ ابوبکر اس میں داخل نہیں ہے پس لازماً یہ ماننا پڑیگا کہ فدک اگر سیدہ کا حق نہ ہوتا تو سیدہ باوجود معصومہ و مطہرہ بالنص ہونے کے ناحق دعوے کی مرتکب نہ ہوتیں۔

اس دلیل سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدہ معصومہ کو ان کے پدر بزرگوار رسول مختار صلعم نے اپنے ترکے میراث نہ ہونے کے متعلق قطعاً کوئی فرمان صادر نہیں فرمایا تھا۔ عزیزو یہ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ پیغمبر تمام دنیا کو تو تبلیغ رسالت کریں مگر یہ حق تلفی کا حکم جو صرف اسی کی معصومہ بیٹی کے لئے تمام امت مسلمہ کے خلاف اور وراثت کے قانون قرآن کے مخالف تھا اپنی بیٹی کو (جسکو بتانا ضروری تھا) تو نہ بتلا گئے۔ مگر ایک غیر شخص (حضرتِ ابوبکر) کو جس کو کہ میراث رسول لینے سے

کوئی تعلق نہ تھا فرما گئے (شاید کان میں کہدیا ہوگا جیسا کہ اس کی بیٹی حضرت عائشہ کے کان
میں بھی ابوبکر کا خلیفہ ہونا چپکے کہدیا تھا کہ ان اباک ھو الخلیفۃ من بعدی یا حمیرا
سِرّ العالمین امام غزالی صفحہ ۸ سطر ۱۲ مطبوعہ بمبئی۔ ذیل آیہ و اذا اسر النبی الی
بعض ازواجہ)

دوستو! اب تم خود اس میں فیصلہ کرلو۔ کہ آیا ختمی نبوت روحی فداہ اپنے لائے ہوئے خدائی قانون (قرآن مجید) کے مخالف کوئی بات کہہ سکتے تھے ان کا لایا ہوا قانون (قرآن) تو ساری امت کے لئے للذکر مثل حظ الانثیین لڑکی کو ایک حصہ ترکہ پدری دلائے اور وہ خود اپنے ہی لائے ہوئے قانون کے مخالف اپنی بیٹی کو اپنے ترکہ سے محروم کرکے خدائی قانون شکنی کا مرتکب ہو۔ اس صورت میں نتیجہ لازم آئے گا کہ معاذ اللہ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام امت سے جو کچھ منواتے خود اس پر عملدرآمد نہ کرتے ہوں۔ آیت اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کہ آیا لوگوں کو تو نیکیاں کرنے کا حکم دیتے ہو اور خود ان نیکیوں پر عمل نہیں کرتے۔

راسخ العقیدہ مسلم کسی طرح یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کو محض ایک خود ساختہ ڈھکوسلہ کی بنا پر اپنے لائے ہوئے "لا" (قرآن) کے مخالف ارتکاب کا ملزم یا مجرم قرار دے سکیں

پس اندریں صورت کہ جب رسولِ خدا صلعم اپنے قانون کے خلاف خود عمل نہیں کر سکتے اور بہ حیثیت منصوص العصمت ہونے کے جناب سیدہ بنت رسول صلعم جھوٹا دعوےٰ نہیں کر سکتیں تو نتیجہ منحصر ہو جاتا ہے صرف اس امر میں کہ حدیث مذکور مرویہ بخاری مخالف قرآن اور موضوع ہے۔ جس کو تمام اکابر آئمہ اہل سنت جماعت نے بالاتفاق نقل کیا ہے دیکھو وہی حضرت عائشہ والی حدیث جو عروہ بن زبیر کو بتائی ہے

فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی بن ابی طالب لیلاً ولم یؤذن بھا ابابکر وصلی علیھا علی صحیح مسلم۔ جلد ۲ صفحہ ۹۱ سطر ۱۵ مطبوعہ نولکشور۔ یعنی فاطمہ کے طلب میراث کرنے پر حضرت ابوبکر نے فدک دینے سے انکار کر دیا۔ پس فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں۔ اس امر میں پس ابوبکر سے علیحدگی اختیار کرلی۔ مرتے دم تک اور پیغمبر صلعم کے بعد کل

چھ مہینے سیدہ زندہ رہیں - بعد علیؑ نے سیدہ کو بوقت شب دفن کیا اور شرکت جنازہ کے لئے ابوبکر کو اجازت نہیں دی اور علی نے سیدہ کا جنازہ پڑھا -

یہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری جس کی شہادت پہلے گذر چکی ہے دونوں اصح الکتب اہل سنت کے ہاں مانی جاتی ہیں - اسی مسلم میں ہے کہ حضرت عمر نے عباس اور علی کے دعوے طلب میراث کے جواب میں کہا ہے

لما توفی رسول اللہ صلعم قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیہا فقال ابوبکر قال رسول اللہ صلعم مانورث ما ترکناہ صدقۃ فرأیتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر فکنت انا ولی رسول اللہ صلعم وولی ابی بکر فرأیتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۱ سطر ۱۴ مطبوعہ نولکشور

یعنے جبکہ رسول اللہ صلعم نے وفات پائی تو ابوبکر نے کہا کہ میں رسول اللہ کا ولی ہوں پس تم دونوں میرے پاس آئے - اے عباس تم تو اپنی میراث بھتیجے کے مال سے طلب کرنے لگے اور یہ (علی) اپنی زوجہ کا حق میراث پدری سے طلب کرنے لگے - پس ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم انبیا میراث نہیں چھوڑتے ہمارا ترکہ صدقہ ہوا کرتا ہے - پس تم دونوں نے ابوبکر کو کاذب غادر - خائن اور آثم سمجھ لیا - ان کی وفات کے بعد میں پیغمبر اور ابوبکر کا ولی قرار پایا - پس تم دونوں نے مجھے بھی کاذب - آثم - غادر اور خائن سمجھ لیا -

اب حضرت عمر کے اس مذکورہ قول سے یہ ثابت ہوا کہ عباس اور جناب امیر علیہ السلام عمر و ابوبکر کو خائن - آثم - غادر اور کاذب سمجھتے تھے پھر اہل سنت ایسی حالت میں کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ علی علیہ السلام اور خلفاء ثلثہ میں باہم کمال اتفاق - اتحاد اور محبت تھی - اگر ایسا ہوتا تو باعتراف عمر علی علیہ السلام ان کو ایسا نہ سمجھتے - فاتوا برھانکم ان کنتم صادقین -

امام احمد حنبل نے مسند جلد اول میں دو جگہ حدیث قرطاس کو لکھا ہے مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۹ سطر ۱ میں عینا وہی عروہ بن زبیر والی پوری عبارت مذکور ہے جو حضرت عائشہ نے اس کو بتائی تھی - سیدہ کے دعوے فدک کرنے کے متعلق جس کو میں بخاری اور مسلم سے بتا چکا ہوں - دوسری حسب ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں

عن ابی سلمہ ان فاطمۃ قالت لابی بکر من یرثک اذا مت قال ولدی واھلی قالت فمالنا لا نرث النبی صلعم قال سمعت النبی صلعم یقول ان النبی لا یورث۔ مسند امام احمد حنبل صفحہ ۱۰ سطر ۲۵ ۔ مطبوعہ بمبئی

یعنے محمد بن عروہ نے ابی سلمہ سے نقل کیا ہے کہ جناب سیدہ نے حضرت ابوبکر سے کہا جب تم مرجاؤگے تو تمہارے ترکہ کا وارث کون ہوگا حضرت ابوبکر نے جواب میں کہا میرا بیٹا اور اہل میرا وارث ہوگا۔ سیدہ نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم کو اپنے باپ پیغمبر کا وارث قرار نہیں دیا جاتا۔ ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ پیغمبر کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔

پس سیدہ نے اس استدلال میں ابوبکر کو قرآنی نص یوصیکم اللہ الخ کے حکم کے مطابق سب کے حقوق میں مساوات قائم رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے مگر حضرت ابوبکر صاحب ہیں کہ نص صریح قرآنی یوصیکم اللہ فی اولادکم الخ کی مخالفت اور سیدہ مظلومہ کے حق تلفی کرنے میں ضد پر اڑے رہے اور فاطمہ کو ترکہ پدری سے محروم کرکے غضبناک کر گئے۔

ابن حجر مکی نے بھی صواعق محرقہ مطبوعہ میمنیہ مصر کے صفحہ ۱۲ سطر ۲ میں عیناً یہی عبارت عائشہ سے نقل کردی جس کو بخاری مسلم سے میں پیش کرچکا ہوں اس جگہ اختصار کا لحاظ رکھتے ہوئے صواعق کی عبارت کا ترجمہ بیان فاطمہ مصنفہ کمال الدین بن فخر الدین جہرمی سنی سے ہم یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔

روایت کرد دار قطنی از عائشہ کہ حضرت علی کسے را نزد ابوبکر فرستاد و طلب میراث خود از اموال مدینہ و باقی خمس خیبر کہ از آں حضرت صلعم ماندہ بود کرد۔ ابوبکر در جواب گفت کہ رسول صلعم فرمود انا معاشر الانبیاء لا نرث و لا نورث ما ترکنا فھو صدقۃ انما تاکل آل محمد من ھذہ الاموال ما میراث نمی گیریم و ما میراث بردہ نمی شویم آں چیزے را کہ ما گذاشتہ ایم پس آں صدقہ است حیف ایں نیست کہ آل محمد از ایں مال یعنے مال خدا تعالیٰ می خورند و زیادہ از خوردن ایشاں روا نیست و بخدائے سوگند مرا کہ تغیر صدقہ رسول اللہ صلعم از اں حالتے کہ درمیان رسول صلعم بود نمی کنم و بطریقے کہ رسول عمل می کرد عمل خواہم کرد و چوں ابوبکر ابا کرد از انکہ چیزے از اں مال اموال بفاطمہ دہد۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا غضب کرد بر ابابکر صدیق و از وے ہجرت کرد و تکلم نہ کرد تا زمانیکہ حضرت فاطمۃ الزہراؑ حیات بود۔ بعد از پیغمبر

شش ماہ بزیست،، انتہیٰ بلفظہ - براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ - صفحہ ۲۳ - سطر ۶ مطبوعہ محمدی لاہور - اس میں یہ عبارت ہے۔

"وبطریقے کہ رسول عمل می کرد عمل خواہم کرد" صواعق کا لفظی ترجمہ ہے بخاری مسلم کی عبارت میں بھی حضرت ابوبکر کا یہ قول مندرج ہے اس پہ یہ سوال ہوگا کہ ابوبکر نے جناب سیدہؑ کے دعوے طلب میراث کے جواب میں یہ جملہ کہا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ کیا کرتے تھے میں بھی ویسا ہی عمل کروں گا (بہت خوب) اچھا بتایئے کیا پیغمبر کے سامنے کسی دوسرے نبی کے وارثوں نے وراثت کا جھگڑا پیش کیا ہے جو پیغمبر اسلام نے ان کو محروم کردیا ہو - اگر ایسا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا تو پھر ابوبکر صاحب نے ایسی بات ہی کیوں کہی کہ جو رسول اللہ کا عمل تھا میں بھی ویسا ہی کروں گا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا مقصود ایسا مبہم کلام کہکر جناب سیدہ کو صرف ٹال دینا تھا اور کچھ نہیں۔

بالکل یہی مضمون اور یہی عبارت جو بخاری اور مسلم سے پیش کرچکا ہوں بعینہ تاریخ خمیس کے جلد دوم صفحہ ۱۸۲ سطر ۲۶ مطبوعہ مصر میں امام شیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری نے بھی نقل کی ہے بحوالہ مذکورہ صفحہ وسطر ملاحظہ فرمائیں سنن ابی داؤد میں بھی یہ ساری داستان حق تلفی سیدہ مظلومہ کی بروایت حضرت عائشہ عروہ بن زبیر سے منقول ہے جلد ۲ - صفحہ ۵۰ سطر ۳ مطبوعہ نولکشور مطبوعہ ۱۲۹۳ھ ہجری ملاحظہ فرمائیں - وہی بخاری اور مسلم والی عبارت اس میں بھی درج ہے۔

شرح ابن ابی الحدید جلد دوم کے قریب نصف مطبوعہ ایران میں مرقوم ہے ان رسول اللہ صلعم لما فرغ من خیبر قذف اللہ الرعب فی قلوب اھل فدک فبعثوا الی رسول اللہ فصالحوہ علی النصف من فدک فقدمت علیہ رسلھم بخیبر او بالطریق او بعد ما قام المدینۃ فقبل ذلک منھم وکانت فدک لرسول اللہ صلعم خالصۃ لہ لانہ لم یوجف علیھا بخیل ولا رکاب کہ بہ تحقیق پیغمبر جب خیبر سے فراغت پاچکے تو اہل فدک کے دلوں میں خدا نے رعب ڈالدیا یعنے پیغمبر اسلام سے وہ سب مرعوب ہوگئے پس انہوں نے اپنے تمام نمائندوں کو پیغمبر کی خدمت میں بھیجکر نصف فدک پر مصالحت کرلی پس ان کے نمائندے خیبر ہی میں یا راستہ میں یا قیام مدینہ کے بعد پیغمبر صلعم کی خدمت میں پہونچے اور

ختمی نبوت صلعم نے یہ فیصلہ منظور کر لیا۔ پس یہ باغ فدک خاصۃً وخالصۃً صرف پیغمبر کا ہی حق تھا۔ بغیر اشتراک غیرے کیونکہ وہ (فدک) بغیر چڑھائی لشکر اونٹ اور گھوڑے دوڑانے کے یہودی نضیر سے ان کو ملا ہوا تھا۔ جیسا کہ فتوح البلدان کے صفحہ ۲۹ میں علامہ بلاذری نے بھی اس کی تصدیق کی ہے بقولہ فکان نصف فدک خالصًا لرسول اللہ صلعم کہ نصف فدک خاصۃً وخالصۃً پیغمبر کا مال تھا۔ اسی طرح صحیح بخاری کے باب الخمس اور باب المغازی اور باب المیراث میں یہ تفصیل مرقوم ہے کہ حضرت عمر نے وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب الخ کو پڑھ کر کہا تھا کہ فکانت ہٰذہ خالصۃً لرسول اللہ صلعم کہ یہ فدک خالص پیغمبر کا حق اور مال ہے۔

پس اس بنا پر بھی حضرت ابوبکر کو پیغمبر صلعم کے خاص اور خالص مال میں تصرف کرنے کا شرعًا کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ رسول اسلام کی بیٹی حق تلفی فدک میں ابوبکر صاحب سے ناراض اور غضبناک بنص بخاری ومسلم فوت ہو گئیں اور ابوبکر اس کی تلافی سیدہ کی حین حیات میں نہ کر سکے یہی وجہ تھی کہ فاطمہ مرتے وقت اپنی ناراضگی کو قیامت تک آنے والی نسلوں پر یوں ظاہر کر گئیں کہ ابوبکر کو ان کے جنازہ اور نماز میں شریک نہ ہونے دیا جائے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ کے علاوہ شرح ابن ابی الحدید جلد دوم میں بھی قریب نصف یہ مرقوم ہے۔ بروایت ھشام بن محمد عن ابیہ کہ جناب سیدہ نے ابوبکر صاحب سے کہا ان ام ایمن تشھد لی ان رسول اللہ اعطانی فدک کہ اے ابوبکر ام ایمن اس امر کی شہادت دیتی ہے کہ پیغمبر صلعم نے یہ فدک مجھے عطا کیا ہوا ہے۔ کہ جواب میں حضرت ابوبکر نے فرمایا ہے کہ ان ھذا المال لم یکن للنبی صلعم وانما کان مالا من اموال المسلمین ینفقہ فی سبیل اللہ فلما توفی رسول اللہ صلعم ولیتہ کما کان یلیہ قالت واللہ لا کلمتک ابدا قال واللہ لا ھجرتک ابدا قالت واللہ لادعون اللہ علیک قال واللہ لادعون اللہ لک فلما حضرتھا الوفاۃ اوصت ان لا یصلی علیھا فدفنت لیلًا

یعنے بتحقیق اے فاطمہ یہ فدک پیغمبر صلعم کا مال نہیں تھا۔ بلکہ مسلمانوں کا مال تھا کہ پیغمبر فی سبیل اللہ اس کو خرچ کیا کرتے پس جبکہ پیغمبر صلعم کا انتقال ہوا تو اس کا متولی میں ہوا۔ جیسا کہ پیغمبر متولی تھے۔ سیدہ علیہا السلام نے

فرمایا اے ابوبکر خدا کی قسم میں مدت العمر کبھی تم سے کلام تک نہ کروں گی۔ ابوبکر صاحب نے کہا بخدا قسم میں بھی مدت العمر تم سے علیحدگی اختیار کروں گا۔ سیدہ نے فرمایا خدا کی قسم میں تمہارے لئے بد دعا کروں گی۔ ابوبکر نے کہا بخدا قسم میں بھی تمہارے لئے بد دعا کروں گا۔ پس سیدہ نے وقت وفات یہ وصیت کی کہ ابوبکر صاحب ان کے جنازہ پر نماز نہ پڑھیں اور رات کے وقت ان کی اطلاع کے سواء دفن کیگئیں۔ سلام اللہ علیہا و علی ابیہا و بعلہا و بنیہا و اجرہا علی اللہ تعالےٰ۔

شرح مواقف کے صفحہ ۷۳۵ سطر ۱۴ مطبوعہ نول کشور میں علامہ ابوالحسن سنی نے بھی فاطمہؑ کا دعویٰ فدک کرنا اور اس کا عطیہ رسول اللہ ہونے کے متعلق حسنین علی۔ ام کلثوم اور ام ایمن کے شہادت دینے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابوبکر کی طرف سے ان سب گواہوں کی شہادت رد کئے جانے کا ذکر کیا ہے۔ مگر شارح مواقف ابوبکر کی طرفداری میں ان سب حدیثوں سے اغماض و چشم پوشی کر گئے ہیں جو بخاری مسلم ینابیع المودۃ۔ فتوح البلدان بلاذری وغیرہ سے میں بیان کر چکا ہوں کہ یہ فدک خالصۃً و خاصتہً پیغمبر صلعم کا مال اور حق تھا۔ مگر افسوس کہ حضرت ابوبکر نے بخلاف نص قرآن نہ اس کی کچھ پرواہ کی اور نہ علی حسنین جیسے معصومین کی شہادت منظور کی۔ اس بناء پر کہ شوہر کی گواہی زوجہ کے حق میں صحیح نہیں ہے حسنین کی شہادت اس لئے مردود ہے کہ وہ نابالغ ہیں۔ گواہی ان کی (معاذ اللہ) قابل اعتبار نہیں اور ام ایمن عورت تھی شرع میں ایک عورت بجائے نصف مرد کے ہے

شرح تجرید کے صفحہ ۳۸۴ میں علامہ قوشجی نے ابوبکر صاحب کی حمایت میں یہاں تک کہدیا ہے کہ حدیث لانورث اگرچہ خبر واحد موجب ظن ہے مگر چونکہ خلیفہ اول نے رسول صلعم سے خود سنا تھا لہذا قطعی الدلالت ہے (بہت خوب۔ خود سن لینے سے کیا خبر واحد نہیں رہی) مزے کی بات یہ ہے کہ قوشجی کا جواب انہیں کا امام مستند صاحب صواعق دیتا ہوا رقمطراز ہے کہ ابوبکر کے خود سننے کے باوجود بھی جبکہ خبر واحد ہی رہی تو خطا بجانب ابوبکر ثابت رہی اور صواب بجانب سیدہ سلام اللہ علیہا۔

معارج النبوۃ۔ مطبوعہ نول کشور کے رکن چہارم صفحہ ۲۲۱ سطر ۲ میں علامہ ملا معین کاشفی سنی بھی فدک کا عطیہ و ہبہ رسول صلعم ہونے کے متعلق رقمطراز ہے

"گویند کہ بسوے فدک حضرت رسالت صلعم امیر المومنین رضؔ را فرستاد
ومصالحہ بدست امیر رضی اللہ عنہ واقع شد بیاں ہیچ کہ امیر قصد خون
ایشاں نکند و حوالیط خاص از اں رسول صلعم باشد جبرئیل علیہ السلام
فرود آمدہ گفت کہ حق تعالیٰ میفرماید کہ حق خویشاں بدہ آں حضرت
صلعم فرمود کہ خویشان من کیستند وحق ایشاں چیست جبریل علیہ السلام
گفت کہ فاطمہؑ است حوالیط فدک را باوده وآنچہ از خداو رسول آست
در فدک ہمہ باوده حضرت صلعم فاطمہؑ را بخواند وبرائے او حجتے نوشت وآن
وثیقہ بود باو بعد از وفات رسول صلعم پیش امیر المومنین ابوبکر صدیق
آورد وگفت ایں کتاب رسول خدا است کہ برائے من وحسنؑ وحسینؑ
نوشتہ است" انتہیٰ بلفظہ

افسوس کہ اس قدر لکھنے کے بعد صاحب معارج خاموش ہو گئے اور یہ نہ بتایا کہ اس وثیقہ نبوی کی (جو جبریلؑ کے کہنے سے بحکم خدا پیغمبر نے فاطمہ کو لکھ کر دیا تھا) ابوبکر نے کیا عزت وقدر کی ان کو اگر طرفداری یا شرم دامنگیر نہ ہوتی تو خلیفہ صاحب کی اس وثیقہ نبوی سے مخالفت اور بے پرواہی بھی لکھ ڈالتے مگر خیال ہوا ہوگا کہ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا رسول جو حکم دے عمل کرو اور جس بات سے منع کرے چھوڑ دو۔ کے عتاب اور زد میں کہیں خلیفہ صاحب بھی نہ آجائیں۔

الفاروق - مطبوعہ مفید عام آگرہ کے صفحہ ۳۵۳ سطر ۶ حصہ دوم میں شمس العلماء مولوی محمد شبلی نعمانی نے بھی اس واقعہ کو حسب ذیل لکھا ہے۔

"اسی سلسلہ میں باغ فدک کا معاملہ بھی ہے جو مدت تک معرکۃ الآرا رہا ہے ایک فرقہ کا خیال ہے کہ یہ باغ خاص آں حضرت کی جائیداد تھی۔ کیونکہ اس پر چڑھائی نہیں ہوئی تھی بلکہ وہاں کے لوگوں نے خود آں حضرت کو سپرد کردیا تھا اور وہ اس وجہ سے وہ اس آیت کے تحت میں داخل ہے وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شئی قدیر یعنے جو کچھ خدا نے اپنے پیغمبر کو ان لوگوں سے دلوایا تو تم لوگ اس پر اونٹ یا گھوڑے دوڑا کر نہیں گئے تھے۔ لیکن خدا اپنے پیغمبر کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر دیتا ہے۔ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

اور جب وہ آں حضرت کی مملوکہ خاص ٹھہری تو اس میں وراثت کا عام قاعدہ جو قرآن مجید میں مذکور ہے جاری ہوگا اور آں حضرت کے ورثا اس کے مستحق ہوں گے لیکن حضرت عمر نے باوجود حضرت علی کے طلب و تقاضا کے آلِ نبی کو اس سے محروم رکھا“ انتہیٰ بلفظہ

نہایہ امام ابن اثیر جزری کے باب اللام والمیم لغت لُمّہ میں ہے فی حدیث فاطمۃ انہا خرجت فی لمۃ من نساءٍ تتوطاء ذیلہا الی ابی بکر فعاتبتہ ای فی جماعۃ من نسائہا یعنے جناب صدیقہ نے باغ فدک کے متعلق ابوبکر صاحب سے عتاب کیا۔

مذکورہ حوالہ جات کتب مستندہ معتمدہ اہلسنت خصوصاً بخاری و مسلم جیسے صحاح کے علاوہ یہ واقعۂ ہائلہ باغ فدک اور اس کا عطیہ و ہبہ پیغمبر ہونا فاطمہ کا اس کو طلب کرنا ابوبکر صاحب کا دینے سے انکار کرنا سیدہ کا ان پر مرتے دم تک غضبناک اور ناراض رہنا عموماً تمام کتب اہل سنت میں مرقوم ہے۔ جن کتابوں میں کم زیادہ یہ واقعہ درج ہے ان کے نام مع صفحات بھی بیان کئے دیتا ہوں۔

قسطلانی صفحہ ۱۵۰ شمائل ترمذی صفحہ ۲۳ سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۴۸۷ کتاب الامامت والسیاست وغیرہ

فرمایا عزیزو! ان حوالوں کے بعد یہ امر پایہ ثبوت تک پہونچ جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے جناب خاتون جنت سیدۂ طاہرہ فاطمہ معصومہ مظلومہ کو مدت العمر تک غضبناک اور ناراض ضرور کیا ہے اور ان کی ناراضی کا کوئی تدارک وفات سیدۂ تک ابوبکر صاحب سے نہ ہوسکا۔ پس ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اس مسئلہ فدک میں فیصلہ کرتے ہوئے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی وہ حدیث ضرور پیش نظر رکھ کر فیصلہ کریں۔ کہ پیغمبر نے فرمایا ہے فاطمہ کو غضبناک کرنا مجھے غضبناک کرنا ہے اور ایسے شخص کے لئے اسلام کیا حکم لگاتا ہے۔ یہ جواب درست نہیں ہے کہ یہ حدیث تو فلاں شخص کے لئے وارد ہوئی ہے۔ ہوئی ہو۔ یہاں اس قدر سوال ہے کہ باعتراف صحیحین ابوبکر نے فیصلہ فدک میں سیدہ کو غضبناک اور ناراض کیا اور باعتراف صحیحین فاطمہ کو غضبناک اور ناراض کرنے والا پیغمبر کو غضبناک اور ناراض کرنے والا ہے اور ایسے شخص کے لئے اسلام میں کیا حکم ہے؟

جب تعصب کو دور کر کے یہ فیصلہ تم کرو گے تو حق باطل میں پھر تمہیں خود ہی فرق و امتیاز حاصل ہو جائے گا۔

دائرۃ الاصلاح کی غلط فہمی کا اب بالکل ازالہ ہو گیا ہے۔ امید ہے کہ اب وہ اس بات کو سمجھ گئی ہو گی کہ میں نے مسئلہ فدک میں سنت جماعت کے مذہب پر کوئی حملہ نہیں کیا تھا بلکہ ان کے اکابر آئمہ اور محدثین نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے فاطمۂ زہرا کے اس واجبی حق کو صریح نص قرآن کے مخالف صرف ایک اپنی مرویہ (خبر واحد) کی بنا پر ضبط کر کے دنیا و آخرت میں ان کو اور ان کے والدِ بزرگوار شاہنشاہِ عالمیان صلعم کو اپنے سے غضبناک کر لیا ہے نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۳۸

لہ عن ابی ھریرہ انہ کان یحدث ان رسول اللہ صلعم قال یردّ علی یوم القیمۃ رھطٌ من اصحابی فیجلون عن الحوض فاقول یارب اصحابی فیقال لا علم لک بما احدثوا بعدک انھم ارتدوا بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ۲ کتاب الرقاق۔ صفحہ ۴۳ سطر ۵ ایضاً سطر ۳ فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی یعنے ابوہریرہ سے حدیث ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مجھ پر ایک جماعت وارد ہو گی جو حوض کوثر سے رد کی جائیگی۔ پس میں کہوں گا خدایا یہ تو میرے اصحاب ہیں پس کہا جائے گا تجھے تم نہیں جانتے۔ انہوں نے دین میں بعد تمہاری وفات کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں۔ پس میں اس وقت کہوں گا دور کرو دور کرو۔ جس نے کہ میرے بعد دین اسلام میں تغیر اور تبدل کیا۔ اس حدیث سے متعہ حلال کو حرام سے تبدیل کرنے والے کا حال جو کچھ بھی ہو گا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے فافہم وتدبر جداً ۱۲

مقالہ سوم

مسئلہ متعہ

کو حضرتِ عمر کا اپنے عہد خلافت میں حرام کرنا

ارشاد کیا عزیزو! اب مسئلہ متعہ کے متعلق بھی سن لو کہ سورۂ نساء والمحصنات میں آیت متعہ موجود ہے فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ پ۵ ع۱ پھر انمیں سے جن سے تم متعہ کرلو تو مقرر کیا ہوا مہر انکو دیدو

متعہ نکاح منقطع کا نام ہے اور تقریباً تمام شرائط اور احکام جو نکاح دائمی میں ہیں وہ سب متعہ میں بھی ضروری ہیں متعہ صرف تھوڑے عرصہ کے لئے بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ زمانہ کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے وقت مقرر پورا ہونے پر زن شوئی کے تعلقات ختم ہو جاتے ہیں عورت ممتوعہ اگر یائسہ نہ ہو تو اس کے لئے عِدّہ رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اس امر میں کہ آیت مرقومہ فما استمتعتم الخ کے نازل ہونے پر متعہ کرنا بحکمِ خدا پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے جائز کیا۔ فریقین میں سے کسی کو بھی انکار اور اعتراض نہیں ہے۔ اختلاف اس میں ہے کہ بعد حلال قرار پانے متعہ کے وہ حرام کیا گیا یا نہیں اور یہ آیت متعہ منسوخ ہوئی یا نہیں۔ اگر آیت منسوخ ہوئی اور متعہ حرام کیا گیا ہے تو کس کی جانب سے۔ آیا خدا کی طرف سے حرام ہوا۔ یا رسول پیغمبر اسلام کی زبان سے حرام قرار پایا یا کسی غیر ذمہ دار شخص نے متعہ کو محض اپنی رائے سے حرام قرار دیا۔ اکابر آئمہ اور محدثین اہل سنت کی معتمدہ مستندہ تمام کتابیں جن کی مطبوعہ فہرست مع نشانات صفحات اس وقت حاضرین کی ہاتھوں میں ہے یہ تفصیل مرقوم ہے۔ حاضرین کے اضافہ معلومات کی غرض سے ان کی عبارتیں پیش کرتا ہوں سماعت فرمائیں۔

تفسیر کشاف جلد اول۔ مطبوعہ کلکتہ کے صفحہ ۲۸۳ سطر ۱۵ میں علامہ جار اللہ

زمخشری اسی آیت متعہ فما استمتعتم الخ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں عن ابن عباس ھی محکمۃ یعنے لم تنسخ وکان یقراء فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی یعنے ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت متعہ آیات محکمہ سے ہے یعنے منسوخ نہیں ہوئی اور اپنے حکم و عمل میں باقی ہے اور ابنِ عباس اس آیت کو یوں قرآیت فرماتے تھے۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی فاتوھنّ اجورھن فریضۃ یعنے پھر جن عورتوں سے تم نے متعہ کیا ایک مقررہ مدت کے لئے تو ان سے جو مہر ٹھہرا تھا وہ ان کے حوالے کردو م ایک تو یہ ہے کہ آیۂ متعہ فما استمتعتم الخ اپنی حکم حلت میں قیامت تک باقی ہے کیونکہ یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ اس آیت میں "الی اجل مسمّی" کا جملہ بھی نازل ہوا تھا۔ اور قرائت بھی کیا جاتا تھا۔ مگر افسوس کہ آج قرآن مجید میں یہ جملہ اس آیت میں موجود نہیں ہے۔ زمخشری زندہ ہوتا تو میں ان سے پوچھتا کہ کیا حضرت عثمان نے آیہ مذکورہ سے اس جملہ کو تحریف کر دیا ہے۔ فرمائے زمخشری کے اس اعتراف کے بعد تحریف قرآن کے قایل سنی ہوئے یا شیعہ۔ فافہم وتدبّر۔

تفسیر درِ منثور جلد دوم۔ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۰ سطر ۱۶ میں امام جلال الدین سیوطی نے جو روایت نقل کی ہے اس سے بھی امام زمخشری کے قول کی تائید ہوتی ہے جس کو امام ابن جریر اور ابن الانباری بھی فی المصاحف نقل کرتا ہے اور حاکم نے بھی اس روایت کی تصحیح کی ہے بطریق ابی نضرہ قال قرات علی ابن عباس فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ قال ابن عباس فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی فقلت ما نقرؤھا کذالک فقال ابن عباس واللہ لا نزلھا اللہ کذالک انتہے بلفظ

یعنے ابی نضرہ کہتا ہے کہ آیت متعہ کو ابن عباس کے سامنے میں نے یوں تلاوت کیا فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضہ۔ تو ابن عباس نے فرمایا یوں پڑھو۔ فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمّی۔ میں نے کہا ہم تو اس طرح قرائت نہیں کیا کرتے۔ ابن عباس نے کہا خدا کی قسم کہ اس آیت کو خدا نے اسی طرح نازل کیا ہے۔

فرمایا عزیزو؟ ابن عباس کے اس حلفیہ بیان کے مطابق جبکہ آیت میں "الی اجل مسمّی" کا من اللہ نازل ہونا ایسے اکابر آئمہ اہلسنت نے تسلیم کیا اور لکھدیا

۵ تفسیر لباب التنزیل مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۳۵۸ سطر ۲۴ میں امام خازن بغدادی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ مروی ہے ابن عباس سے ان الآیۃ محکمۃ وکان یرخص فی المتعۃ کہ آیت فما استمتعتم۔ آیت محکمہ ہے اور متعہ کرنے کی رخصت حاصل تھی امام زمخشری کے مذکورہ قول اور روایت سے دو امر ثابت ہوئے جو ذیل ہیں۔

علی ان الرسول صلعم ما نسخہ وانما عمر ھو الذی نسخہ واذا ثبت ھذا فنقول
ھذا الکلام یدل علی ان حل المتعۃ کان ثابتا فی عھد الرسول صلعم وانہ
علیہ السلام ما نسخہ وانہ لیس لہ ناسخ الا نسخ عمر واذا ثبت ھذا وجب ان لا
یصیر منسوخا لان ما کان ثابتا فی زمن الرسول صلعم وما نسخہ الرسول
یمتنع ان یصیر منسوخا بنسخ عمر وھذا ھو الحجۃ احتج بھا عمران بن الحصین
حیث قال ان اللہ انزل فی المتعۃ ایۃ وما نسخھا بایۃ اخری وامرنا
رسول اللہ صلعم بالمتعۃ وما نھانا عنھا ثم قال رجل برایہ ما شاء

خلاصہ یہ ہے کہ مروی ہے۔ حضرت عمر نے ایک روز منبر پر کہا متعہ حج اور متعہ نکاح دونوں پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے عہد میں جائز۔ حلال اور مشروع تھے۔ میں ان دونوں متعوں کو حرام کرتا ہوں اور متعہ کرنے سے ممانعت کرتا ہوں (تم ہوتے کون ہو منع کرنے والے) ایسا کہنا عمر کی طرف سے اس امر کی نص تھی کہ متعہ نکاح عہد رسول میں جائز اور جاری تھا۔ عمر کا یہ کہنا کہ میں متعہ کرنے سے منع کرتا ہوں یہ دلیل ہے اس امر کی کہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے متعہ کو منسوخ نہیں کیا تھا جب یہ ثابت ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات دلیل ہے کہ حلت متعہ عہد پیغمبر صلعم میں ثابت تھی اور پیغمبر صلعم نے متعہ کو منسوخ نہیں کیا تھا اور نہ کوئی ناسخ اس کے لئے آیا ہے سوائے نسخ عمر کے اس بناء پر واجب ہے کہ متعہ کو منسوخ نہ قرار دیا جائے کیونکہ جو حکم شرعی کہ پیغمبر اسلام کے زمانہ میں ثابت اور مروج تھا اور اس کو پیغمبر اسلام نے خود نہیں منسوخ کیا تو وہ نسخ عمر سے منسوخ نہیں قرار پا سکتا۔ یہی وہ حجت قاطعہ ہے جس سے عمران بن حصین نے حلت وجواز متعہ پر احتجاج کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ خدا نے متعہ میں آیت نازل کی اور اس کو منسوخ نہیں کیا۔ کسی دوسری آیت سے۔ اور پیغمبر اسلام نے ہم کو متعہ کرنے کے لئے حکم دیا اور پھر اس سے کبھی ہم کو ممانعت نہیں کی ان کی وفات کے بعد ایک شخص نے محض اپنی رائے سے جو چاہا کہہ ڈالا یعنے عمر نے متعہ کرنے سے لوگوں کو روک دیا

ارشاد کیا۔ عزیز و اس استدلال فخر رازی نے مسئلہ متعہ کو ایسا صاف کر دیا ہے

کہ اس کے بعد حلت و جواز متعہ کے لئے کسی مزید دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ اس کے بعد بھی کوئی شخص اگر متعہ کو حلال نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے دائرہ کی طرح خواہ مخواہ کسی بات پر بلا حجت و برہان ضد کئے جانا دانشمندی کے خلاف ہے کیونکہ مذہب اسلام ضد اور ہٹ کا نام نہیں ہے بلکہ ما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھو پیغمبر اسلام جو تمہیں بتائے اس کو پکڑ لو اور پیغمبر اسلام تمہیں جس چیز سے روکے اس سے بچو۔ اسی کا نام اسلام ہے اور یہی قرآنی تعلیم ہے۔ پھر جب دلیل سے یہ ثابت ہے کہ پیغمبر اسلام نے تمہیں متعہ کی اجازت دیدی ہے اور پیغمبر نے کبھی اس سے ممانعت نہیں کی ہے تو مذکورہ آیت کے حکم کے مطابق تمہیں صرف پیغمبر اسلام ہی کا حکم ماننا چاہیئے نہ کسی غیر کا خاصکر جبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ غیر ذمہ دار شخص صرف اپنی رائے سے خدا اور رسول کے حکم کے مخالف بقول خود مشروع اور حلال شریعت کو حرام کرتے ہوئے کہہ رہا ہو متعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا انھی عنہما کہ میں ان سے نہی اور ممانعت کرتا ہوں باوجود اس کے کہ وہ دونوں متعے پیغمبر کے عہد میں جائز حلال اور مشروع تھے سمجھ میں نہیں آتا کہ مشروعیت متعہ کو مانتے ہوئے حضرت عمر کو یہ حق کیونکر حاصل ہوا کہ وہ شارع علیہ السلام کے امر مشروع کو محض اپنی رائے سے حرام کر دے۔
تفسیر درِ منثور۔ جلد ثانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۱ سطر ۱۲ میں امام سیوطی نے بھی ابن ابی شیبہ اور سعید بن المسیب سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نہی عمر عن متعتین متعۃ النساء و متعۃ الحج انتہی بلفظہ کہ حضرت عمر نے متعۂ نساء اور متعۂ حج سے ممانعت کی ہے۔

فرمایا۔ دوستو؟ اب تو دائرہ سمجھ گئی ہوگی کہ خاکسار پر تہمت لگا کر یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے مذہب کے متعلق ایسی درپردہ باتیں طشت از بام ہو گئیں۔ خدا کرے کہ دائرہ اسی طرح اور جھوٹے الزام مجھ پہ لگا کر مجھے احقاق حق و ابطال باطل کا موقع دیتی رہے اور میں سچے اسلام کی حمایت کرتا رہوں۔
افادۃ الشیوخ مطبوعہ محمدی لاہور صفحہ ۳۷ سطر ۱ میں نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں۔ "مرویست از ابن عباس جواز متعہ و بقاے او ہم مرویست"
تاریخ الخلفاء مطبوعہ مطبع سرکاری لاہور صفحہ ۳۶ سطر ۲ باب اولیات عمر میں مرقوم ہے کہ عمر پہلا وہ شخص ہے جو امیر المومنین کے نام سے موسوم ہوا اور جس نے

سب سے پہلے تاریخ ہجری لکھی۔ جس نے سب سے پہلے بیت المال سے مال لیا۔ جس نے سب سے پہلے ماہ رمضان میں تراویح ایجاد کیں وغیرہ وغیرہ۔ واول من حرم المتعۃ اور جس نے سب سے پہلے متعہ کو حرام کیا۔

مسند امام احمد حنبل جلد اول مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۹۲ سطر ۳۳ میں مرقوم ہے سعید بن المسیب سے قال اجتمع علی و عثمان بعسفان فکان عثمان نہی عن المتعۃ او العمرۃ فقال علی ما تزید الی امر فعلہ رسول اللہ صلعم تنہی

یعنے علی علیہ السلام اور عثمان دونوں عسفان میں جمع ہوئے اس وقت عثمان متعہ یا عمرہ سے لوگوں کو ممانعت کرتے تھے امیر المومنین علیؑ نے عثمان سے کہا تم کیوں منع کرتے ہو ایسے کام سے جسے پیغمبر صلعم نے جائز کیا ہے

فرمایا کہ اس روایت امام احمد حنبل سے یہ امر بھی ثابت ہوا قطعاً کہ جناب امیر علیہ السلام نے سیرت شیخین پر عامل نہ ہونے کا پورا ثبوت دیدیا جیسا کہ زبانی وہ کہہ چکے تھے کہ میں حکم خدا اور سنتِ رسول پر عمل کروں گا مگر سیرت شیخین پر میں عمل کرنا نہیں چاہتا۔ علی نے جو کہا تھا وہی کیا۔ عثمان نے تو سیرت عمر پر عمل کرتے ہوئے متعہ سے ممانعت کر دی مگر علی نے سیرت عمر کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے عثمان کو آخر کار ٹوک دیا کہ کیا متعہ جو فعل اور سنتِ رسول ہے لوگوں کو تم بلا وجہ اس سے منع کرتے ہو۔

مترجم ہدایہ **فقہ** امام ابوحنیفہ مطبوعہ نول کشور۔ جلد دوم صفحہ ۱۴ سطر ۱۴ میں امام مالک کا قول متعہ کے متعلق یوں نقل کیا گیا ہے قال مالک ھو جائز لانہ کان مباحا فیبقی الی ان یظہر ناسخہ انتہٰے بلفظہ

ترجمہ۔ منقول از ہدایہ مطابق حوالہ مذکور۔ گفتہ است مالکؒ کہ نکاح متعہ جائز است زیرا کہ آں مباح بود پس تا ظاہر شدن ناسخ آں بر اباحت خود باقی ماند“ انتہٰے بلفظہ

شرح معانی الآثار مطبوعہ مصطفائی جلد دوم **کتاب النکاح** صفحہ ۱۴ سطر ۲ میں امام طحاوی حنفی یوں رقمطراز ہے کہ ابن مسعود نے کہا کنا نغزو مع رسول اللہ صلعم ولیس لنا نساء فقلنا یا رسول اللہ الا نستخصی فنہانا عن ذالک و رخص لنا ان ننکح بالثوب الی اجل ثم قرء ھذہ الایۃ لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین

خلاصہ یہ ہے کہ ابن مسعود کہتا ہے کہ ہم جہاد میں پیغمبر صلعم کے ہمراہ تھے اور ہمارے ہمراہ عورتیں بھی تھیں پس ہم نے کہا یا رسول اللہ صلعم آیا ہم خود کو خصی نہ کرلیں۔ پس پیغمبر صلعم نے خصی کرنے سے ہمیں ممانعت کی اور متعہ کرنے کی رخصت دی ایک وقت مقرر تک۔ اس کے بعد اس آیت کو تلاوت کیا کہ حرام نہ کرو ان طیبات کو جن کو تمہارے لئے خدا نے حلال کیا ہے۔ آخر تک

ایضاً جلد دوم کے صفحہ ۱۵ سطر ۱۵ میں مرقوم ہے کہ ابن عباس نے کہا ما کانت المتعۃ الا رحمۃ رحم اللہ بہا ھذہ الامۃ ولولا نھی عمر بن الخطاب عنہا ما زنا الا شقی یعنے متعہ نہیں ہے مگر خدا کی رحمت جو خدائے تعالٰے نے اس امت مرحومہ پر رحمت کیا ہے اور اگر عمر بن الخطاب ممانعت نہ کرتے متعہ سے تو سوائے شقی کے کوئی بھی زناء نہ کرتا۔

تاریخ ابن خلکان جلد دوم صفحہ ۳۵۹ سطر ۱۲ میں علامہ شمس الدین بن خلکان قول عمر خطاب اس طرح نقل کرتا ہے کہ متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلعم وعلی عہد ابی بکر رضی اللہ عنہ وانا انھی عنہما یعنے متعہ حج اور متعہ نکاح دونوں پیغمبر اسلام اور ابوبکر کے زمانے میں جائز۔ حلال اور جاری تھے۔ میں ان سے ممانعت کرتا ہوں۔ (پوچھو تم ہوتے کون ہو منع کرنیوالے)

فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ متعہ نہ صرف رسول اللہ صلعم کے زمانہ ہی میں حلال و جاری رہا ہے بلکہ حضرت ابوبکر کے بھی زمانہ میں جاری تھا۔ پس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دائرۃ الاصلاح تمام دنیا کے اصلاح کرنے کی تو دعوے کرتی ہے مگر وہ ابھی خود اصلاح کی محتاج ہے۔ جس کے کارکن اور محرر اپنے گھر سے بھی بے خبر ہوں وہ دوسروں کی کب اصلاح کرسکتی ہے بلکہ ہٹ اور ضد کی وجہ سے دوسرے مذاہب پر بہتان اور خواہ مخواہ الزام لگاکر اپنے ہی مذہب کے لئے ننگ اور عار کا باعث ثابت ہورہی ہے۔ نیز ان ۱۳ سو برس سے باتیں ان کے مذہب اور ان کے خود ساختہ پیشواؤں کی۔ ان کے عوام الناس سے پوشیدہ نہیں آج ان کو طشت از بام کراکر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی ہدایت کا باعث ہوگئی ہے۔ جنھوں نے اس تین برس کے عرصہ میں باطل کا جبا اتار پھینکنے کے بعد آج مذہب حق کا زرین خلعت پہن لیا ہے اور وہ آج کسی لومت لائم کی پرواہ نہ کرکے یکے تبرائی اور

نو لاکھوں کی جماعت مرحومہ میں داخل ہیں۔ فالحمد لہ علی ذالک حمداً کثیرا

صحیح ترمذی مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۰۷، سطر ۲۷ میں امام ترمذی لکھتا ہے
عن ابن شہاب ان سالم بن عبد اللہ حدثہ انہ سمع رجلاً من اھل الشام و
ھو یسال عبد اللہ بن عمر عن التمتع بالعمرۃ فقال عبد اللہ بن عمر ھی حلال
فقال الشامی ان اباک قد نھی عنہا فقال عبد اللہ بن عمر ارایت ان کان
ابی نھی عنہا وصنعہا رسول اللہ صلعم امر ابی یتبع ام امر رسول اللہ فقال الرجل
بل امر رسول اللہ صلعم ھذا حدیث حسن صحیح انتہی بلفظہ

یعنے ابن شہاب سے مروی ہے کہ اس کو سالم بن عبد اللہ نے بتایا کہ انہوں نے سنا ایک مرد شامی کو یہ کہتے ہوئے عبد اللہ بن عمر سے کہ تم متعہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہو ابن عمر نے مرد شامی کے جواب میں کہا کہ متعہ حلال ہے شامی نے کہا کہ تمہارے والد عمر نے تو متعہ سے ممانعت کی ہے ابن عمر نے کہا۔ میرے والد نے اگر ممانعت متعہ عمرہ سے کی ہے اور پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام اس کو کرتے رہے ہیں تو تم خود ہی بتاؤ کہ میرے والد کی پیروی اس میں کرنی چاہئے یا حکم پیغمبر کی۔ مرد شامی نے کہا رسول خدا کے حکم کی پیروی ضروری ہے ترمذی کہتا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فرمایا۔ عزیزو، سن لیا آپ نے۔ عبد اللہ کی یہ دیانت تھی کہ اس نے پیغمبر اسلام علیہ السلام کے حکم کے مقابلہ میں اپنے والد کی رائے کی کچھ پرواہ نہیں کی اسی لئے کہ شریعت اسلام پیغمبر صلعم سے متعلق تھی اور اس میں حلال و حرام کا تعلق مخصوص پیغمبر ہی کے لئے تھا نہ کسی اور کے لئے جب عمر کے سگے بیٹے نے متعہ کو باپ کے حرام کہنے پر قابل عمل نہیں سمجھا اور مرد شامی نے بھی عبد اللہ کی تائید کی ہے تو دائرۃ الاصلاح عبد اللہ بن عمر سے زیادہ قریبی رشتہ دار عمر کی نہیں ہے جو عبد اللہ سے بھی زیادہ حضرت عمر کی طرفداری کے لئے مجبور ہو اور اس طرفداری میں پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کے مخالفت کی بھی پرواہ نہ کرے۔ افسوس عمر صاحب کی طرفداری میں دائرہ کو رسول اسلام اور خدا کے احکام کے مٹا دینے میں توجہات نہ کرنی چاہیے تھی۔

صحیح بخاری۔ مطبوعہ بمبئی جلد پنجم صفحہ ۴۵ سطر ۵ میں منقول ہے عن عمران
بن حصین قال انزلت آیۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ففعلناھا مع رسول اللہ صلعم

ولم ینزل قرآن یحرمہ ولم ینہ عنہا حتی مات قال رجل برائہ ما شاء انتہےٰ بلفظہ

اسی جگہ حاشیہ پر مرقوم ہے قال محمد تعالیٰ اللہ عمر خلاصہ یہ کہ عمران بن حصین نے کہا ہے کہ متعہ کی آیت فما استمتعتم قرآن مجید میں جب نازل ہوئی تو ہم نے معیت پیغمبر میں متعہ کیا - اس کے بعد قرآن میں کوئی آیت متعہ حرام کرنے والی نازل نہیں ہوئی اور نہ مرتے دم تک پیغمبر صلعم نے متعہ کرنے سے ہم کو ممانعت کی بعد وفات پیغمبر کے ایک شخص عمر نے صرف اپنی رائے سے اس کو حرام کر دیا ایضاً جلد ششم ترتید کتاب النکاح صفحہ ۴۳ سطرہ ۵ مطبوعہ بمبئی میں حلت وجواز متعہ کے متعلق عبداللہ کی مذکورہ روایت مرقوم ہے -

فرمایا - امام بخاری کے اس اعتراف حلت متعہ کے بعد بھی کیا دائرہ ضد پر ہی قائم رہے گی اور مجھ پر متعہ کا الزام اور بہتان لگا کر خود کو پاکدامن ثابت کرنے کی کوشش کر سکے گی - اس کے بعد انصاف تو اس امر کا متقاضی ہے کہ دائرہ اپنے امام بخاری سے اب نپٹ لے کہ میں تو دائرہ سے متعہ میں بھی اب اپنے دعوے کے مطابق بالکل بری الذمہ ہوں واللہ علی ما اقول شہید -

صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۴۵۱ سطر ۲ میں مرقوم ہے قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمراً فجئناہ فی منزلہ فسالہ القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعۃ فقال نعم استمتعنا علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر بلفظہ

یعنے خلاصہ یہ ہے کہ عطا نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ عمرہ کی نیت سے وارد ہوئے - تو ہم اس کی فرودگاہ میں ملنے کے لئے گئے - اس وقت قوم نے ان سے چند چیزوں کے متعلق سوال کیا - پھر متعہ کا بھی سوال کیا - جس کے جواب میں اس نے کہا کہ زمانۂ رسول میں ہم متعہ کرتے رہے ہیں اور اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بھی زمانہ میں ہم نے متعہ کیا ہے - بعینہ یہ روایت کتاب نووی جلد (۱) صفحہ ۴۵۱ میں بھی مرقوم ہے -

ایضاً مسلم کے اسی صفحہ میں سطر ۴ ملاحظہ ہو کہ ابو زبیر کہتا ہے سمعت جابر بن عبد اللہ یقول کنا نستمتع بالقبضۃ من التمر والدقیق الایام علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر حتی نہاعنہ عمر فی شان عمرو بن حریث بلفظہ یعنے جابر کہتا ہے کہ پیغمبر اور ابوبکر کے زمانہ میں ہم خرما اور آٹے کی مٹھی پر چند روز کے لئے متعہ کر لیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر نے عمرو بن حریث کی وجہ سے متعہ کرنے سے ممانعت کر دی

الیضاً - اسی صفحہ کے سطرہ میں مرقوم ہے ابی نضرہ سے قال کنت عند جابر بن عبداللہ فاتاہ آتٍ فقال ابن عباس وابن الزبیر اختلفا فی المتعتین فقال جابر فعلناھا مع رسول اللہ صلعم ثم نھانا عنھما عمر انتہٰے بلفظہ - یعنے ابی نضرہ کہتا ہے کہ میں جابر کے پاس بیٹھا ہوا تھا - کہ ایک شخص آیا - اور کہا کہ ابن عباس اور ابن زبیر نے متعتین یعنے متعہ نکاح اور متعہ حج میں اختلاف کیا ہے جابر نے کہا کہ پیغمبر کی معیت میں ہم نے دونوں متعہ کو کیا ہے اس کے بعد عمر نے دونوں متعوں کو حرام کردیا -

ارشاد کیا - لاحول ولا قوۃ الا باللہ یا تو کہو پیغمبر صلعم کے بعد نبوت ختم ہی نہیں ہوئی اور حضرت عمر ان کے بعد نبی ہوئے اور بہ حیثیت نبوت وہ احکام کُلّی یا جزئی شریعت کو منسوخ کرسکتے تھے اگر ایسا نہیں ہے تو پھر بتاؤ کہ کس حیثیت سے حضرت عمر اس متعہ کو نص قرآن اور حکم و عمل پیغمبر صلعم کے خلاف منسوخ کرنے کا حق رکھتے تھے - حلال و حرام جو کچھ بھی قیامت تک ہونا تھا وہ تو خدا نے اپنے پیغمبر کی زبان سے کردیا ہے - اب ان کے بعد قیامت تک نہ تو کوئی حلال حرام ہوسکتا ہے - نہ حرام حلال ہوسکتا ہے -

محدثین اہل سنت بخاری مسلم اور ترمذی تک تسلیم کرچکے ہیں کہ پیغمبر نے متعہ کو حلال کیا اور مرتے دم تک ممانعت نہیں کی - ان کے بعد حضرت ابوبکر کے بھی عہد میں متعہ کیا جانا آئمہ اہل سنت نے تسلیم کرلیا - یہاں تک کہ عمر کی شروع خلافت میں بھی متعہ کی حلت کو صحیح مسلم وغیرہ نے اعتراف کیا - پھر باوجود ثبوت حلت شرعیہ کے سمجھ میں نہیں آتا کہ شارع اسلام کی شریعت اسلام میں اس حکم منصوصی (متعہ) کے منسوخ کرنے کے لئے حضرت عمر کیونکر چوہدری بن بیٹھے

شرح تجرید کے صفحہ ۴۸۵ میں علامہ قوشجی لکھتے ہیں حضرت عمر کے حال میں بیان کیا کہ انہ رضی اللہ عنہ صعد المنبر وقال یا ایہا الناس ثلٰث کن علی عہد رسول اللہ صلعم انا انھٰی عنھن واحرمھن واعاقب علیھن وھی متعۃ النساء ومتعۃ الحج وحی علی خیر العمل انتہٰے بلفظہ

یعنے حضرت عمر نے منبر پر کہا - لوگو تین ہیں باتیں متعہ نکاح - متعہ حج اور آذان میں حی علے خیر العمل پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے زمانہ میں جائز حلال اور جاری تھے یعنے یہ تینوں حکم خدا عمل درآمد ہوتے رہے ہیں -

(جرأت کو ملاحظہ کیجئے) فرماتے ہیں۔ میں ان تینوں باتوں سے ممانعت کرتا ہوں اور
تینوں کو حرام کرتا ہوں اور آئندہ ان باتوں کے کرنے پر عذاب وعقاب کروں گا۔
فرمایا معاذ اللہ شریعت کیا ہوئی مذاق ہو گیا ہم نہیں کہہ سکتے کہ کوئی
متدین مسلمان بانی اسلام اور خدا کی مقرر کی ہوئی حدوں کو ایک غیر ذمہ دار شخص
(عمر) کے حرام کر دینے سے توڑ ڈالے گا اور حکم قرآن ومن یتعد حدود اللہ فاولئک
ھم الظالمون کی ند میں داخل ہونا پسند کرے گا۔
میں امید کرتا ہوں کہ برادران اسلام تعصب کو دور کر کے ان اپنی مذہبی مستند
کتابوں کو خصوصاً بخاری۔ مسلم۔ ترمذی اور مشکوٰۃ جیسے صحاح کی عبارتوں کو
غور سے ملاحظہ کریں اور حوالجات کے مطابق اصل کتابوں سے مقابلہ کرنے کے
بعد حق و باطل میں امتیاز کریں۔ خدا شاہد اور گواہ ہے کہ کسی پر حملہ کرنا ہرگز میرا
مقصد نہیں ہے نہ اس ساری تحریر میں میں نے حملہ کیا ہے۔ یہ سب تاریخی واقعات
ہیں جن کو یہود و نصاریٰ نے تک لکھ گئے ہیں۔ ایسے تاریخی واقعات سے سوائے
اراکین دائرۃ الاصلاح کے کون سلیم العقل انکار کر سکتا ہے میں نے تو صرف
چند ہی کتابوں پر اکتفا کی ہے۔ ورنہ بہ کثرت کتابیں اس وقت بھی ان کے
علاوہ میرے سامنے موجود ہیں۔ جن میں کم و زیادہ اس مسئلہ کو ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت
عمر نے محض اپنی شخصی رائے سے حلت متعہ کو حرمت کے ساتھ پیغمبر کی وفات کے
بعد بدل دیا ہے مزید تائید کے لئے حسب ذیل مستند اہل سنت کی کتابیں
بقید صفحات پیش کرتا ہوں قسطلانی۔ جلد ششم صفحہ ۳۵ نووی (جلد ا) صفحہ ۲۲
وصفحہ ۵۴ موطا صفحہ ۱۹۶ نہایہ ابن اثیر جزری حجۃ اللہ البالغہ باب القضا فی
المختلف صفحہ ۱۴۰ حاشیہ آقا جمال شرح تجرید صفحہ ۱۰۹ وغیرہ وغیرہ ملاحظہ
کریں اور دائرۃ الاصلاح کے اراکین کو سمجھائیں کہ آئندہ اس خاکسار کے متعلق کبھی
جھوٹ اور خلاف واقع الزام لگانے کی کبھی جرأت نہ کریں ورنہ وہ یاد رکھیں
کہ آئندہ افتراء الزام اور بہتان لگانے کی صورت میں انہیں کی معتبرہ کتب
سے ان کے خلفاء کے وہ مطاعن بھی کھول کر سامنے رکھ دوں گا جس پر دائرہ
ہاتھ ملتے رہ جائے گی۔

مقالہ چہارم

احراق باب فاطمہ علیہا السلام

یعنے حضرت عمر خطاب کا جناب سیدہ کے مکان پر آگ لگانے کے لئے جانا

خدائے تعالےٰ تو فرماتا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ پ۲۵ ع۴
اے پیغمبر صلعم ان لوگوں سے کہدو کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت پر کوئی۔
مزدوری تو مانگتا نہیں۔ مگر میرے قریبی رشتہ داروں کی محبت تو قایم رکھو
فرمایا کہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے زیادہ قریبی رشتہ دار پیغمبر صلعم سے کون ہو سکتا ہے جس کی بزرگی اور افضلیت پر حضرت عائشہ نے شہادت دی ہے۔
قالت عائشہ ما رایت احداً افضل من فاطمۃ غیر ابیہا ینابیع المودت۔ مطبع قسطنطنیہ صفحہ ۱۷۳ سطر ۳ کہ عائشہ نے کہا کہ پیغمبر صلعم کے سوا کسی کو بھی فاطمہؑ سے میں نے افضل نہ پایا

ایضاً صفحہ ۱۷۲ سطر ۵ ترمذی اور ابن ماجہ سے نقل کیا ہے کہ صبیح مولےٰ ام سلمہ اور زید بن ارقم نے کہا ان رسول اللہ صلعم قال لعلی و فاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم یعنے پیغمبر صلعم نے علی فاطمہ اور حسنین سے فرمایا کہ میں دشمن اور محارب ہوں جس کے تم دشمن اور محارب ہو اور میں دوست ہوں جس کے تم دوست ہو۔ مشکوٰۃ مطبوعہ محمدی دہلی صفحہ ۵۶۸ سطر ۳
ان رسول اللہ صلعم قال لعلی و فاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربهم
ایضاً سطر ۶ میں صحیح بخاری سے نقل کیا ہے قال النبی صلعم فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ یعنے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ فاطمہ سیدہ اور سردار ہے بہشت کی تمام عورتوں کی

صحیح بخاری میں مسور بن مخرمہ سے منقول ہے ان رسول اللہ صلعم قال فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی۔ بخاری جلد چہارم۔ مفضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ صفحہ ۷۵ سطر ۲۶ مطبوعہ بمبئی و ترمذی جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۴۴ سطر آخر یعنے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے فرمایا فاطمہ میرا ایک ٹکڑہ ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا ہے" اور ظاہر ہے کہ رسول کو غضبناک کرنے والا مسلمان نہیں رہ سکتا۔

ترمذی میں جناب عائشہ سے مروی ہے کہ وکانت فاطمۃ اذا دخلت علی النبی قام الیہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ ترمذی صفحہ ۲۴۹ سطر ۱۵ جلد دوم مطبوعہ مطبع احمدی میرٹھ یعنے جب فاطمہ اپنے والد بزرگوار پیغمبر صلعم پر وارد ہوتیں تو رسول خدا ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو کر ان کو چومکر اپنی جگہ بٹھایا کرتے۔

شیخ سلیمان قندوزی بلخی حنفی نے لکھا ہے کان النبی صلعم یاتی کل یوم باب فاطمۃ عند صلوۃ الفجر فیقول الصلوٰۃ یا اھل بیت النبوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطہرکم تطہیرا تسعۃ اشھر ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۷۴ سطر ۱۰ وکذا نقلہ الامام الہمدانی فی کتابہ المسمی مودۃ القربیٰ یعنے آیت تطہیر کے نازل ہونے پر نو مہینوں تک پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام خاص فاطمہ کے دروازے پر نماز صبح کے وقت ہر روز جاکر پکارتے الصلوٰۃ یعنے نماز کا وقت ہے اے اہلبیت و نبوت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہلبیت ویطہرکم تطہیرا ارشاد کیا۔ کہ حاضرین سنتے ہو یہی وہ دروازہ ہے حضرت عمر لکڑیاں لے کر جسکو جلانے کے لئے گئے یا جلادیا۔ جیسا کہ بعض محدثین نے فاطمہ کے دروازہ کو آگ سے جلا دینے کا بھی اعتراف و اقرار کیا۔

وہ خاتون جنت جس کو سیدہ زنان بہشت خدا بنائے اور اس کی تعظیم کے لئے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کھڑا ہو جایا کرے اور اپنی جگہ اس کو بٹھایا کرے اور اس کے حب و غضب کو اپنا حب و غضب ظاہر کرے کس قدر تعجب کا مقام ہے۔ کہ پیغمبر کے انتقال فرماتے ہی وہ سننے والے اصحاب کبار یہ سب باتیں فوراً بھول جائیں اور سیدہ بنت النبی صلعم کو ان کے والد بزرگوار کی

تعزیہ پرسی اور اظہار ہمدردی کی بجائے ان کو غضبناک کریں اور ان کے مکان کو پھونکنا چاہیں۔

بانیٔ اسلام کی وفات کے بعد اس کی بیٹی سے ایسا سلوک کرنا اگر اسلامی تعلیم اور ہمدردی ہے تو پھر سُنّی مسلمان بننا دنیا میں ہر عقلمند کے لئے یقیناً موجبِ ننگ و عار ہے۔

فرمایا عزیزو! تم تعجب کروگے کہ ہیں ایسی گستاخی حضرت عمر البا صحابی اپنے پیغمبر کی واجب التعظیم بیٹی سے جو بضعۃ الرسول بزبان وحی حسبِ روایات بخاری قرار پا چکی ہے کہیں کر سکتا تھا مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بیشک حضرت عمر اس گستاخی کے مرتکب ہوئے اور ضرور مرتکب ہوئے ہیں حضرت عمر ایسے تند خو اور سخت مزاج آدمی سے ایسا واقع ہو جانا آپ عجب نہ سمجھیں یہ تاریخی واقعہ محدثین اور مورخین اسلام اور یہود و نصاریٰ تک لکھ گئے ہیں۔

کتاب الملل والنحل مطبوعہ مطبع بولاق مصر صفحہ ۲۰ سطر ۲۳ میں جناب امام ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی نظام کا قول بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے

ان عمر ضرب بطن فاطمۃ علیہا السلام یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنہا وکان یصیح احرقوھا بمن فیہا وما کان فی الدار غیر علی و فاطمۃ والحسن والحسین انتہٰی بلفظہ

یعنے حضرت عمر نے ابوبکر صاحب کی بیعت کے روز فاطمہ زہرا کے شکم مطہر پہ ضرب (چوٹ) لگائی جس کی وجہ سے صاحبزادہ محسن (نام) شکم فاطمہ سے سقط ہوا۔ حضرت عمر اس وقت بلند آواز سے چیخ رہے تھے کہ جلادو اس گھر کو اور جو کوئی بھی اس گھر کے اندر ہے حالانکہ ایسا کہتے وقت حضرت عمر کو علم تھا کہ اس گھر کے اندر علیؑ۔ فاطمہؑ حسنینؑ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

حاضرین سن لیا آپ نے؟ کس قدر جرأت کے ساتھ اہلبیت نبوت کو مع انکے مکان کے جلا دینے کے لئے حضرت عمر اس روایت کے مطابق چیخ پکار کر رہے ہیں۔

حضرات! یہ وہی مکان ہے جس کے دروازے پر پورے نو مہینے انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام روزانہ بوقت نماز

صبح ولادت کیا گئے اور اس مکان کے یہی وہ مکین تھے جن کی محبت نہ صرف اصل
ایمان ہی تھا بلکہ آیت قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ کی نص
سے یہ محبت اجر رسالت و نبوت قرار پا چکی تھی حضرت عمر نے بیت النبی (پیغمبر
کے گھر) کو آگ لگا کر اجرِ رسالت کا حق ادا کر دیا۔ واہ سبحان اللہ

(این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند)

فرمایا اس پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ جس محسن کے سقط ہونے کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ
وہ بضرب عمر حمل سے سقط ہو گیا ہے تو پہلے سے ہی اس کا نام محسن کیونکر رکھ لیا گیا
تھا۔ سو اس کا جواب صاف ہے کہ قرآن مجید شاہد ہے کہ انجیل نے سینکڑوں
برس ولادت مصطفےٰ سے پہلے ہی پیغمبر کا نام (احمد) سے پیشگوئی کی ہوئی ہے جو
حکایۃً قرآن میں مذکور ہے کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی طرح پیغمبر اسلام
علیہ السلام نے سینکڑوں برس پہلے امام مہدی کا نام باتفاق فریقین رکھا ہوا تھا
کہ اسمہ اسمی و کنیتہ کنیتی کہ مہدی کا نام میرا نام (محمد) ہے اور اس کی کنیت
بھی میری ہی کنیت (ابو القاسم) ہے جب پیغمبر صلعم نے باتفاق فریقین آئمہ
کی بارھویں پشت تک کا نام پہلے سے ہی رکھ لیا ہے تو پھر پہلی پشت کے نام پر اعتراض
کیا۔ شیعہ حضرات فریقین نے لکھا ہے کہ پیغمبر صلعم نے جب علی کو ہارون ع
سے تشبیہ دی بقولہ یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ تو علی کے
بیٹوں کے نام بھی پیغمبر صلعم نے ہارون کے بیٹوں کے نام پر پہلے سے ہی رکھ
دیئے تھے ہارون کے بیٹوں کے نام شبر و شبیر و مشبر تھا انہیں ناموں کے ہم معنے
پیغمبر نے عربی میں علی کے بیٹوں کے نام حسن حسین اور محسن پہلے سے ہی رکھ دیا
تھا معارج النبوت رکن چہارم۔ باب سوم مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۴۲
سطر ۱۶ ملاحظہ ہو۔ علامہ ملا معین کاشفی نے بھی محسن کا سقط ہونا تسلیم کیا ہے وہ لکھتے
ہیں و بتول رضی اللہ عنہا را حق تعالےٰ چند فرزند از امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ ارزانی داشت نخست حسن و حسین و زینب ام کلثوم و رقیہ و محسن کہ سقط
شد و بعد از مرض فاطمہ رضی اللہ عنہا از جہان رحلت فرمود۔ انتہےٰ بلفظہٖ
شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ میں مرقوم ہے کہ سلمہ بن عبدالرحمن سے مروی
ہے قال لما جلس ابوبکر علی المنبر کان علی والزبیر وناس من بنی ہاشم
فی بیت فاطمہ فجاء عمر الیہم فقال والذی نفسی بیدہ لتخرجن الی البیعۃ

او لاحرقن البیت علیکم بلفظہٖ یعنے حضرت ابوبکر جس وقت منبر پر بیٹھے ہیں علی زبیر اور کچھ آدمی بنی ہاشم فاطمہ زہراؑ کے مکان میں موجود تھے۔ پس حضرت عمر ان کے پاس آئے کہ خدا کی قسم نکلتے ہو بیعت کے لئے کہ جلادوں اس گھر کو تمہارے اوپر۔

فرمایا۔ کہ اس روایت میں معاملہ کو نرم کر دیا گیا ہے یعنے گھر کو جلایا تو نہیں مگر بیت الرسول (پیغمبر کے مکان) کے جلادینے کی حضرت عمر نے دھمکی ضرور دی ہے (بہت خوب)، "والذی نفسی بیدہ" حضرت عمر کی قسم کو لفظ انداز نہ کیجئےگا جس سے کم از کم بیعت قبول نہ کئے جانے کی حالت میں اس کے ارادے کا بخوبی پتہ چلتا ہے کہ عمر صاحب کا گھر جلادینے کے لئے الٹی میٹم دینا محض دھمکی نہیں تھی بلکہ یہ قطعی ارادہ تھا۔ عمر کا قسم کھانا اس پر شاہد اور گواہ ہے۔ اگر محض دھمکی دینا ہی مقصود ہوتا تو پھر قسم کھا کر حضرت عمر ایسا ہرگز نہ فرماتے۔

تاریخ ابوالفداء ترجمہ اردو جلد اول صفحہ ۲۷۵ میں حسب ذیل مرقوم ہے۔ یہ بیعت حضرت ابوبکر کی عشرۂ اوسط ماہ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔ مگر بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید ابن عاص اور مقداد بن عمر اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور عمار یاسر اور براء ابن عازب اور اُبی بن کعب یہ سب لوگ حضرت علی کے ہمراہ ہوگئے اور اسی بات میں عتبہ بن ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم سے جاتا رہے گا۔ اور اسی طرح ابوسفیان پدر معاویہ نے بیعت ابوبکر کی نہیں کی۔ پھر ابوبکر صدیق نے عمر بن الخطاب کو حضرت علیؑ کے پاس بایں ارادہ بھیجا کہ جو لوگ ان کے ہمراہ اہلبیت ہیں مع ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہؑ کے گھر سے نکال دو اور یہ کہہ دیا تھا کہ اگر انکو نکلنے سے کچھ انکار ہو تو بے شک تم ان سے لڑنا۔ حضرت عمر تھوڑی سی آگ بھی ہاتھ میں لے کر بارادہ گھر کے پھونکنے کے گئے۔ اسی اثناء میں حضرت فاطمہؑ راہ میں ان سے ملیں۔ انھوں نے پوچھا کہ کہاں کو جاتا ہے اے ابن الخطاب کیا ہمارا گھر پھونکنے آیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالوں گا نہیں تو تم بھی ابوبکر صدیق سے بیعت کرو جس میں تمام امت داخل ہوئی تم بھی داخل ہو جاؤ۔ انتہٰی بلفظہٖ۔

فرمایا۔ اس روایت سے بھی ایک تو حضرت عمر کا بیت النبی و رسول کا گھر جلانے کی غرض سے ہاتھ میں آگ لے کر جانا ثابت ہے دوسرے ابوبکر کا عمر کو یہ حکم دینا کہ علی کو بھی ان کے ہمراہیوں کے ساتھ ہی فاطمہ کے گھر سے نکال دینا ثابت ہے تیسرے انکار بیعت کی صورت میں تم ان سے لڑنا بھی اس روایت سے ثابت ہے حالانکہ احادیث مسلمہ فریقین سے یہ ثابت ہے کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہے من حارب علیًا فقد حاربنی فقد حارب اللہ۔ مودۃ القربیٰ ہمدانی یعنے جس نے علی سے جنگ کیا اس نے مجھ سے جنگ کیا اور جس نے مجھ سے جنگ کیا۔ اس نے خدا سے جنگ کیا ہے۔

فرمایا۔ عزیزو؟ یہ عجیب مسلمانی ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کے نزدیک پیغمبر اسلام پہ اگر کوئی حملہ ہو جائے تو پرواہ نہیں کرتے۔ مگر حضرت ابوبکر یا حضرت عمر سے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کے نقل کئے جانے کو بھی یہ لوگ گوارا نہیں کرتے۔

الفاروق مطبوعہ مفید عام حصہ اول صفحہ ۱۸ سطر ۸ میں شمس العلما مولوی محمد شبلی نعمانی حنفی رقمطراز ہیں "ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازے پہ کھڑے ہو کر کہا کہ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں تاہم اگر آپ کے ہاں لوگ اس طرح جمع کرتے رہے تو میں ان لوگوں کی وجہ سے گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اگرچہ سند کے اعتبار سے اس روایت پر ہم اپنا اعتبار ظاہر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس روایت کی رواۃ کا حال ہم کو نہیں معلوم ہو سکا تاہم درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں"۔

فرمایا۔ شکر ہے کہ مولوی شبلی نعمانی نے حضرت عمر صاحب کی تندی اور تیز مزاجی کا اعتراف کرتے ہوئے درایتہً احراق باب فاطمہ کو مان تو لیا۔ اگرچہ روایتہً صرف اپنے پیشوا حضرت عمر کو بچانے کی غرض سے اس کی سند سے تجاہل عارفانہ ظاہر کیا ہے کہ ان کو اس روایت کے روات کا حال معلوم نہیں ہو سکا غالباً اس لئے کہ حضرت عمر کی ایسی حرکت سے اس روایت کا تعلق ہے کہ اس کے راوی کو اگر معتبر کہہ دیا جاتا تو پھر حضرت عمر کا اعتبار کیونکر باقی رہ سکتا۔

کتاب الامامت والسیاست جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳ سطر ۳ میں اہل
سنت کے امام فقیہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے حسب ذیل لکھا
ہے ان ابا بکر رضی اللہ عنہ تفقد قوما تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ
وجہہ فبعث الیہم عمر فجاء فناداہم وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا
بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علی من فیہا فقیل
لہ یا ابا حفص ان فیہا فاطمۃ فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علی فانہ زعم انہ
قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی عاتقی حتی اجمع القرآن فوقفت فاطمۃ
رضی اللہ عنہا علی بابہا فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم
رسول اللہ صلعم جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم
تردوا لنا حقا فاتی عمر ابا بکر فقال لہ الا تاخذ ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ
فقال ابو بکر لقنفذ وہو مولی لہ اذہب فادع لی علیا قال فذہب الی علی
فقال ما حاجتک فقال یدعوک خلیفۃ رسول اللہ فقال علی لسریع ما کذبتم
علی رسول اللہ فرجع فابلغ الرسالۃ فبکی ابو بکر طویلا فقال عمر الثانیۃ لا ان
تمہل ہذا المتخلف عنک بالبیعۃ فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ لقنفذ
عد الیہ فقل لہ امیر المومنین یدعوک لتبایع فجاءہ قنفذ فادی ما
امر بہ فرفع صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ فرجع قنفذ فابلغ
الرسالۃ فبکی ابو بکر طویلا ثم قام عمر فمشی معہ جماعۃ حتی اتوا باب فاطمۃ
فدقوا الباب فلما سمعت اصواتہم نادت باعلی صوتہا یا ابت یا رسول اللہ
ماذا لقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافۃ فلما سمع القوم صوتہا و
بکاءہا انصرفوا باکین وکادت قلوبہم تنصدع واکبادہم تنفطر وبقی عمر
ومعہ قوم فاخرجوا علیا فمضوا بہ الی ابی بکر فقالوا لہ بایع فقال ان لم
افعل فمہ قالوا اذا واللہ الذی لا الہ الا ہو نضرب عنقک قال اذا
تقتلون عبد اللہ واخا رسولہ قال عمر اما عبد اللہ فنعم واما اخو رسولہ
فلا وابو بکر ساکت لا یتکلم فقال لہ عمر الا تامر فیہ بامرک فقال لا
اکرہہ علی شیء ما کانت فاطمۃ الی جنبہ فلحق علی بقبر رسول اللہ صلعم یصیح
ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی فقال
عمر لابی بکر رضی اللہ عنہما انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبناہا

فانطلقا جمیعًا فاستاذنا علیٰ فاطمۃ فلم تاذن لہما فاتیا علیًا فکلماہ فادخلہما علیہا فلما قعدا عندہا حولت وجہہا الی الحائط فسلما علیہا فلم ترد علیہما السلام - انتہٰی بلفظہ

اس طویل عبارت کا خلاصہ مقصود یہ ہے کہ ایک جماعت علی علیہ السلام کے ہمراہ تھی - جس نے ابوبکر کی بیعت کرنے سے مخالفت کی تھی پس عمر خطاب ان کے پاس آیا اور آواز دی جبکہ وہ علی کے مکان میں تھے - انہوں نے باہر آنے سے انکار کیا عمر نے اس وقت لکڑیاں منگائیں اور کہا خدا کی قسم باہر آتے ہو یا کہ اس مکان کو مع ان لوگوں کے جو اندر ہیں سب کو جلا دوں - عمر سے کہا گیا اس مکان میں تو فاطمہ بنت رسولؐ بھی ہیں - عمر نے کہا اگرچہ فاطمہ بھی اندر ہوں پھونک دونگا پس سوائے علی علیہ السلام کے سب لوگ باہر آ گئے اور بیعت کر لی پس اس نے یہ گمان کیا کہ علی نے قسم کھائی ہے - کہ جبتک قرآن کو جمع نہ کر لوں ردا نہ اوڑھوں گا - اس وقت فاطمہ زہرا دروازہ پر کھڑی کہہ رہی تھیں کہ مجھے کوئی عہد ایسی قوم سے نہیں ہو سکتا جو بری طرح آئے ہیں - تم نے پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کی میت ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دی اور خود امارت و ریاست کے طے کرنے میں منہمک ہو گئے اور ہم سے اس کے متعلق پوچھا تک نہیں اور نہ ہمارا حق ہمیں تم لوگوں نے واپس دیا - پس عمر نے اس وقت ابوبکر سے آن کر کہا کیا تم بیعت سے اس مخالفت کرنے والے (علی علیہ السلام) کو نہیں پکڑو گے - ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو علیؑ کی طرف بھیجا - علیؑ نے اس سے کہا - کیا کہنا چاہتے ہو - قنفذ نے کہا - خلیفہ رسول اللہ صلعم نے آپ کو بلایا ہے - علیؑ علیہ السلام نے کہا کس قدر جلد تم لوگوں نے پیغمبر صلعم پر جھوٹ باندھا ہے (یعنے وہ خلیفہ رسولؐ نہیں ہے) قنفذ نے جناب امیر کا یہ فرمان ابوبکر سے کہہ دیا اس وقت ابوبکر دو عرصہ تک روتے رہے - عمر نے دوبارہ کہا کہ علیؑ کو مہلت مت دو ابوبکر نے پھر دوبارہ علیؑ کو بلانے کے لئے قنفذ کو بھیج دیا - اس مرتبہ

اس نے کہا یا علیؑ - آپ کو امیر المومنین بیعت کرنے کے لئے بلا رہے
ہیں - علیؑ نے جواب میں بلند آواز سے فرمایا سبحان اللہ ابوبکر جس
منصب کا اہل نہیں ہے اس کا دعوے کرتا ہے - قنفذ نے آنکر یہ
بھی ابوبکر سے کہہ دیا یہ سنکر بھی مدت تک ابوبکر روتے رہے اس کے
بعد عمر ایک جماعت کی معیت میں فاطمہؑ کے دروازے پر پہونچے۔
اور دروازہ کو ہلایا جب سیدہ بنت رسول صلعم نے ان کی آوازیں
سنیں بلند آواز سے چلائیں اے بابا رسول خدا تمہارے مرنے کے
بعد خطاب اور قحافہ کے بیٹوں کے ہاتھوں کیا کیا مصیبتیں اور تکلیفیں
(ہم اہلبیت) کو پہنچیں - قوم تو جناب سیدہ کی یہ فریاد گریہ و زاری کی آواز
سنتے ہی روتے ہوئے واپس لوٹ آئی اور عمر چند آدمی ہمراہ لئے کھڑا
رہا - یہاں تک کہ انہوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو فاطمہ کے
گھر سے باہر نکالا اور ان کو ابوبکر کے پاس لے آئے اور ان سے خواہش
کی کہ ابوبکر کی بیعت کر لو - علیؑ نے جواب میں کہا - اگر میں بیعت نہ
کروں گا تو پھر کیا کرو گے عمر اور اس کی پارٹی نے جواب میں کہا خدا
کی قسم (معاذ اللہ) اے علیؑ پھر تمہیں قتل کر دیں گے علی علیہ السلام
نے کہا کیا تم خدا کے بندے اور اس کے رسولؐ کے بھائی کو قتل کر
ڈالو گے - عمر نے جواب میں کہا اے علیؑ عبد اللہ ہونا تو مسلّم مگر برادر
رسول خدا ہونے کا دعوے (معاذ اللہ) غیر مسلّم - اس ساری گفتگو
میں ابوبکر خاموش بیٹھے سن رہے تھے عمر نے پھر اس وقت ابوبکر سے
کہا - کیا اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دینا چاہتے ہو ابوبکر نے کہا
جب تک کہ فاطمہ علی کی طرفداری میں ہے کسی بات میں اس کو
میں مجبور نہیں کرنا چاہتا - اس وقت علی علیہ السلام قبر رسول صلعم
سے چمٹ کر چیخیں مارتے ہوئے روئے اور قبر سے مخاطب ہو کر کہا
اے میرے ماں جائے (بھائی) قوم نے مجکو بے حقیقت سمجھا اور
قریب تھا کہ مجکو قتل کر ڈالیں - اس کے بعد عمر نے ابوبکر سے کہا چلو
ہمارے ساتھ فاطمہ کے ہاں چلیں - بتحقیق ہم نے فاطمہ کو غضبناک
کیا ہے - پس سب کے سب فاطمہ کی طرف گئے اور مکان کے اند

جانے کے لئے اجازت مانگی فاطمہ نے اجازت نہیں دی۔ پس علی کے پاس آن کر کچھ کہا تا۔ علی ابوبکر اور عمر کو اندر لے گئے جب فاطمہ کے سامنے دونوں بیٹھ گئے تو خاتون جنت نے دیوار کی طرف اپنا منہ پھیر لیا۔ دونوں نے سیدہ کو سلام کیا۔ سیدہؑ نے ان کے سلام کا کوئی جواب نہ دیا

فرمایا۔ عزیزو؟ سن لیا آپ نے اہل سنت کے اس مشہور امام فقیہ ابن قتیبہؒ دینوری کا بیان کہ اس نے کس وضاحت اور صراحت کے ساتھ احراق باب فاطمہؑ کا مسئلہ۔ سیدہ کو تکلیفیں اور صدمے پہنچانا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کا سیدہؑ کو غضبناک کرنا اور پھر ان کو غضبناک کرنے کا اعتراف کرنا اور اس کی تلافی کے لئے سیدہ کے دروازے پہ حاضر ہونا اور مکان سیدہ میں اندر آنے کی اجازت نہ پانا سیدہ کا ان دونوں کو سلام کا جواب تک نہ دینا اور اپنے والد بزرگوار جناب رسول خدا صلعم سے روتے ہوئے دونوں کا نام لے کر فریاد کرنا وغیرہ وغیرہ کیسی جرأت اور دیانت کے ساتھ لکھدیا ہے۔ مذکورہ واقعات پر غور کر لینے کے بعد بھی کیا آپ کا ضمیر سیدہ کے مظلومہ ہونے پر آپ کو مجبور نہیں کرے گا اور اگر مجبور کریگا تو پھر حدیث مذکور صحیح بخاری کے مطابق فاطمة بضعة منی فمن اغضبها فقد اغضبنی۔ بخاری۔ جلد ۴ باب مناقب فاطمہ صفحہ ۷۱ سطر ۲۴ مطبوعہ بمبئی کے مطابق فاطمہ کو ایذا دینے والا اور غضبناک کرنیوالا جب پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام کو غضبناک کرنیوالا ہے تو آپ کا ضمیر اور انصاف اس کے حق میں کیا فتوے لگائے گا۔

فرمایا میں نے اختصار اور ضیق وقت کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ چند ثقہ اور معتمد کتابیں پیش کر دی ہیں۔ ورنہ یہ مسئلہ احراق باب فاطمہ عموماً اکابر محدثین اہل سنت بلکہ مورخین نصاریٰ تک نے تواریخ میں لکھ گئے ہیں اتنے بڑے معرکتہ الآرا واقعہ کو دائرہ کیونکر چھپا کر باطل کی حمایت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ حاضرین کی ازدیاد معلومات کے لئے اس کے متعلق دیگر حوالجات بقید صفحات پیش کرتا ہوں۔ غور سے سن لیں۔

(۱) امام محمد بن جریر طبری کی تاریخ الامم والملوک مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۱۹۸ راوی ابن حمید (۲) امام شہاب الدین احمد المعروف بابن عبدربہ اندلسی کی کتاب عقد الفرید مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۷۶ (۳) ملک المویدعماد الدین ابوالفدا کی

تاریخ المختصر اخبار البشر مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۵۶ (۴) علامہ ابو الولید محمد بن شحنہ کی کتاب روضۃ المناظر بر حاشیہ جلد یازدہم تاریخ کامل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ (۵) علامہ مسعودی کی مروج الذہب صفحہ ۱۵۹ بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر (۶) امام عبد البر کی کتاب استیعاب مطبوعہ حیدر آباد دکن جلد اول صفحہ ۳۴۵ (۷) شاہ عبد العزیز دہلوی کا تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲۹۲ (۸) شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کے ازالۃ الخفاء کے مقصد دوم ماثر ابی بکر (۹) مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کی کتاب رد دیابے صادقہ صفحہ ۱۵۲ (۱۰) مولوی وحید الدین خان کی کتاب حد تحقیق بمشرب سنی مطبوعہ جعفری لکھنؤ صفحہ ۳۳۲ (۱۱) مولوی عبد الرحمن حنفی امرتسری کی کتاب المرتضیٰ مطبوعہ امرتسر صفحہ ۴۵ (۱۲) رسالہ خلافت مصنفہ جان ڈیون پورٹ (عیسائی) (۱۳) مشہور مورخ عیسائی ایڈورڈ گبن کی کتاب ڈی کلائن اینڈ فال آف رومن امپائر جلد سوم صفحہ ۵۱۹ (۱۴) سکسترز آف محمدؐ واشنگٹن اروِنگ صفحہ ۴ (۱۵) اوکلی صاحب کی تاریخ اسلام انگریزی صفحہ ۸۳

فرمایا۔ اس واقعہ کو آپ ان تمام حوالہ جات میں ضرور کم زیادہ پائیں گے جس سے آپ کو ثابت ہو جائیگا کہ واعظہ اپنی مذہبی روایات سے بالکل جاہل اور ناواقف ہے ورنہ وہ ہرگز میری نسبت اُن سات مسئلوں میں بہتان باندھنے کی جرأت نہ کرتی اور اُمید ہے کہ آئندہ وہ مجھ پہ الزام و اتہام کرنے سے احتراز کرے گی۔ اس پہ بھی اگر وہ متنبہ نہ ہوگی تو پھر آپ دیکھ لیں گے کہ عوام فریبی کی غرض سے جھوٹ بولنے او مجھ پہ تہمت لگانے کی پاداش میں انکی خود ساختہ خلافت کی قلعی کھل دی جائیگی باطل پرستی کا نشان تک صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ اور جاء الحق و زہق الباطل کا ہر جگہ جلوہ دکھائی دے گا انشاء اللہ تعالےٰ

مقالہ پنجم

احراق قرآن مجید

یعنے حضرت عثمانؓ کا مصاحف قرآن کو آگ سے جلا دینا

فرمایا دوستو عزیزو! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مسلمانوں کا عظیم الشان مایہ ناز جس کے مقابلہ میں تمام دنیا کی قومیں باوجود تنقیدی کئے جانے کے اس کا نظیر پیش نہیں کر سکتیں وہ خدا کا ہی واجب التعمیل ولازم التعظیم قرآن مجید ہے جس نے خود دعوےٰ کیا ہے لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا یعنے تمام انسان اور جن جمع ہو کر بھی متحدہ طاقت کے ساتھ اس قرآن کا مثل ونظیر بنا کر لانا چاہیں تو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے بھی وہ اس پر قادر نہ ہوسکیں گے یہ صرف اسی کتاب اللہ (قرآن مجید) کی شان ہے جو دنیا میں کسی اور کتاب کو نصیب نہیں ہو سکتی ایسی واجب التعظیم کتاب کا جس قدر بھی احترام کیا جائے کم ہے۔

فرمایا۔ رہا تعظیم واحترام کا معیار سو یہ ایسا امر نہیں ہے جس سے کوئی بچہ بھی ناواقف ہو۔ کسی محترم چیز کو پھینکدینا۔ پھاڑ دینا۔ جلا دینا سب سے زیادہ بے احترامی میں شمار کیا جاتا ہے۔ دنیا میں کوئی قوم اپنی واجب التعظیم اشیاء سے ان تینوں میں سے کسی سلوک کئے جانے کو بہ نظر استحسان نہیں دیکھ سکتی۔ مسجدیں۔ امام باڑے۔ کلام اللہ کو اگر کوئی معاذ اللہ گرا دے۔ پھاڑ دیوے یا جلا ڈالے تو ایسا شخص مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق جس قدر سخت ترین گناہ کا مرتکب ہوگا وہ حدِ بیان سے خارج ہے۔ کچھ عرصہ نہیں گذرا کہ پچھلے دنوں جب ملتان میں بموقع محرم ہندو مسلمانوں میں ناخوشگوار سانحہ گذرا ہے تو بعض جرائد یومیہ میں یہ خبر بڑے زور شور سے پڑھی گئی ہے کہ کسی ہندو نے بعض اوراق قرآن مجید کو جلا دیا تھا۔ جس وجہ سے مسلمانوں کو

ناقابل تلافی رنج پہونچا ہے اور عرصہ تک اخباروں میں اس پر طبع آزمائیاں ہوتی رہیں ہیں۔ جسکا جواب مسلمانوں کو یہ دیا گیا کہ اتفاقیہ یہ آگ لگ گئی تھی عمداً ایسا نہیں کیا گیا۔

جس سے ثابت ہوا۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کو جلا دینا۔ یا پھاڑ دینا آج بھی بہت بڑی بے احترامی قرآن کی سمجھی جاتی ہے (اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے)

مگر جو مسلمان قرآن جلا دینے پر آج اہل ہنود سے دست بگریباں ہو رہے ہیں۔ کیا ان کو یہ بھی معلوم ہے کہ ان کے خلافت مآب حضرت عثمان خود احراق قرآن (قرآن جلانے) کے مرتکب سب سے پہلے ہو چکے ہیں اس وقت کے مسلمان بھی ان کی اس ناجائز اور احترام شکن حرکت سے ناراض ہوئے بلکہ سچ پوچھو تو یہ حرکت ہی ان کے فتنہ قتل کا باعث ہوئی ہے۔ جیسا کہ مورخین و محدثین اہل سنت نے حضرت عثمان کا بہت سے قرآن جلانا اور بعض قرآنوں کو پھاڑ ڈالنا مفصل لکھ دیا ہے۔ دائرہ کے ناتجربہ کار نوخیز اراکین (جو حال ہی اس میدان میں کود پڑے ہیں) کی اطلاع کے لئے انہیں کے اکابر آئمہ کی مستندہ کتابوں سے حضرت عثمان کا قرآن پھاڑنا اور جلا دینا پیش کرتا ہوں تاکہ دائرہ کو معلوم ہو جائے کہ خاکسار نے مذہب اہلسنت پر اس مسئلہ میں بھی قطعاً کوئی حملہ نہیں کیا ہے اور نہ ان کے خلفاء پر میں نے معاذ اللہ اس میں اتہام لگایا ہے۔

تاریخ اعثم کوفی ترجمہ فارسی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۷ سطر ۸ میں یوں مرقوم ہے۔ کہ پس مصریان بدر سرائے عثمان آمدند و دستورے خواستند رخصت یافتہ در رفتند و شرائط خدمت و تحیت باقامت رسانیدند۔ امیر المومنین ایشان را گرامی داشت و نزد خویش بنشاند و فرمود کہ چہ کار آمدہ آید مگر شمارا از کسے رنجے رسیدہ است کہ ملول گشتہ و بے دستوری من و عامل من آمدہ آید۔ گفتند بہ سبب افعال نامرضی کہ از عامل خلیفہ بظہور می آید و دران با تو انکار داشتیم آمدیم تا از تو باز خواست آں کنیم اے خلیفہ نعمت خدائے تعالے در حق تو بسیار است شکر نعمت او بگذار و از خدائے بترس فرمود آں افعال تابینہ بدہ کہ از من در وجود آمدہ کدامت

بیان فرمائید مصریان گفتند چون بر سرِ حرف رسیدی و راستی را از ما چہ پسندی می بر تو باز خوانیم - اول آن افعال نامرضی کہ بدان قیام نمودی آنست کہ رسول خدا حکم بن العاص را از مدینہ بیرون کردہ بود و بطائف فرستادہ تو اورا بہ مدینہ آوردی - دیگر آنست کہ مصحف قرآن را پارہ پارہ کردی و سوختی سویم آنکہ آبِ بار ان کہ روزی بندگان خدا است از پروردگارِ عالم تو آن آب را بخویشاوندان خود دادی و از دیگران باز داشتی -

انتہےٰ بلفظہٖ

فرمایا غور کیا آپ نے - اس عبارتِ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عثمان نے ایک تو حکم بن العاص کو مدینہ میں واپس بلا کر رسولِ خدا صلعم کے حکم اور عمل کو توڑ دیا دوسرے یہ کہ قرآن مجید کو پھاڑ ڈالنے کے بعد جلا دیا - پس عثمان قرآن کے پھاڑنے کا بھی مرتکب ہوا ہے اور جلانے کا بھی مرتکب ہوا

یہ دونوں باتیں بھی حضرتِ عثمان کی ان بے اعتدالیوں میں سے تھیں قوم کو مجبوراً جن پر نوٹس لینا پڑا - خاصکر مسئلہ خرق و حرق (پھاڑنا - جلا دینا) قرآن مجید کا بہت ہی اہم مسئلہ تھا - اور لوگ احراق قرآن کی وجہ حضرتِ عثمان کے زیادہ مخالف ہو گئے تھے - خاصکر وہ لوگ اس مخالفت میں زیادہ حصّہ لیتے رہے جن کے قرآنوں کو حضرت عثمان نے جلا دیا تھا - جیسا کہ مُلّا محسن کشمیری جو اکابر علماء اہلسنت میں بہت مشہور ہیں اپنی کتاب نجات المومنین میں فرماتے ہیں - حضرت عثمان کے حال میں اخذ و قع منہ امور منکوۃ فی حق الصحابۃ فضرب ابن مسعود حتی کسر ضلعین من اضلاعہ و احرق مصحفہ یعنے حضرت عثمان سے بہت سی مکروہ اور بری حرکتیں صحابہ رسول کے حق میں سرزد ہوئیں (جو نہ ہونی چاہئیں تھیں) جیسے ابن مسعود کو اس قدر مارا کہ اس کے پہلو کی دو ہڈیاں شکستہ ہو گئیں اور ان کے قرآن مجید - فرقانِ حمید کو بھی جلا دیا -

اب اس حرکت کا نتیجہ یہی تھا کہ ابنِ مسعود - نیز وہ لوگ بھی جنکے قرآنوں کے

سا تھا اس طرح پھاڑنے یا جلادینے کی بے احترامی کی گئی تھی حضرت عثمان سے لازماً ناراض ہو جاتے کیونکہ یہ انکی حرکت در اصل خدا کے کلام اور اسکے احکام کی ہتک بے عزتی اور بے احترامی پر مبنی تھی۔

مناسب تو یہ تھا کہ حضرت عثمان کو اگر ان صحیفوں اور قرآنوں کی وجہ سے امت رسول صلعم میں اختلاف پیدا ہونے کا اندیشہ تھا تو ان سب قرآنوں کو اپنے پاس جمع کر لینے کے بعد کسی محفوظ جگہ میں مقفل کر چھوڑتے یا سب اکابر صحابہ اور قوم کے مشورہ سے اگر اجماع قائم ہو جاتا تو ان کو کسی محفوظ اور زیر حراست جگہ میں دفن کروا دیتے جب رسول خدا کے زمین میں دفن ہو جانے پر صحابہ قرابہ۔ مہاجر اور انصار میں سے کسی فرد کو اعتراض نہ تھا۔ تو قرآن کے دفن کئے جانے پر کوئی کیوں اعتراض کرتا۔ خلافت جیسا معرکتہ الآراء مسئلہ جب اسی اجماع کے صدقہ سے آپس میں ہی فیصلہ ہو گیا تھا۔ تو کیا دفن قرآن میں اجماع حجت نہ سمجھا جاتا۔ ضرور سمجھا جاتا اور قیامت تک آپ ہدف طعن بھی قرار نہ پاتے۔ مگر آہ۔ آہ حضرت عثمان نے قرآن جلادینے سے اسلامی جذبات کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچایا بلکہ آج ان کی اس حرکت سے سنی مسلمان مسئلہ احترام قرآن میں اغیار کے سامنے منہ دینے کے بھی قابل نہیں رہے۔

روضۃ الاحباب مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ۔ جلد دوم ص۲۲۹ سطر ۳ میں محدث جمال الدین حضرت عثمان کے جمع قرآن کی ذکر میں لکھتا ہے "وامر کرد تا سوائے آن مصاحف را از صحف اکتاف و قصب و لحاف ہر جا کہ بود خرق یا حرق نمودند و عائشہ لیسند باب الاختلاف نقل ست کہ مروان در زمان حکومت خویش در مدینہ از قبل معاویہ بنزد عبداللہ بن عمر فرستاد و صحف را از دے گرفت و فرمود تا پارہ پارہ کردند۔"

فرمایا۔ محدث ممدوح نے اس واقعہ کو فراموش کرنے کی غرض سے حضرت عثمان کی حمایت میں لفظ خرق اور حرق دپھاڑنے۔ جلانے) کا درمیان دیا) بڑھا دیا ہے تاکہ کسیطرح لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہو جائے لیکن قرآن کو جلا دینا اگر احترام قرآن کے خلاف تھا۔ تو اس کا پھاڑ دینا بھی تو عزت و عظمت قرآن کے خلاف ہے۔ ورنہ حضرت عثمان کو ماننے والا کوئی سنی مولوی کسی جلسہ اسلامیہ کے مجمع علما میں عثمان کی اس سنت کی تقلید کرتے ہوئے کیوں قرآن کو پھاڑ کر پرزے

پھر زرے کرکے جلا کر سب کو دکھا نہیں دیتا۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے یہ معاملہ
صاف ہو جائے۔ کہ اہل سنت کے عقیدہ میں قرآن کو پھاڑنا۔ اور
آگ سے جلا دینا گناہ۔ اور احترام قران کے خلاف نہیں ہے
بلکہ سنت عثمانی ہونے کے لحاظ سے اس کے لئے ثواب و اجر کا باعث ہے۔ اور
آئندہ ہر سُنی حضرت عثمان کی تقلید میں قرآنوں کو پھاڑ کر اور جلا کر یہ ثواب عظیم حاصل
کیا کریں۔ کیا دائرۃ الاصلاح اپنے خلیفہ عثمان کی اس سنت احراق قران کے
ترویج میں سُنیوں کی اصلاح کرے گی۔ (دیدہ باید)

صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ششم فضائل القران ص ۲۶ سطر سی میں
امام بخاری نے نقل کیا ہے۔ فارسل عثمان الی حفصہ ان ارسلی علینا بالصحف
ننسخہا فی المصاحف ثم نردھا الیک فارسلت بہا حفصہ الی عثمان فامر زید بن
ثابت و عبداللہ بن الزبیر و سعید بن العاص و عبدالرحمن بن الحارث بن
ہشام فنسخوھا فی المصاحف وقال عثمان للرھط القرشیین الثلاثۃ اذا
اختلفتم انتم و زید بن ثابت فی شئ من القرآن فاکتبوہ بلسان قریش فانما
نزل بلسانہم ففعلوا حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمن الصحف
الی حفصہ وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان نے حفصہ کیطرف کسی کو بھیجا کہ میرے پاس
صحیفے بھیجدو کہ ہم انکو مصاحف میں نقل کریں۔ پھر تمہیں واپس
کردیں گے حفصہ نے عثمان کے پاس وہ صحیفے بھیج دے۔ عثمان نے زید
بن ثابت اور عبداللہ بن زبیر سعید بن العاص اور عبدالرحمن بن حارث
بن ہشام کو مصاحف میں نقل و جمع کرنے کے کام پر مامور کیا۔ اور
تینوں قریشی گروہ کے آدمیوں سے کہدیا کہ اگر تم کو زید بن ثابت سے قران
کے کسی امر میں اختلاف پڑجائے تو لغت قریش میں اسکو لکھنا کیونکہ
انہیں کی زبان میں قران نازل ہوا ہے۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک
کہ صحیفوں کو مصاحف میں نسخہ کرلیا۔ اور حسب وعدہ عثمان نے حفصہ
کو وہ صحیفے واپس کردیئے۔ اور ہر ایک طرف ایک تیار شدہ صحیفہ بھیجدیا اسکے
سوا قران میں سے جہاں کہیں بھی کوئی صحیفہ موجود تھا۔ سب کو جلا دینے
کا حکم نافذ فرمایا۔

مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دھلی ص ۱۵۰ سطر ۱۲ میں بھی عیناً یہی عبارت مرقوم ہے ضرور ملاحظہ فرمالیں۔

تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی ص ۸۴ سطر ۸ میں امام سیوطی نے بھی بعینہٖ یہ عبارت نقل کی ہے۔ جس کا اندراج تکرار کے سوا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا لہذا ہم سفارش کریں گے۔ کہ حاضرین خود ملاحظہ فرما کر ضرور اپنا اطمینان کریں۔ کہ بخاری۔ مشکوٰۃ اور اتقان نے بھی صریح لفظوں میں اعتراف کر لیا ہے۔ کہ ان کے خلیفہ عثمان نے اپنے جمع کئے ہوئے قران کے سوا باقی سب قرانوں کو جلوا دیا ہے۔ قران پھاڑنے کا ذکر تک ان تینوں بزرگوں میں سے کسی نے بھی نہیں کیا ہے۔ شارح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی نے اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو قرآن حفصہ کو نظر بایفاء وعدہ واپس کر دیا گیا تھا۔ وہ بھی بحکم عثمان جلا دیا گیا ہو۔ کیونکہ جب عثمان نے یہ حکم دیا کہ ہمارے قرآن کے سوا جتنے قرآن ہیں سب جلا دیئے جاویں۔ تو لازماً حفصہ کے پاس کا قرآن جو ابوبکر و عمر کے زمانے میں جمع ہوا تھا۔ وہ بھی علاوہ عثمانی قرآن کے تھا تو لامحالہ وہ بھی جلا دیا ہوگا۔ (دریں چہ شک)

فرمایا۔ جب اتقان مشکوٰۃ اور خاصکر بعد کتاب باری صحیح بخاری تک نے فضائل قرآن میں حضرت عثمان کا قرآن جلانا ذکر کیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عثمان کے مریدان خوش اعتقاد آج اس سنت عثمانی کو احراق قرآن سے احیاء نہیں فرماتے کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ دائرہ اس احیاء سنت عثمانی میں سنیوں کی اصلاح کریگی (دیدہ باید)

صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر ص ۱۱۶ سطر ۸ میں امام ابن حجر مکی نے حضرت عثمان کے فضائل شمار کرتے ہوئے نہایت مختصر مگر صریح لفظوں میں لکھا ہے ؕ انہ احرق المصاحف التی فیھا القرآن بلفظ یعنے حضرت عثمان نے جلا دیا۔ ان مصاف کو جن میں کہ قرآن لکھا ہوا تھا۔ (واہ کیا کہنا ؎ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

تاریخ خمیس مطبوعہ مصر۔ جلد دوم ص ۳۰۴ سطر ۳۱ میں علامہ دیار بکری نقل فرماتے ہیں ان عثمان احرق مصحف ابن مسعود و مصحف اُبیؓ وجمع الناس علے مصحف زید بن ثابت ولما بلغ ابن مسعود انہ احرق مصحفہ وکان لہ نسخۃ عند اصحاب لہ بالکوفۃ امرھم بحفظھا وقال لھم قرأت

سبعین سورۃ وان زید بن ثابت لصبی من الصبیان انتہی بلفظہ یعنی عثمان نے ابن مسعود اور اُبّی کے قرآنوں کو تو جلادیا اور لوگوں کو زید بن ثابت کے قرآن پر جمع کیا۔ جب ابن مسعود کو اس کے قرآن جلائے جانے کی خبر پہنچی تو کوفہ میں اس کے اصحاب کے پاس اس کے قرآن کی ایک نقل موجود تھی۔ ابن مسعود نے اس نقل کی حفاظت کرنے کے لئے ان اپنے اصحاب کو مامور کیا۔ اور ان سے کہا کہ میں نے ستّر سورتوں کی تلاوت کی ہے! اور زید بن ثابت جس کے قرآن پر عثمان نے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ وہ ابھی بہت چھوٹا بچّہ ہے (یعنے ابھی وہ اس قدر قابل اعتماد نہیں ہے کہ اس کے قرآن پر لوگ جمع ہوسکیں)۔

فرمایا۔ کیا اب بھی دائرہ نے اپنی غلطی کو احساس کیا یا باقی نقاب بھی چہرہ "حقیقت" پر سے اُلٹ دوں بولیے کون کسی میں ذرا بھی صداقت ہوتی۔ تو جواب دیتا۔ واللہ اس وقت کا وہ نظارہ بھی قابل دید تھا۔ لطف آگیا جس نے نہیں دیکھا عمر بھر افسوس کرے گا

تحفہ فرساریہ مطبوعہ رفاہ عام لاہور صفحہ ۵۵ سطر ۱۹ میں قاری عبدالرحمن پانی پتی نے لکھا ہے "چوں برایں ترتیب اجماع صحابہ منعقد شد و کلام اللہ تمام و کمال بین الدفتین جمع شد چند نسخہ دیگر ہفت یا شش نقل کنانیدہ باطراف عالم بدیار مسلمین فرستادند و یک مصحف پیش خود در مدینہ منورہ داشتند باز آں مصاحف معروفہ کہ مردم بعضے تفاسیر آں را محرف ساختہ بودند و ہماں مصاحف مایۂ اختلاف و جدال مسلمانان بود از مردم گرفتہ و بشخص بسیار یکے از انہا نزد مردم نگذاشت و ہمہ را بسوخت" انتہی بلفظہ۔

ضربۃ الکرار۔ میں عبدالرؤف حنفی نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان کا کئی سو قرآن جلانا۔ اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے سے انکار پر اس قدر مارنا کہ مرض فتق کا ہوگیا۔ اور حضرت ابوذر کو مارنا اور شہر بدر کردینا۔ ان سب کا ماخذ کتب معتبرہ سیر و تواریخ میں موجود ہے۔

فرمایا۔ یہ واقعہ فاجعہ احراق قرآن بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے۔ پیغمبر اسلام علیہ و آلہ السلام نے اپنے بعد کے لئے قیامت تک ہدایت امت کے لئے دد

گر انہا انتیں چھوڑ رہی تھیں۔ بقولہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی۔ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد سوم ص۲۴ سطر ۲۹ مصنفہ امام فخر رازی۔ مرویہ ابی سعید خدری

دبروایت زید بن ثابت۔ قال صلعم انی تارک فیکم خلیفتین کتاب اللہ حبل ممدود بین السماء والارض وعترتی اہلبیتی وانہما لن یتفرقا حتے یردا علی الحوض۔ تفسیر در منثور امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد دوم ص۶۰ سطر ۱۹

یعنے پیغمبر صلعم نے فرمایا۔ میں اپنے دو خلیفے تمہارے درمیان چھوڑتا ہوں۔ ایک تو قرآن مجید ہے دوسرا خلیفہ میری عترت ہے جو اہلبیت میری ہے۔ یہ میرے دونوں خلیفے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے۔ جب تک حوض کوثر تک میرے پاس نہ پہنچ جائیں۔

فرمایا۔ عزیزو باعتراف امام رازی امام سیوطی پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام تو قرآن اور اپنی عترت واہلبیت کو اپنے خلیفے بتاتے ہیں۔ حضرت ابو بکر وحضرت عمر وحضرت عثمان کہاں کی عترت اور کس کی اہلبیت تھی جن کو آپ نے خلیفہ مان لیا ہے۔ تم خود ہی غور کرو کہ ان دونوں مذکورہ حدیثوں کے مطابق تم نے پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کے فرمان انی تارک فیکم خلیفتین کے مطابق رسول کے خود مقرر کردہ قرآن اور اہلبیت وعترت رسول کو خلیفۃ الرسول مانا ہے۔ یا ایسے لوگوں کو خلیفہ مان لیا ہے۔ جنہوں نے خلیفتین مقرر کردہ رسول کو آگ سے جلا دینے میں بھی ذرا پیش وپس نہیں کیا۔ جناب عمر نے اگر بیت الرسول کو آگ لگا کر علی۔ فاطمہ حسن وحسین عترت واہلبیت رسول احد الخلیفتین کے جلجانے کی پرواہ نہیں کی۔ تو حضرت عثمان نے کتاب اللہ (قرآن مجید) ثانی الخلیفتین کے جلانے میں کونسی کسر باقی چھوڑی ہے۔ جیسا کہ کتب تفاسیر۔ حدیث۔ سیر اور تواریخ معتبرہ اہلسنت سے میں نے تمہارے سامنے کافی سے زیادہ ثبوت میں کتابیں پیش کر دی ہیں۔ اب تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان کتابوں میں یہ واقعات خود پڑھ لو۔ اور حق وباطل میں امتیاز حاصل کرکے۔ ذریعہ نجات کے متمسک ہو جاؤ۔

مقالہ ششم

حدیث قرطاس

یعنی حضرت عمر کا حسبنا کتاب اللہ کہکر وصیت پیغمبر اسلام سے مانع ہونا

فرمایا۔ عزیزو! مسئلہ قرطاس سب سے زیادہ معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اسلامی دنیا میں یہ سب سے پہلی مخالفت تھی جس نے زمین اسلام میں تخم مخالفت کو کاشت کیا جس پر یہ تمام مخالفتیں آجتک متفرع ہوتی چلی گئیں

فرمایا۔ یہ سچ ہے کہ اس وقت بھی جب رسول آیا تھا۔ لوگوں نے اس لئے اس کو رسول ماننے سے انکار کر دیا۔ کہ وہ ہماری طرح کیوں کھاتا پیتا۔ سوتا جاگتا۔ ہنستا روتا ہے۔ اور انہوں نے یہ اپنا خیال ایک حد تک ظاہر بھی کر دیا تھا۔ لقولہ تعالےٰ حکایتہً عنھم مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ یہ خیال اس لئے پیدا ہُوا تھا۔ کہ انہوں نے دراصل حقیقت نبوبہ کو پہچانا ہی نہیں تھا ظاہری لباس بشری کے مشاہدہ سے ان پر حقیقت امر مشتبہ ہوگئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ رسول فرشتہ ہو کر آنا چاہیئے۔ فقال الملؤا الذین کفروا من قومہ ماھذا الا بشر مثلکم یرید ان یتفضل علیکم ولو شاء اللہ لانزل ملائکۃً ما سمعنا بھذا فی اٰبائنا الاولین پ ۲۴۔ قوم کفار کے جو سردار تھے۔ آپس میں لگے کہنے کہ یہ بھی بس تمہیں جیسا آدمی ہے۔ اور تم پر افضل بننا چاہتا ہے۔ اور اگر خدا کو پیغمبر ہی بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں کو اتارتا۔ ہم نے تو ایسی بات باپ دادوں میں ہوتی سنی نہیں۔ تب اس مظہر الصفات و مظہر احدیت کو حکم ہُوا کہ کہدو۔ ولو جعلناہ ملکاً لجعلناہ رجلاً وللبسنا علیھم ما کانوا یلبسون۔ تمہارے خیال کے مطابق اگر ہم فرشتے کو بھی رسول بنا کر بھیجتے۔ تو پھر ضرور اس کو بھی ہم آدمی ہی بنا دیتے

اور وہی لباس بھی پہناتے۔ جو کہ یہ خود پہنا کرتے ہیں۔ ورنہ غیر جنس کی طرف یہ کیونکر مائل ہوتے۔ اس لئے اب وہ آئینہ حق نما رسول مصطفےٰ صلعم کہہ رہے ہیں:۔ انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الھکم الہ واحد الخ۔ اس کے سوا نہیں کہ میں بھی بظاہر تمہارے ہی طرح بشر ہوں۔ مگر مجھے یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک ہے اسپر بھی اسلام لانے کے بعد بعض لوگ اسی خیال پر ڈٹے رہے۔ کہ آخر ہے تو یہ شخص (پیغمبر اسلام) بشر ہی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ لوازمات بشری ان میں نہ موجود ہوں۔ یہی ایک ایسا شبہ تھا کہ جس کی بنا پر وہ سب کچھ کر گذرے۔ جو انکے حق میں بحیثیت منصب نبوت قوم کو نہ کرنا چاہئے تھا۔ اور یہ نتیجہ تھا اسی بات کا کہ ایسے لوگوں نے حقیقت نبویہ کو پہچانا نہیں تھا۔ ورنہ جب قرآن قانون کلی کے طور پر یہ تعلیم دے چکا تھا کہ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا کہ پیغمبر اسلام جو کچھ بھی تمہیں کہے (بغیر چون و چرا) اسپر عمل کرو۔ اور جس بات سے تمہیں روکے اس سے رک جاو۔ کیونکہ اس کی اطاعت تو عین خدا کی اطاعت ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی عینا خدا کی نافرمانی ہے بقولہ تعالیٰ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہ جس نے رسول کی اطاعت اس کے ہر حکم میں کی۔ اسی نے خدا کی اطاعت کی ہے تو معلوم ہوا کہ جس نے پیغمبر کے کسی امر میں بھی نافرمانی کی ہو اس نے درحقیقت خدا کی نافرمانی کی ہے۔

فرمایا۔ عزیزو؟ اب تم آسانی کیساتھ سمجھ سکتے ہو۔ کہ پیغمبر اسلام نے قیامت تک امت کی بھلائی کے لئے مرض الموت میں ایک ضروری حکم دیا۔ مگر اس کو ہذیان کہکر ٹال دیا گیا۔ غور کرو۔ کہ جب قرآن نے ما اتکم الرسول فخذوہ کہ رسول جو کچھ بھی کہے اسپر عمل کرو۔ ایک کلیہ قرار دیر کھا تھا۔ تو اب تم خود ہی انصاف کرو کہ رسول کو ہذیان کہنے والے کا یہ رویہ اس قرآنی تعلیم اور حکم سے کہاں تک مطابق ہو سکتا ہے اور خدا و رسول کا ایسا نافرمان انسان کسی سزا کا بھی مستحق ہو سکتا ہے یا نہیں۔ کیا یہ نتیجہ نہیں ہے اس امر کا کہ بعض لوگوں نے فی الواقع حقیقت نبویہ کو نہیں پہچانا تھا۔ ورنہ وہ کبھی اس قدر گستاخی سے حضور نبوی میں پیش نہ ہوتے اور وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ جیسے صاحب وحی کے اس

کلام بلاغت نظام کو ہذیان سے تعبیر نہ کرتے۔

فرمایا۔ رہا یہ امر کہ دربارہ رسالت میں یہ کلمہ کس نے کہنے کی جرأت کی۔ اس کے متعلق پہلے میں یہ کہوں گا کہ اس واقعہ ہائلہ کا نام حدیث قرطاس مشہور ہے۔ اور عموماً تمام کتب حدیث و سیر اور تواریخ مسلم و غیر مسلم میں اس کا ذکر کم زیادہ موجود ہے ان کی سنی مصنفین کی اپنی عبارتوں سے (جن کو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں) پیغمبر اسلام کے کلام کو ہذیان کہنے والے کا نام آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

صحیح بخاری۔ مطبوعہ بمبئی۔ جلد پنجم۔ باب مرض النبی صفحہ ۷۴ سطر (۱) قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ فقال ائتونی الکتف اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفھموہ فذھبوا یردون عنہ فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصاھم بثلث قال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ او قال فنسیتھا انتھی بلفظہ یعنے ابن عباس نے کہا پنجشنبہ کا روز عجیب بد روز تھا۔ کہ اس شدت مرض میں فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ لاؤ کاغذ تاکہ میں ایک وصیت نامہ لکھدوں تاکہ اس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ گمراہی میں نہ پڑو گے پس حاضرین میں نزاع واقع ہوئی۔ اور پیغمبر کے حضور میں تکرار اور نزاع کسی طرح مناسب نہ تھا۔ پس کہا اصحاب نے کہ پیغمبر صلعم (معاذ اللہ) ہذیان بول رہے ہیں فرمایا پیغمبر نے چھوڑ دو مجھے جس حالت میں ہوں۔ یعنے شور نہ کرو اس کے بعد پیغمبر نے تین وصیتیں کیں۔ اول یہ کہ نکال دینا مشرکین کو جزیرہ عرب سے۔ دوم۔ جائزہ دینا جس طرح میں دیا کرتا تھا۔ سوم۔ وصیت کے وقت پیغمبر خاموش ہو گئے یا یہ کہ راوی اس کو بھول گیا۔

فرمایا۔ بخاری کی اس روایت کے مطابق اس قدر ثابت ہوا کہ پیغمبر صلعم کو ہذیان کی نسبت دی گئی۔ مگر اس صحابی کا یہاں نام چھپایا گیا۔ مگر نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا۔

بہرحال بقول اصحاب نبوی اگر معاذ اللہ پیغمبر اسلام بھی ایک عام آدمی کی طرح

بدحواس ہو گئے تھے۔ تو پھر ایسی مخدوش حالت میں جو اور تین وصیتیں جو انہوں نے کیں ہیں وہ کیوں غیر ہذیان سمجھ لی گئیں۔ اور آج کیوں انگریزوں کو جزیرہ عرب سے نکالدینے کے لئے خم ٹھوک کر انکی وصیت کی تعمیل کیجارہی ہے۔ اگر وہ ہذیان کی حالت تھی تو پھر وہ وصیت اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب بھی قابل اعتماد و عمل سنیوں کے نزدیک نہ ہونی چاہیئے۔ اور آیندہ اس حدیث اور وصیت پر عمل کرنا سنیوں کو قطعاً ترک کر دینا چاہیئے۔ ورنہ یہ تو وہی مثل ہوگی۔ "میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو"۔

بخاری کی اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ پیغمبر صلعم تیسری وصیت پر خاموش ہو گئے۔ یا راوی بھول گیا ہے۔ مطلب کی وصیتیں تو یاد رہ گئیں اور جس سے ہمارے مطلب پر پانی پھر جاتا وہ بھول گئے۔ ورنہ انکو آج پوچھتا ہی کون۔ اسی بات کے لئے تو ساری جد و جہد ہو رہی تھی۔ کہ یہ وصیت نافذ ہونے پائے۔ مگر خدا بھلا کرے امام غزالی کا جس نے یہ راز طشت از بام کر دیا۔ و لما مات رسول اللہ صلعم قال قبل وفاتہ ایتونی بدوات و بیاض لازیل عنکم اشکال الامر و اذکر لکم من المستحق بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر و قیل یھذو انتہی بلفظہ سر العالمین مطبوعہ بمبئی ص ۹ سطر ۱۵۔ یعنی جب پیغمبر اسلام کا انتقال ہوا۔ تو مرنے سے پہلے آپنے فرمایا دوات اور کاغذ لاؤ کہ تمہارے لئے امارت اور خلافت کی مشکلات کو دور کر دوں اور بتا دوں تم کو میرے بعد امارت اور خلافت کا کون مستحق ہے۔ مگر حضرت عمر نے اسوقت کہدیا کہ چھوڑ دو اس شخص (پیغمبر صلعم) کو کہ یہ (معاذ اللہ) ہذیان یعنے بکواس کر رہا ہے۔

کتاب الشفاء مطبوعہ صدیقی بریلی ص ۳۰۰ سطر ۱۲ میں قاضی عیاض نے بھی اسکی تائید کی ہے "وذکر ان الذی طلب کتابتہ امر الخلافۃ بعدہ و تعیین الخلافۃ" انتہی بلفظہ یعنی یہی ذکر کیا گیا ہے۔ کہ رسول اسلام کا مقصود اس وقت وصیت لکھنے سے امر خلافت کا فیصلہ اور خاص خلیفہ کو معین و مقرر کرنا اپنے بعد کیلئے تھا۔

فرمایا دوستو! اب تو امام غزالی اور قاضی عیاض جیسے مسلم سنی اماموں نے اسکو صاف کر دیا۔ کہ حضرت عمر ہی وہ صحابی تھے۔ جس نے پیغمبر صلعم کی وصیت لکھے جانے کی رکاوٹ کی اور ہذیان کی نسبت ذات معلی کو دیتے ہوئے فیصلۂ امر خلافت اور تعین خلیفہ کے متعلق وصیت پیغمبر اسلام میں حائل ہو گئے۔ مسئلہ خلافت میں مسلمانوں کا اسلامی شیرازہ بکھر گیا ہے۔ اگر اسوقت وصیت سے پیغمبر اسلام کو خلافت کا فیصلہ کر لینے دیتے

تو آج بھی وہی ایک ہی ملت اسلامیہ ہوتی - اور یہ فرقہ بندی نظر نہ آتی - افسوس

بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم ص۴۲ سطر ۵ میں مرقوم ہے عن ابن عباس قال لما حضرت رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فقال النبی ھلموا اکتب لکم کتابا لا تضلو بعدہ فقال بعضھم ان رسول اللہ صلعم قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ومنھم من یقول غیر ذلک فلما اکثروا اللغو والاختلاف قال رسول اللہ صلعم قوموا قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب لاختلافھم ولغطھم انتھی بلفظہ

فرمایا - کہ بخاری کی اس روایت کے مطابق حضرت عمر نے یہ دعویٰ کیا ہے - کہ "تمہارے پاس قرآن موجود ہے - بس کتاب خدا ہمارے لئے کافی ہے - وصیت پیغمبر کی ضرورت نہیں" - ہمیں شک نہیں کہ قرآن کافی ہے اور ضرور کافی ہے - مگر کس کے لئے جس کے پاس کتاب کا علم موجود ہے - ومن عندہ علم الکتاب جس کے حق میں آیۃ اتری ہے - عام لوگوں کیلئے جو تفقہ فی الدین رکھتے ہی نہیں ان کیلئے قرآن کیونکر کافی ہو سکتا ہے - قرآن کے کافی ہونے کے مدعی خود حضرت عمر کیلئے تو قرآن تنہا کافی ہوا نہیں پھر دوسروں کیلئے وہ کیا کافی ہوتا - ورنہ بار بار کیوں مسائل دین میں وہ علی کیطرف محتاج ہوتے - اور علی ہر مرتبہ انکو ہلاکت سے بچاتے - جیسا کہ محدثین اہل سنت نے لکھا ہے - قال عمر بن الخطاب فی عدۃ مواطن لولا علی لھلک عمر ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی حنفی مطبوعہ قسطنطنیہ ص۷۰ سطر ۲۲ - انتھی بلفظہ یعنی عمر بن خطاب نے متعدد موقعوں پر اقرار کیا ہے - کہ اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا تھا ۔

فرمایا - دوستو؟ اس سے اب صاف ثابت ہوا - کہ قرآن کے کافی ہونے کا دعوےٰ حضرت عمر کا یقیناً غلط ہے ورنہ وہ خود احکام دین میں باوجود قرآن کافی کو چھوڑ کر کیوں علی قرآن ناطق کیطرف متعدد موقعوں میں محتاج ہوتے انکو قرآن کے ہوتے جب وصیت رسول کی ضرورت نہ تھی - تو پھر رسول کے شاگرد رشید جناب علی کیطرف رجوع کرنے اور خود کو ہلاکت سے بچانیکی کیوں ضرورت محسوس ہوئی - اسی لئے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ۔

قرآن مجید ان بیشمار علوم پر شامل ہونیکے باوجود اگر تنہا (بغیر محمد و آل محمد کے) عام

لوگوں کیلئے کافی ہوسکتا۔ تو پھر وہ تنہا ایک مکمل کتاب کیصورت میں پہلے ہی کیوں نہ نازل کیا گیا۔ اسی لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین للناس ما نزل الیھم کہ اے محمد صلعم تجھ پر نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن مگر اس لئے کہ تم بیان کرو انپر جو کچھ کہ انکی طرف نازل کیا گیا ہے۔ دوسری آیت میں ہے لتبین للناس ما الذی اختلفوا فیہ کہ جسمیں یہ لوگ اختلاف کریں اسکو تم کھولکر بیان کردو۔ اسی لئے فرمایا ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین کہ خدا کی طرف سے دو چیزیں تمہارے لئے بھیجی گئیں ہیں ایک نور یعنی محمد صلعم دوسری کتاب یعنی قرآن۔ مگر افسوس کہ حضرت عمر نے نہ تو اس حکم خدا کی پروا کی اور نہ امت مرحومہ کی آیندہ بہتری کا کچھ اندیشہ کیا +

فرمایا۔ عزیزو؟ پھر کچھ تم نے غور کیا۔ کہ اسکے اپنے لئے قرآن ناکافی ہونے کے علاوہ کیا امت کے لئے کافی ثابت ہوا۔ اگر کافی ہوتا۔ تو آج اس منحوس اختلاف کی صورت میں اسلام کی متحدہ قوت کیوں منتشر دکھائی دیتی۔ ایک ملت اسلامیہ آج کیوں ٹکڑے ٹکڑے ہزاروں کی تعداد میں نظر آتی ہے اسی لئے۔ کہ حضرت عمر نے اسوقت رسول اسلام کی وصیت لکھے جانے میں رکاوٹ پیدا کی۔ اور یہ روز بد آج مسلمانوں کو دیکھنا پڑا۔ جسکے لئے حضرت ابن عباس روتے رہے۔ اور اسقدر روئے۔ کہ اس کے آنسوؤں نے سنگ ریزوں کو تر کر دیا +

صحیح مسلم مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۴۳ سطر ۱۴ میں ابن عباس سے مروی ہے قال رسول اللہ صلعم ائتونی بالکتف والدواۃ واللوح اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فقالوا ان رسول اللہ صلعم یھجر بلفظہ

اور اس کے ساتھ ہی سطر ۵ میں ہے عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ ابدا فقال عمر ان رسول اللہ صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلعم کتابا لن تضلوا بعدہ ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند رسول اللہ صلعم قال رسول اللہ صلعم قوموا قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب من اختلافھم ولغطھم

انتہی بلفظہ (ترجمہ روایت بخاری کے ذیل میں مرقوم ہے کیونکہ دونوں کا مضمون تقریباً واحد ہے)

فرمایا۔ دوستو؟ اس روایت صحیح مسلم میں بھی حضرت عمر کا نام نامی موجود ہے اور یھجر کا لفظ بھی مرقوم ہے۔ اب انکار کی گنجائش تو رہی نہیں۔ البتہ ٹھیکیداران خلافت اب تاویلیں کر کے بیچارے سادہ لوح مسلمانوں پر حق کو مشتبہ کرنیکی کوشش کریں گے۔

مگر میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ لغت عرب میں لفظ ھجر معنے ہذیان (بکواس) میں مستعمل ہے۔ اور لفظ اہجر۔ افحاش (گالی دینے) کے معنے میں استعمال ہوتا ہے اسی لئے سنیوں کے امام الائمہ قاضی عیاض نے کتاب شفاء مطبوعہ صدیقی بریلی کے ص۳۶۲ سطر ۳۰ میں مجبور ہو کر یہ لکھدیا ہے۔ روایۃ من روی اھجر فی الحدیث ھجر او معناہ ھذی یقال ھجر ھجراً اذا ھذی واھجر ھجراً اذا افحش واھجر۔ تعدیۃ ھجر۔" انتہی بلفظہ یعنی جس روایت میں کہ ھجر کا لفظ پیغمبر صلعم کے حق میں عمر کا کہنا آیا ہے۔ اسکے تو معنے ہیں ہذیان (بکواس) کرنے کے جیسا کہ لغت عرب میں بکواس کیوقت ہَجَرَ ہَجراً مستعمل ہے۔ اور اہجر ہُجراً گالی فحش دینے کو کہتے ہیں۔

فرمایا۔ قرآن کی یہی اصطلاح ہے۔ دیکھو آیت مستکبرین بہ سٰمراً تھجرون پ۱۸ ع ۴۔ یعنے بیہودہ بکواس کرتے الٹے پاؤں بھاگ گئے تھے (ترجمہ نذیر احمد سنی) تھجرون کے معنے بیہودہ بکواس کے کئے ہیں۔ اسی طرح دوسری جگہ ہے۔ وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً پ۱۹ ع ۱۔ اور اس وقت پیغمبر صلعم عرض کریں گے۔ کہ اے میرے پروردگار میری امت نے اس قرآن کو بکواس سمجھا۔ (ترجمہ نذیر احمد سنی) تھجرون اور مھجوراً اسی ہَجَرَ کے باب سے مستقبل اور مفعول کے صیغے ہیں۔ اصطلاح قرآن میں بھی جسکے معنے بکواس (ہذیان) کے ہیں بے جا حمایت میں لفظوں کو تاویل کر کے امر حق کو عوام پر مشتبہ کر دینے سے باطل کبھی حق نہیں ہو سکتا

فرمایا۔ بخاری اور مسلم کی مذکورہ روایتوں سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حضرت عمر اور دیگر جسقدر اصحاب اسوقت بیت الرسول میں موجود تھے۔ حضرت عمر کے لفظ ہذیان اور حسبنا کتاب اللہ کہنے سے دو گروہ ہو گئے تھے۔ اور ان میں سخت اختلاف و نزاع اور درشت کلامی بلکہ لغو گوئی تک بھی نوبت پہنچ چکی تھی۔" فلما اکثروا اللغو والاختلاف عند رسول اللہ"۔ روایت مذکورہ کی عبارت جسپر گواہی دے رہی ہے یہ انکا فعل بھی یقیناً حکم خدا اور نص قرآن کے خلاف تھا۔ لقولہ تعالیٰ لا ترفعوا

اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون پ ۲۶ ع ۱۳ - کہ اے مسلمانوں اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو - اور نہ اس کے ساتھ بہت زور سے بات کرو - جیسے تم ایک سے ایک (آپس میں) زور زور سے بولا کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارا کیا کرایا سب اکارت ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو (ترجمہ نذیر احمد)

فرمایا۔ کیوں دوستو؟ اب بھی تم ان صحابیوں کے عصیاں کے قائل نہ ہو گے کہ بخاری ومسلم جیسی اصح الکتب نے بھی مذکورہ حدیث قرطاس میں بیت الرسول کے اندر پیغمبر صلعم کے سامنے حضرت عمر اور دیگر صحابیوں کے لڑنے جھگڑنے کو تسلیم کرتے ہوئے فحش کلامی اور لغو گوئی تک کو بھی مان لیا ہے۔ کیونکہ لفظ لغو کے معنے لغت میں بیہودہ گوئی کے ہیں۔ اور لغط کے معنے ہیں۔ اصواتٌ مُبھمۃٌ لا یُفھم یعنے بہت سی مبہم چیخیں جو سمجھ میں نہ آسکیں۔ پس ایسی حالت میں کیا انکا اس لڑائی اور جھگڑے میں پیغمبر کے سامنے آوازوں کو بلند کرنا اور لغو وگالیاں ایکدوسرے کو دینا۔ مذکورہ آیت کے خلاف نہیں تھا۔ یقیناً حکم قرآن کے مخالف تھا۔ اور شان نبوت کی سخت توہین پر مبنی تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بخاری ومسلم کی مذکورہ روایت میں مرقوم ہے۔ (فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع) کہ پیغمبر کے سامنے ان صحابیوں نے جھگڑنا شروع کردیا وحال آنکہ پیغمبر کے سامنے ان کا جھگڑنا بنص قرآن ناجائز و نامناسب تھا۔

فرمایا۔ اس بات کی یہ تائید ہے۔ کہ انکی اس گستاخی سے پیغمبر صلعم نے متاذی ہوکر ان سب کو جن میں حضرت عمر بھی تھے۔ بروایت مذکورہ بخاری ومسلم جھڑک دیا۔ اور فرمایا۔ "قوموا" میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ اگر انکا یہ گستاخانہ رویہ پیغمبر صلعم کو ناگوار نگزرتا۔ تو وہ جھڑک کر اُٹھ جانے کے لئے ان کو حکم نہ دیتے۔ پس یہ حکم (قوموا) اس امر کی دلیل ہے۔ کہ پیغمبر اسلام انکی اس گستاخی کیوجہ سے متاذی ہوکر ضرور ناراض ہوگئے تھے۔ اور رسول کو ایذا پہنچانیوالے کا حکم قرآنی یہ ہے۔ کہ والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم پ ۱۰ ع ۱۴ یعنے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ انکو (قیامت کے دن) عذاب دردناک ہونا ہے۔ (ترجمہ نذیر احمد سنّی)

فرمایا۔ ان سب باتوں کے باوجود بھی پیغمبر اسلام کو ایذا پہنچانیوالوں سے محبت ترک کرنے کے لئے میں تم کو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ تمہارا ضمیر خود تمکو صراط مستقیم کیطرف ہدایت کے لئے مجبور کرے گا۔ میری صرف یہ دُعا ہوگی۔ کہ خدا ہم سبکو

صراط مستقیم پر قائم رکھے ؁

مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلی ص۵۵۸ سطر۹ میں مرقوم ہے۔ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ھلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہٗ فقال عمر قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا فمنھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلعم ومنھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول اللہ صلعم قوموا عنی کان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین ان یکتب لھم ذلک الکتاب لاختلافھم ولغطھم۔ انتہی بلفظہ۔ فرمایا۔ ترجمہ روایت بخاری کے ذیل میں گذر چکا ہے۔ تکرار کیوجہ سے ضرورت ترجمہ نہیں۔ عبارت بھی تقریباً وہی ہے۔ جو بخاری اور مسلم سے میں ذکر کر چکا ہوں۔ اسمیں بھی حضرت عمر کا نام نامی موجود ہے جس سے اب کسی کو شک شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی ؁

۳۳۰ معارج النبوۃ مطبوعہ نولکشور۔ رکن چہارم۔ باب سیزدہم فصل دوم ص۲۷۱ سطر۴ میں سنیوں کے امام ملا معین کاشفی رقمطراز ہیں۔ "واقعہ دیگر از وقایع مرض انبود کہ در حین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرہ ہمایوں مجتمع بودند آنسرور صلعم فرمود کہ دوات وصحیفہ بیارید تا از برائے شما وصیتے بنویسم کہ ہرگز گمراہ نشوید اصحاب اختلاف کردند کہ تا بعضے گفتند کہ آنچہ فرمودہ بداں عمل مے باید کرد جماعتے گفتند کہ شاید کہ این سخنان مثل آن سخنان باشد کہ در شدت مرض میگویند امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت کہ درد والم بر حضرت رسول صلعم مستولی گشتہ قرآن در میان ما است ان مارا بسندہ است جمعے با فاروق اتفاق کردند وزمرۂ در مخالفت او اصرار نمودند پس آنحضرت صلعم اشارت فرمود کہ یاران از صحبت برخیزند کہ منازعت در این محل مناسب نیست باوجود آن سہ۳ وصیت بجائے آورد یکے آنکہ فرمود کہ مشرکان را از جزیرہ عرب اخراج کنید دوم آنکہ فرمود کہ چون قبایل عرب بشما ایند ایشان را جوائز وصلات بدہید چنانچہ من بانجماعت میدادم سوم مرادی را فراموش شدہ بود یا در اظہار آن مصلحت ندید۔ انتہی بلفظہ

فرمایا اس میں نئی بات قابل ذکر یہ ہے۔ کہ اس تیسری وصیت کے ظاہر کرنے میں حضرت صلعم نے مصلحت نہ جانی۔ اسی لئے کہ وہ تحریری وصیت میں رکاوٹ

عــہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عمر کے ہذیان کہنے کے بعد پیغمبر صلعم نے یہ تینوں وصیتیں کیں ہیں

ڈالے جانے سے سمجھ گئے تھے۔ کہ یہ لوگ بقول غزالی وقاضی عیاض امر خلافت
اور تعیین خلیفہ کے متعلق مشکلات کا فیصلہ کرنے نہیں دیں گے۔ کیونکہ جب
تحریر کے وقت انہوں نے نہ صرف مخالفت ہی کی بلکہ مجھے ہذیان وغیرہ کی
نسبت دی۔ تو اب تقریر وصیت کے وقت وہ کب ماننے کے لئے تیار ہونگے
غالباً علامہ کاشفی کا یہ اخری جملہ۔ کہ "در اظہار آن مصلحت ندید"۔ اسی مطلب کیطرف اشارہ کیا ہے کہ
حضرت وہ تیسری وصیت جو خلافت کے فیصلہ کے متعلق تھی۔ خلاف مصلحت سمجھ کر خاموش ہو گئے
اور پہلی وصیت کے متعلق جو سقم تھا ہم اس مسئلہ قرطاس کے شروع میں ہی بخاری کی روایت کی توضیح کرتے
ہوئے بیان کر چکے ہیں + تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد دوم ص ۱۸۲ سطر ۲۶ میں علامہ دیار بکری نے
نقل کیا ہے لما حضر رسول و فی البیت رجال منهم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم هلم اکتب لکم کتابا
لا تضلوا بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ صلعم قد غلبہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ
فاختلف اهل البیت واختصموا منهم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ کتابا لا تضلوا
بعدہ ومنهم من یقول ما قال عمر فلما اکثر اللغو والاختلاف قال رسول اللہ صلعم قوموا عنی الخ
انتھی بلفظہ + فرمایا۔ ترجمہ وہی ہے جو پہلے بتا چکا ہوں۔ اس روایت میں بھی اسم گرامی حضرت عمر موجود ہے
جسکی ذات معلی نے اسلام میں یہ سارا طوفان مچا رکھا ہے۔ روایت میں الفاظ بھی وہی ہیں جو عموماً سب
محدثین ومفسرین اہلسنت نے نقل کئے ہیں بغرض اطمینان اصل کتاب میں ضرور ملاحظہ کیجیئے گا +
کتاب الشفاء مطبوعہ صدیقی بریلی ص ۳۰۶ سطر ۱ میں امام الائمہ اہلسنت قاضی عیاض نے
نقل کیا ہے لما حضر علیہ الصلوۃ والسلام وفی البیت فقال النبی صلعم هلموا اکتب لکم کتابا
لن تضلوا بعدہ فقال بعضهم ان رسول اللہ صلعم قد غلبہ الوجع الحدیث وفی روایۃ
ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا فتنازعوا فقالوا ما لہ اهجر استفهموہ
فقال دعونی فان الذی انا فیہ خیر وفی بعض طرقہ ان النبی یهجر وفی روایۃ هجر
ویروی اهجر" انتھی بلفظہ + فرمایا۔ ترجمہ وہی ہے جو بیان ہو چکا صرف اس روایت میں قابل ذکر
"ما لہ اهجر استفهموہ" قابل ذکر بات ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسکو (پیغمبر صلعم) کو کیا ہو گیا ہے۔
سمجھو تو سہی آیا (معاذ اللہ) ہذیان کہہ رہا ہے یعنی حضرت عمر نے استفہام کی صورت میں یہ لفظ کہا تھا۔
(بہت خوب) فرمایئے پیغمبر کے ان الفاظ میں ایسا کونسا لفظ تھا جس سے حضرت عمر یا کسی صحابی کو معاذ اللہ
پیغمبر اسلام صاحب الوحی کے ہذیان کا شبہ ہوا جس وجہ سے ایسی گستاخی کا لفظ پیغمبر کی شان میں انکو
استعمال کرنا پڑا۔ سنئے پیغمبر کا کلام بلاغت نظام اسوقت صرف اسیقدر تھا۔ کہ "ائتونی بدواۃ و
قرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا"۔ ہم دنیا بھر کے عربی دانوں سے ضرور اپیل کرونگا

کہ خدارا پیغمبر اسلام کے ان کلمات میں غور فرما کر مجھے بتائیں کہ کونسا کلمہ بقول عمر ہذیان فضول و بے معنے ہے۔ آیا ایتونی بدوات و قرطاس ہذیان ہو سکتا ہے یا اکتب لکم کتابا غیر مربوط اور ہذیان ہے یا کہ لن تضلوا بعدی ابدا کا جملہ معاذ اللہ ہذیان و بکواس ہو سکتا ہے۔ ان تین جملوں کے سوا تو کوئی اور لفظ ہی حضرت نے ارشاد نہیں فرمایا جس سے یہ شبہ پیدا ہو سکتا کہ پیغمبر غیر مربوط اور ہذیان ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسی کلام بلاغت نظام کو سنکر ایسی گستاخی کے وہ کیوں مرتکب ہوئے یقیناً بلا وجہ انکی ایسی بلاغت و فصاحت نظام کلام کو ہذیان کہکر تکمیل وصیت میں گڑبڑ مچا دینی اس امر کی ڈگری ہے کہ وہ خود بعد وفات پیغمبر خلافت پر قبضہ جمانے کی غرض سے مشکلات کو بذریعہ تحریر پیغمبر صلعم کو طے نہیں کرنے دینا چاہتے تھے۔ جیسا کہ امام غزالی و قاضی عیاض کے حوالے سے ہم اسکو بیان کر چکے ہیں۔ فافہم و تدبر جید۔ آقاضی صاحب اس امر کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ایک روایت میں ہجر (بکواس کرتا ہے) اور تیسری میں اہجر (فحش دنیا) بھی وارد ہوا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

روضۃ الاحباب مطبوعہ تیغ بہادر لکھنؤ صفحہ ۵۵ سطر ۲ میں محدث جمال الدین نے حدیث قرطاس کو یوں نقل کیا ہے "در صحاح احادیث مروی گشتہ از سعید بن جبیر کہ ابن عباس گفت روز پنجشنبہ و چہ روزے بود روز پنجشنبہ عجیبے روان روز و امر غائب دران روز واقع شد انگاہ ابن عباس چندان بگریست کہ اشک بر مثال مروارید در رشتہ کشیدہ بر روئے او فرو دوید پس گفت روز پنجشنبہ بود کہ مرض پیغمبر صلعم اشتداد یافت بایاران فرمود بیارید نزد من تا برائے شما نوشتہ بنویسم و در روایتے آنکہ فرمود دواتے و صحیفہ و بروایتے دواتے و شانہ بیارید تا برائے شما چیزے بنویسم کہ بعد از من ہرگز گمراہ نگردید پس میان اصحاب اختلاف واقع شد بعضے گفتند دوات و صحیفہ مے باید آورد تا حضرت آنچہ خواہد بنویسد و بعضے گفتند مناسب نیست کہ آنحضرت را در این محل مشغول بکتابت داریم و با یکدیگر منازعت کردند و در ان خانہ در نظر حضرت آواز بلند برداشتند چنانچہ آنسرور تنگ آمد و ترک ان امر کردہ"

پھر اسی صفحہ ۵۵ کے سطر ۱۳ میں یوں رقام فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو "عمر خطاب گفت وجع بر پیغمبر غلبہ کردہ و قرآن در میان ما ہست حسبنا کتاب اللہ پس خصومت و منازعت نمودند و چوں لغو و اختلاف از حد گذرانید فرمود برخیزید از پیش من کہ سزاوار نیست منازعت نمودن پیش پیغمبر یا آنکہ فرمود خود من وصیت کردہ الخ۔" فرمایا۔ اسکے بعد وہی تین وصیتیں بیان کی ہیں۔ جو میں پہلے آپکو سنا چکا ہوں۔ اسی عبارت میں محدث ممدوح نے صاف اقرار کیا ہے۔ کہ "دران خانہ در نظر حضرت آواز بلند برداشتند چنانچہ آں سرور تنگ آمد و ترک ان امر کردہ" کہ پیغمبر کے مکان کے اندر آنحضرت کے سامنے جھگڑے میں آوازیں انہوں نے بلند کیں جس سے پیغمبر کو تکلیف ہوئی اور تنگ آکر وصیت لکھنا ترک کیا۔ یقیناً اسقدر شہادتوں کے بعد ان میں حضرت عمر کے موجود ہونے سے کوئی

انکار نہیں کر سکتا۔ پس اب فرمایئے کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کے حکم کی جسکا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں احکم قرآنی کی مخالفت کے مرتکب یہ لوگ ہوئے یا نہیں اگر مرتکب ہوئے ہیں تو پھر اسی آیت کے حکم ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون کی تشریح کے مطابق ان کی وہ عبادتیں اور سب اعمال۔ نیکیاں۔ جہاد۔ فتوحات عجم و عرب (آج جن کا فخر کیا جاسکتا ہے) کہاں باقی رہیں بنص ان تحبط اعمالکم نے تو انکا کیا کرایا سب اکارت کر دیا اور بنص آیت ان کو خبر تک بھی اس کی نہ ہوئی۔ اور تم ان کے فتوحات عجم پہ فخر کرنے میں ہی ہاتھ ملتے رہ گئے جسکا ایک حد تک ہمیں بھی ضرور افسوس ہے۔

فرمایا۔ اس میں ایک اور بات قابلِ ذکر ہے کہ محدث محمد رح نے بھی اعتراف کیا ہے کہ۔ "آنسرور بتنگ آمد و ترک آن امر کرد" یعنے ان لوگوں کے اس وقت حضور پیغمبر صلعم میں جنگ وجدل کرنے اور عام لوگوں کی طرح شور مچانے خصومت فساد اور منازعت تک نوبت پہنچنے کی وجہ سے خود پیغمبر تک کو جب فقط ہذیان کہنے کی گستاخی کے وہ لوگ مرتکب ہوئے تو پیغمبر صلعم ان کے اس نامدارویہ سے تنگ آ کر ترک وصیت پر مجبور ہو گئے۔ اس لئے تحریری وصیت تو کر نہ سکے ہاں زبانی سو منقولہ صحیحین۔ تین زبانی وصیتوں میں سے تیسری وصیت جو پیغمبر نے کی ہے یقیناً وہی فیصلہ خلافت اور تعیین خلیفہ کے متعلق تھی جسکو عمداً سہو و نسیان راوی کہکر ٹال دیا گیا۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم نے بھی ذکر کیا ہے غرض تحریر وصیت کے وقت اگر ان بزرگوں نے اس طرح شور و شر کر کے گڑبڑ مچا دی تو تحریر سے مجبور ہو کر حضرت نے ہی وصیت زبانی کر دی مگر اس کو بھی سہو و نسیان راوی کہکر لوگوں پیام حق اور فیصلہ خلافت کو مشتبہ کر دیا گیا یہ کیسی ناقابل وثوق بات ہے کہ اس قدر مجمع اصحاب وہاں موجود تھا دیکھا جائے کہ راوی کو صرف وصیت ہی بھول گئی۔ اگر فرضاً راوی بھول گیا تھا تو مجمع میں سے کوئی صاحب بتا دیتے مگر تبلاتے کون ایک گروہ تو حضرت عمر کی طرف تھا ہی دوسرے جو پیغمبر کی طرف تھے ان کی سنتا کون۔ کیونکہ تحریری وصیت کے متعلق بھی ان کی ایک نہ سنی گئی بھی اور عملاً آلیا کرنے کے بعد لوگوں پہ ظاہر نہ ہونے دی۔ اب وہ کہا دیئے کے لئے کہدیا کرتے ہیں کہ یہ واقعہ پنجشنبہ کو ہوا اور وفات سرورِ حضرت کی دوشنبہ کو۔ اگر یہ وصیت ضروری ہوتی تو کیوں نہ ان درمیانی تین روز میں دوبارہ حضرت نے

پھر کسی موقع پر یہ وصیت کر دی - بس یاد رکھو کہ اس کا یہی جواب ہے کہ وہ میری وصیت یہی تھی جس کو نسیانِ راوی کہہ کر محدثین نے ٹال دیا ہے - ہمیشہ اسی قسم کے دھوکے یہ لوگ دیا کرتے ہیں - اہلبیت - نبوت اور رسالت پر کوئی اعتراض ہو جائے تو ہو مگر ان کی خود ساختہ خلافت پر کوئی حرف نہ آنے پائے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

شرح ابن ابی الحدید جلد اول صفحہ ۳۳ سطر ۲ میں مرقوم ہے عن ابن عباس قال لما احتضر رسول اللہ و فی البیت رجال منھم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ائتونی اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع و عندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ الخ انتہےٰ بلفظہ

فرمایا ترجمہ وہی ہے جو بیان ہو چکا اس میں بھی حضرت عمر کا نامِ نامی موجود ہے جس سے اب ان کا کوئی مرید انکار نہیں کر سکتا -

الفاروق مطبعہ مفید عام آگرہ حصہ اول صفحہ ۶۰ سطر ۱۴ میں شمس العلما مولوی محمد شبلی نعمانی لکھتے ہیں - بخاری کا مشہور واقعہ قرطاس کا واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے وفات سے تین روز پہلے قلم اور دوات طلب کیا اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسی چیز لکھوں گا کہ تم آیندہ گمراہ نہ ہو گے اس پر حضرت عمر نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آں حضرت کو درد کی شدت ہے اور ہمارے لئے قرآن کافی ہے حاضرین میں سے بعضوں نے کہا کہ رسول اللہ صلعم بہکی باتیں کر رہے ہیں (نعوذ باللہ) روایت میں ھجر کا لفظ ہے جس کے معنے ہذیان کے ہیں "

فرمایا کہ اس کے بعد صفحہ ۶۱ سطر ۴ میں شبلی صاحب فرماتے ہیں - یہ واقعہ بظاہر تعجب انگیز ہے ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا گستاخی اور سرکشی ہوگی کہ جناب رسول خدا بستر مرگ پر ہیں اور امت کے درد و غمخواری کے لحاظ سے فرماتے ہیں "کہ لاؤ میں ایک ہدایت نامہ لکھ دوں جو تم کو گمراہی سے محفوظ رکھے" یہ ظاہر ہے کہ گمراہی سے بچانے کے لئے جو ہدایت ہوگی وہ منصب نبوت کے لحاظ سے ہوگی اور اس لئے اس میں سہو و خطا کا احتمال نہیں ہو سکتا باوجود اس کے حضرت عمر بے پروائی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ ضرورت نہیں - ہم کو قرآن کافی ہے " طرہ یہ کہ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے اس ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا (نعوذ باللہ) انتہےٰ بلفظہ

فرمایا۔ مولوی شبلی نعمانی نے اس سارے واقعہ قرطاس کو لکھ کر حضرت عمر کو اس طعن عظیم سے بری الذمہ کرنے کی کوشش کرنی چاہی۔ مگر وہ "عذر گناہ بدتر از گناہ" کی پوری مثل صادق ہوئی۔ زیادہ تر انہوں نے جو تاویلیں کی ہیں موقع بموقع ان کا جواب میں دیتا چلا آیا ہوں۔ مولوی شبلی خواہ اب کچھ ہی تاویلیں اپنے پیشوا کی حمایت میں کریں۔ مگر خط کشیدہ عبارت میں وہ مان چکے ہیں کہ جناب رسول اللہ بستر مرگ پر ہیں اور امت کی دردِ غمخواری کے لحاظ سے وصیت فرماتے ہیں مگر حضرت عمر بے پروائی ظاہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ ضرورت نہیں ہم کو قرآن کافی ہے اور یہ کہ حضرت عمر ہی نے آنحضرت کے ارشاد کو ہذیان سے تعبیر کیا تھا

تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۵۰ میں منقول ہے ولما اشتد بہ وجعہ قال ائتونی بدواۃ وبیضاء فاکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ ابداً فتنازعوا فقال قوموا عنی لا ینبغی عندنبی تنازع فقالوا ان رسول اللہ **یھجر** الخ

فرمایا وہی الفاظ ہیں اور وہی ترجمہ ہے جو بیان ہو چکا اس عبارت میں لفظ **یھجر** موجود ہے جس کے معنے ہیں کہ معاذ اللہ پیغمبر ہذیان کہہ رہا ہے

سیرۃ الحلبیہ صفحہ ۲۲۸ میں مرقوم ہے۔ دعی رسول اللہ صلعم بکتف قال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لا تختلفون بعدہ فاخذ من عندہ الناس فی لغط فقالت امرأۃ ممن حضر ویحکم عہد رسول اللہ فقال بعض القوم اسکتی فانہ لا عقل لک فقال رسول اللہ انتم لا احلام لکم

مقصود یہ ہے کہ ایک عورت بھی وقت احتضار رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر تھی اس نے کہا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ بجا آوری حکم پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام میں تم مخالفت کرتے ہو۔ اس پر بعض اصحاب بولے خاموش رہ اے بیوقوف اس وقت ایسا کہنے والوں سے پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ تم کو عقل نہیں ہے

فرمایا دوستو! ان سب حوالہ جات کتب معتبرہ اہل سنت سن لینے کے بعد اس حدیث قرطاس کے نتیجہ میں کم از کم چار باتوں پر ٹھنڈے دل سے ضرور غور کرنا چاہیئے۔ اول یہ کہ وصیت میں رکاوٹ ڈالنے سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت عمر نے کلام پیغمبر اسلام کو رد کیا ہے اور کلام رسول وحی ہے۔ بقولہ تعالی وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ اور وحی خدا کو رد

کردینا کفر ہے۔ باتفاق فریقین لقولہ تعالےٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔

دوم یہ امر اب ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت عمر نے اب ہذیان کی نسبت رسولِ اسلام علیہ وآلہ السلام کو دی ہے اور انبیا علیہم السلام بالیقین ہذیان بولنے سے معصوم ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کے قول وفعل پر کسی طرح اعتماد نہیں ہوسکتا

سوم پیغمبر کے سامنے رفع صوت (آواز بلند کرنا) قطعاً حرام ہے لقولہ تعالےٰ یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون پ۲۶ ع ۱۳ یعنے مسلمانوں اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے اونچا نہ ہونے دو اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے تم ایک سے ایک (آپس میں) زور سے بولا کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارا کیا کرایا سب اکارت ہوجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو (ترجمہ نذیر احمد سنی) اور حدیث قرطاس میں مسلمہ طور سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت عمر ہمراہیوں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے تک اتر آئے اور لغو لغط یعنے چیخ وپکار تک آپس میں پیغمبر کے سامنے نوبت پہونچ گئی جسپر پیغمبر کو قوموا عنی کہکر ان کو سامنے سے ہٹا دینا پڑا۔

چہارم۔ وصیت میں روکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے انہوں نے امت کے حق کو تلف کردیا۔ کیونکہ اگر وصیت لکھی جاتی تو یقیناً امت مرحومہ گمراہی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہتی کیونکہ پیغمبر صادق امین اسی حدیث قرطاس میں پیش گوئی کرچکے تھے لقولہ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا کہ اس سے تمسک وتعمیل کے بعد کبھی تم گمراہ نہ ہوگے۔ پھر آج اسلام میں تہتر مذہب متفرق ہوجانے اور امت کے گمراہی میں پڑ جانے کے ذمہ دار وصیت روکنے کی وجہ سے حضرت عمر ہوئے یا نہیں۔

پنجم۔ حضرت عمر کا یہ کہنا کہ وصیت پیغمبر کی ضرورت نہیں حسبنا کتاب اللہ قرآن ہمارے لئے کافی ہے کس کام کے لئے کافی ہے ہدایت کے لئے اگر کافی ہوسکتا بغیر وصیت پیغمبر کے تو پھر بہتر مذہب کیوں گمراہ قرار دیئے گئے وہ بھی تو اپنے عقائد کا ماخذ قرآن ہی کو پیش کرتے ہیں۔ اور اس ایک ناجی فرقہ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ ان کا ماخذ قرآن سے صحیح ہے باقی سب کا غلط ہے

تنہا قرآن کے ہوتے اس تفرقہ امت پڑ جانے کی صورت میں حضرت عمر کا دعوے حسبنا کتاب اللہ صحیح ثابت ہوا یا باطل۔

ششم حضرت عمر کی مخالفت وصیت اور نسبت ہذیان۔ دینے سے پیغمبر کو ایذا پہونچی یا نہیں۔ اگر ایذا انہیں پہونچی تو قوموا عنی (اٹھ جاؤ میرے سامنے سے) کہکر ان کو کیوں باہر نکال دیا۔ اور اگر ایذاء پیغمبر کو پہنچی ہے تو پیغمبر کو ایذاء دینے والے کے متعلق قرآنی تعلیم یہ ہے والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم پ ۱۰ ع ۱۴ یعنے جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں انکو (قیامت کے دن) دردناک عذاب ہونا ہے (ترجمہ نذیر احمد سنی)

فرمایا دوستو؟ یہ چھ باتیں اس مسئلہ میں غور طلب ہیں۔ ہر ایک شخص سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ ان میں مناسب تامل اور غور کرنے کے بعد مفید اور قابل قدر نتیجہ تک آسانی کے ساتھ پہونچ سکے گا جس کا منتہے باب النجات پر ختم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ

والیہ ترجع الامور

مقالہ ہفتم

خالد بن ولید کو

حضرتِ عمر کا اپنے عہدِ خلافت میں معزول کرنا

فرمایا دوستو! حضرات خلفاء ثلثہ تو اہلسنت کے نزدیک بھلا خلافت کی ایک حیثیت مشخصہ رکھتے بھی تھے مگر خالد بن ولید بیچارہ نہ تین میں نہ تیراں میں تھے نہ تو ان کو حیثیت خلافت و امامت ہی حاصل تھی اور نہ نبوت و رسالت کے عہدے پہ وہ ممتاز تھے پھر طعن خالد سے دائرہ کے تیوریوں کیوں اضطراب و تردد کے آثار نمودار ہوئے زیادہ سے زیادہ ان کے نزدیک بھی تو وہ ایک صحابی تھے جب سُنیوں کے عقیدہ میں خلفاء آئمہ۔ بلکہ انبیا اور رسل غیر معصوم ہیں۔ تو خالد بیچارے کس قطار شمار میں ہو سکتے ہیں جب غیر معصوم ہونے کی حیثیت سے ان کے امام اور خلیفے عصیان کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ ان کے نبی ابراہیم جیسے خلیل اللہ تین جھوٹ بول سکتے ہیں (بخاری) جب ان کے رسول بلکہ سید الرسل ہادی السبل محمد مصطفےٰ صلعم (معاذ اللہ) ہذیان بکواس کہہ چکے ہیں تو خالد بن ولید کیونکر نہ ہذیان کہتے ہوں گے حضرتِ عمر خطاب پیغمبرِ اسلام علیہ و آلہ السلام پہ اگر طعن ہذیان کرنے سے ان کے نزدیک گنہگار نہیں ہوئے تو خالد بن ولید ایک معمولی صحابی پر طعن کرنے سے کوئی کیوں عاصی ہوگا

فرمایا دائرہ نے مجھ پہ یہ بھی تہمت لگائی ہے کہ میں نے خالد بن ولید کو بھی طعن کیا ہے مگر یہ بتایا نہیں کہ وہ کیا طعن ہے۔ شاید خالد کا اس کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے معزول کیا جانا بیان کرنا بھی ان کے نزدیک طعن کا مترادف ہو۔ کیونکہ خالد کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے پیغمبر صلعم کا خالد سے برأت چاہنا اور حضرتِ عمر کا اپنے عہد سلطنت میں اس کو معزول کرنا خود تواریخ اور کتب اہل سنت نے ذکر کیا ہے ان سے اگر میں نے یہ نقل کر دیا تو کیا گناہ کیا۔

فرمایا یہ لیجئے بخاری مطبوعہ بمبئی جلد پنجم۔ باب بعث النبی خالد بن ولید الی بنی جذیمہ غزوہ طائف صفحہ ۲۹ سطر ۸ میں خالد کی بے اعتدالیوں کے ذکر میں مرقوم ہے فقال صلعم اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد بن ولید مرتین انتہٰے بلفظہ یعنے پیغمبر صلعم نے ارشاد فرمایا۔ خداوندا میں برائیت اور دوری چاہتا ہوں جو کچھ کہ خالد بن ولید نے کیا دو مرتبہ۔

ارشاد کیا۔ یہ تو پیغمبر اسلام کا قول ہے جس کو میں نے کبھی بخاری سے نقل کیا تھا۔ دائرہ آج وجودِ عمل میں دائر ہوتے ہی ہر تاریخی بات کو طعن بہتان اور ہذیان کہنے لگی۔ کیوں نہ ہو ماشاء اللہ آخر سنتِ عمرؓ کا احیا کرنا ہی تو دائرہ کا نصب العین تھا۔ جب پیر و مرشد ان کے پیغمبر اسلام کے فرمان (وصیت) کو ہذیان کہکر حق کو لوگوں پر مشتبہ کر چکے تھے تو مرید کیوں کر ترکِ سنت کرتے سچ ہے۔ پیران نمیپرند مریدان مے پرانند۔

فرمایا۔ رہا خالد کو حضرتِ عمرؓ کا معزول کرنا اور اس کے عزل کے باطنی اور ظاہری اسباب و ذرائع تو تاریخ دنیا کے موجود ہوتے کسی جاہلِ اجہل کے سواء کون انکار کرسکتا ہے اسباب باطنی تو مالک بن نویرہ صحابی کے مشہور قصہ میں آپ ملاحظہ کریں مگر ظاہری ذرائع عزلِ خالد بن ولید معتمدہ کتب اہل سنت سے آپ کو سناتا ہوں غور سے سماعت فرمائیں۔

الفاروق مطبوعہ مفید عام آگرہ حصہ اول صفحہ ۱۰۰ اسطر ۸ میں (شمس العلما مولوی محمد شبلی نعمانی رقمطراز ہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرتِ عمرؓ خالد کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے مدت سے ناراض تھے (یہ حملہ ذریعہ باطنی قصہ ابن نویرہ کی طرف اشارہ ہے) تاہم آغاز خلافت میں ان سے کچھ تعرض نہیں کرنا چاہا لیکن چونکہ خالد کی عادت تھی کہ وہ کاغذات حساب دربار خلافت کو نہیں بھیجتے تھے اس لئے ان کو تاکید لکھی کہ آئندہ سے اس کا خیال رکھیں۔ خالد نے جواب میں لکھا کہ میں حضرتِ ابوبکر کے زمانہ سے ایسا ہی کرتا آیا ہوں اور اب اس کے خلاف نہیں کر سکتا۔ حضرت عمرؓ کو ان کی یہ خود مختاری کیوں کر پسند ہو سکتی اور وہ بیت المال کی رقم کو اس طرح بیدریغ کیونکر کسی کے ہاتھ میں دے سکتے تھے چنانچہ خالد کو لکھا کہ تم اس شرط پہ سپہ سالار رہ سکتے ہو کہ فوج کے مصارف کا حساب ہمیشہ بھیجتے رہو خالد نے اس شرط کو نامنظور کیا اور اس بنا پہ وہ سپہ سالاری کے عہدے

سے معزول کر دیئے گئے انتہٰی بلفظہٖ

تاریخ طبری فارسی۔ جلد چہارم مطبوعہ نول کشور صفحہ ۴۶۰ سطر ۱۰ میں امام ابن جریر طبری رقمطراز ہیں۔ "واندراں ساعت رسول رسید وخبر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ را آورد و خلیفتی عمر بن الخطاب و عزل خالد بن ولید از سپاہ سالاری و چوں ابوبکر صدیق در حالت نزع بود عمر رضی اللہ عنہ را خلیفہ کرد ہم آنگاہ عمر رضی اللہ عنہ خالد را معزول کرد و سپاہ سالاری مر ابوعبیدہ جراح را داد انتہٰی بلفظہٖ

تاریخ اعثم کوفی فارسی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۴۸ سطر ۱۰ میں امام اعثم کوفی یوں رقمطراز ہیں "کہ ایں نوشتہ الیست کہ می نویسد عبد اللہ عمر۔ ابو عبیدہ جراح۔ اما بعد اے ابو عبیدہ کہ بحمد اللہ کہ لشکر بداں قدر داری کہ کار حصار دمشق کفایت توانی کرد چوں ایں نامہ بتو رسد معارف لشکر حاضر کن و ایں نوشتہ را بر ایشاں بخواں تا ایشاں را کہ امارت تو وقوف افتد و بدانند کہ خالد معزول است و ترا مطاوعت می باید بود۔ ...... چوں مکتوب امیر المومنین عمر بہ ابو عبیدہ جراح رسید شرم داشت کہ خالد را از عزل او خبر دہد ہمچناں برقرار سابق در نماز اقتداء بخالد میکرد تا خالد از مرداں بشنید کہ ابو عبیدہ را در اثناء سخن امیری گفتند دانست کہ امیر المومنین عمر او را معزول کردہ و امارت بہ ابو عبیدہ دادہ است۔ گفت خدائے تعالیٰ بر صدیق رحمت کناد کہ اگر زندہ بودی ہرگز مرا معزول نہ کردی" انتہٰی بلفظہٖ

فرمایا کتاب الاصابہ میں ابن حجر مکی نے خالد بن ولید کا یہ حال (جسکو دائرہ طعن خیال کئے ہوئے ہے) مفصل لکھا ہے نظر باختصار اور ضیق وقت بقدر مذکور کافی ہے اب میں یہ ضرور کہوں گا کہ دائرہ کے نزدیک اگر اس تاریخی واقعہ کا نام طعن ہے جس کو میں نے الفاروق۔ تاریخ طبری۔ اعثم کوفی۔ صحیح بخاری سے پڑھ کر سنا دیا ہے تو پھر یہ طعن ان کے مذہبی پیشواؤں نے کیا ہے۔ ان کا خلیفہ حضرت عمر اگر خالد کو اس کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے معزول نہ کرتے تو یہ واقعہ نہ ان تواریخ میں ان کے علماء ذکر کرتے نہ مجھے اس کے سنانے کا آج موقعہ ملتا۔ اب خود ہی آپ انصاف سے فرمائیں کہ اس میں میرا کیا قصور ہے براہِ کرم آپ میری صداقت اور دائرہ کی ستم نوازی دروغ بیانی کا خود فیصلہ کر لیں میں صرف اسی قدر عرض کروں گا۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔

مقالۂ ہشتم

مسئلہ سیادت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت امام ابو حنیفہ صاحب کے متعلق اُن کا فتویٰ

فرمایا۔ دوستو عزیزو! یہہ یاد رکھنا چاہئے کہ علم نسب میں یہ ایک کلیہ قرار دیا گیا ہے کہ کسی کے ثبوت نسب کیلئے شہرت بلدی کی ضرورت ہے یعنی جہاں کوئی شخص اباً عن جد رہتا چلا آیا ہو وہاں کے باشندے اکابر و اصاغر عام طور پر اس کی سیادت کے قایل ہوں۔ اسکے سوا اور کوئی قانون ہی کسی کی سیادت کے ثبوت کیلئے نہیں ہو سکتا ہے۔ نہ نسابہ نے اسکے سوا کوئی اور قانون اُس کے لئے باندھا ہے۔ باطن اور حقیقت کا علم تو وہی جانے جس نے اپنی کلام پاک میں وَمَا فِی الْاَرْحَام کہکر ارحام کے اندر کا علم کہ نر ہے یا مادہ حلال ہے یا حرام۔ سید ہے یا غیر سید۔ صرف اپنی ذات کے لئے مخصوص کر دیا۔ مگر اس عالم میں بین الاقوامی تعلقات کے قیام سلسلہ کیلئے بس وہی ایک قانون ہے۔ جس کو میں بتا چکا ہوں کہ ساری دنیا میں تعلقات نسبی آج اسی معیار پر فیصلہ ہوتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ کسی اُمتی کے سید ہو جانے یا کسی سید کے اُمتی قرار پانے سے نہ مجھے کوئی نقصان ہے نہ کوئی فائدہ۔ مگر بحیثیت مفتی ہونے کے اگر کوئی مجھ سے سوال کرتا ہے تو اپنی تحقیق کے مطابق مجھے فتویٰ دینا پڑتا ہے۔ اس لئے جناب شیخ عبد القادر صاحب جیلانی کے سیادت کے متعلق بھی استفتاء کے جواب میں مَیں نے ضرور فتویٰ دیا ہے کہ علم نسب کے جمہور علماء و ائمہ اہل سنت نے جناب شیخ صاحب ممدوح کی سیادت سے اِنکار کر دیا ہے۔ اور کتب معتمدہ نسب سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ممدوح نے خود بھی سیادت کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ آج بھی تمام ملک عرب حجاز خواہ عراق میں یہہ عام رسم ہے کہ ہر سید کو شریف اور ہر امتی کو شیخ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ اسی رسم

کے مطابق آج بھی امیر حاجِ کو سیّد ہونیکے سبب علی الاطلاق شریف مکہ کے نام سے پکارا جاتاہے اسی طرح بغداد میں آجتک عبدالقادر صاحب کو شیخ کے لقب سے یاد کیا جاتاہے وہاں سیّد عبدالقادر کہکر اگر اُن کا مزار پوچھا جاوئے تو کوئی بتاتا ہی نہیں ہزاروں شیعہ سُنی جو بسلسلۂ ملازمت بغداد سے ہوکر آئے ہیں وہ بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ ممدوح کو وہاں بلفظ سید کوئی پکارتا ہی نہیں۔ صرف اس صوبہ پنجاب ہی کی یہ ایجاد ہے۔ کہ ایک شیخ سید بنادئے گئے۔ اور اُن کے حق میں اس قدر غلو کیا گیا کہ معاذ اللہ اُن کو رسول سے بڑھا کر الٰہیت کے قرب وجوار میں پہنچا دیا گیا۔ عوام کی تو کوئی بات ہی نہیں۔ اہل سنت کے خواص اور بعض اہل علم بھی اس کا شکار ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

فرمایا۔ بتاؤ شیخ صاحب ممدوح پیغمبر تھے۔ نبی تھے یا رسول تھے؟ امام یا خلیفہ تھے؟ آخر تھے کیا؟ بقول عوام سیّد تھے۔ اور حسن مثنیٰ کی نسل سے تھے (بہت خوب) فرمائیے حسن مثنیٰ کی نسل ہونیکی وجہ سے اگر اُن کی یہ شان ہوئی ہے۔ تو خود حسن مثنیٰ کی تو پھر کہیں زیادہ اُن سے بھی شان وعظمت ہونی چاہئے تھی۔ مگر اُن کو تو ایک فی سینکڑہ بھی کوئی پہچانتا نہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ بیٹے کو یہ تو عزّت دی جاوے کہ رسول سے بھی بڑھا دیا جاوئے۔ اور باپ کو جس کے تصدّق سے اُس کی یہہ عزّت ہوئی کوئی جانتے تک نہیں۔ اب لیجئے اس کا دوسرا پہلو کہ علم کے سبب یہہ اُن کی شان وعزت تھی۔ تو دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں علما موجود ہیں۔ کیوں شیخ کی طرح اُن کی بھی عزت نہیں کی جاتی۔ اور خاکسار تو یہہ دونوں حیثیتیں رکھتا ہوا اس وقت آپ کے سامنے زندہ موجود ہے۔ اور ارشاد معالم دین کر رہا ہے۔ زندہ سیّد اور عالم کو چھوڑ کر ایک مردہ (بزعم خود) سید وعالم کی کیوں اس قدر پرستش کی جارہی ہے۔ فرمایا۔ شیخ صاحب ممدوح کے برابر میری شان اور عزّت تمہارے نزدیک اگر اس وجہ سے نہیں ہے کہ میں حنفی المذہب نہیں ہوں بلکہ شیعہ ہوں۔ تو پھر یقین سمجھو کہ شیخ عبدالقادر صاحب بھی حنفی المذہب نہیں تھے۔ بلکہ وہ صوفی مسلک حنبلی تھے۔ جیسا کہ خزینۃ الاصفیا جلد اوّل صفحہ ۹۴ میں مرقوم ہے۔ "کہ آپ حنبلی تھے"۔ مگر صوفی مسلک بلکہ صوفیوں کے امام تھے۔ صوفیوں کا فرقۂ قادریہ آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیخ صاحب ممدوح حنفیوں اور اُن کے امام

ابوحنیفہ صاحب کو گمراہ فرقوں میں شمار کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ آپ ان سب باتوں سے بے خبر ہونے کی وجہ سے شیخ صاحب کو نبیوں سے زیادہ درجہ دے رہے ہیں۔ غنیۃ الطالبین مطبوعہ نول کشور فصل تعداد فرقہائے مرجیہ صفحہ نمبر ۱۷۰ سطر ۲

فرقہ حنفیہ کو مرجیہ کے ۱۲ فرقوں میں شیخ جیلانی شمار کرتے ہیں۔

ایضاً صفحہ ۱۷۲ سطر ۲۳ میں مرجیہ کے فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے اما الحنفیۃ فہم بعض اصحاب ابی حنیفۃ النعمان بن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ جملۃً علی ما ذکرہ البرہوتی فی کتاب الشجرۃ اور فرقہ حنفیہ بعض اصحاب ابی حنیفہ نعمان بن ثابت سے ہے ان کا گمان ہے کہ صرف خدا اور رسول خدا کو پہچاننا اور زبان سے اقرار کرنا اور سب چیزوں کو جو خداوند تعالیٰ کے پاس سے آئی ہیں۔ پہچاننا ایمان ہے جیسا کہ برہوتی نے اپنی کتاب شجرہ میں ذکر کیا ہے۔

ایضاً صفحہ ۱۸۱ سطر ۱ میں مرجیہ کے ان ۱۲ فرقوں کے متعلق (جن میں فرقہ حنفیہ کو بھی شمار کیا ہے) گمراہ ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ وھذا آخر ما یتعلق بالاعتقاد والاصول علی وجہ الاشارۃ والاختصار وانما لم نشر الی ابطال کل مذہب من مذاہب ھذہ الفرق الضالۃ خوفاً من اطالۃ الکتاب وانما اوردنا ذکرھا لانہم مجردۃ للتحذیر منہا اعاذنا اللہ وایاکم من شر ھذہ المذاہب واہلہا وامانتنا علی الاسلام والسنۃ فی الفرقۃ الناجیۃ برحمتہ یعنی ان ۱۲ فرقوں کے مذہب و اعتقاد کا حال (جن میں امام ابوحنیفہ اور اُن کا حنفی فرقہ بھی شامل ہے) بطور اختصار بیان کیا گیا اور اُن فرقہائے گمراہ کے مذہب کے ابطال میں کوئی اشارہ نہ کیا اس واسطے کہ کتاب طول ہو جائیگی اس لئے اُن کے دلائل جس کے سبب سے وہ دین سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ بیان کر دیئے گئے خداوند تعالےٰ ہم کو اور تم سب کو ان مذاہب کی برائی اور اُن مذاہب والوں کی برائی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور اوپر اسلام اور سنت نبوی کے دنیا سے ہم کو اٹھائے اور ناجیہ فرقہ میں اپنی رحمت سے شریک فرمائے۔ انتہی بلفظہ متناً و ترجمۃً۔

ارشاد فرمایا۔ سن لیا آپ نے یہ ہے وہ فتویٰ جس میں شیخ عبدالقادر صاحب

جیلانی نے فرقۂ حنفیۂ امام ابوحنیفہ صاحب کو مرجیہ کے بارہ فرقوں میں شمار کرتے ہوئے خط کشیدہ عبارتوں میں "گمراہ" اور "دین سے علیحدہ ہوئے" کے خطاب پُر عتاب سے یاد کیا ہے۔ اب اس کے بعد بھی اگر تم اس کو اپنا پیشوا سمجھو تو تمہاری کمزوری کی دلیل ہے

فرمایا۔ بعض لوگوں نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے کہ جب لاجواب ہو جاتے ہیں تو جان چھڑانے کیلئے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ کتاب ہمارے سنی عالم کی تصنیف نہیں ہے جیسا کہ غنیۃ الطالبین کی نسبت بھی عوام کا یہی خیال ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ کتاب شیخ صاحب ممدوح کی اپنی تصنیف ہے۔ جیسا کہ امام ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۰۰ سطر ۲۲ میں اقرار کیا ہے۔ کہ غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی کی اپنی تصنیف ہے۔ اب اس کے بعد تمہاری کوئی حجت باقی نہیں رہی۔

تفسیر حقانی کی جلد اول میں جو مقدمہ کے نام سے مشہور ہے۔ صفحہ ۱۷۱ کے حاشیہ پر مولوی عبدالحق صاحب سُنی مؤلف لکھتے ہیں۔ کہ "مولوی ابوالمنصور نے دجو دہلی میں سُنیوں کے بڑے مولوی اور عیسائیوں سے مناظرہ کرنے میں امام تھے اپنے رسالہ "رسالۂ انکشاف" صفحہ ۱۷ میں حضرت غوث الاعظم کو بُت پرست اور یہود کا چودہری لکھا ہے"۔

فرمایا۔ ایسی صورت میں کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ جن حنفیوں اور اُن کے امام ابوحنیفہ کا نام نعمان بن ثابت لکھ کر شیخ صاحب ممدوح غنیہ کی عبارت خط کشیدہ میں گمراہ اور بے دین ہونے کا فتویٰ لکھ دیویں۔ وہی حنفی اُس شیخ صاحب کا ورد کریں۔ کس قدر جہالت ہے۔

فرمایا۔ رہا شیخ صاحب ممدوح کا نسب عوام نے آپکو سادات حسنی سے مشہور کیا ہے مگر علماء اور آئمہ انساب میں سے کسی نے آپ کو سادات میں شمار نہیں کیا ہے۔

عمدۃ المطالب مطبوعہ بمبئی کے صفحہ ۱۱۲۔ اور مطبوعہ مطبع جعفری لکھنؤ کے صفحہ ۱۱۱ سطر ۱۹ میں سنیوں کے امام الانساب احمد بن علی بن الحسین بن علی بن مہنّا رقمطراز ہیں۔ وقد نسبوا الی عبداللہ بن محمد بن یحیی بن محمد بن الرومیہ المذکور الشیخ الجلیل محی الدین عبدالقادر الجیلانی فقالوا ھو عبدالقادر بن محمد جنگی دوست بن عبداللہ المذکور ولم یدع الشیخ عبدالقادر ھذا النسب لا احد من اولادہ وانما ابتدأ ابھا ولد

ولدہ القاضی ابو صالح نصر بن ابی بکر بن عبد القادر ولم نقف علیہا ببینۃ ولا عرفہا لہ احد علی ان عبد اللہ بن محمد بن یحیی رجل حجازی لم یخرج عن الحجاز وھذا الاسم اعنی جنگی دوست اعجمی صریح کما تراہ ومع ذلک کلہ فلا طریق الی اثبات ھذا النسب الا بالبینۃ الصریحۃ العادلۃ وقد اعجزت القاضی ابا صالح واقربہا عدم موافقۃ جدہ عبد القادر اولادہ لہ" انتہی بلفظہ۔ خلاصہ مقصود اس نسب نامہ کا یہ ہے۔ کہ عبد القادر جیلانی بن محمد جنگی دوست بن عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن محمد بن الرومیہ ابن موسیٰ بن عبد اللہ الخ) مگر خود شیخ عبد القادر نے اس نسب کا دعویٰ نہیں کیا نہ انکے بیٹوں نے۔ بلکہ سب سے پہلے اُن کے پوتے قاضی ابو صالح نصر بن ابو بکر بن عبد القادر اسکے مدعی ہوئے مگر کوئی دلیل و گواہ اس کے ثبوت میں نہ لاسکے اور نہ کسی اہل نسب نے اس دعویٰ کو تسلیم کیا۔ حالانکہ عبد اللہ بن محمد بن یحیی مرد حجازی ہیں جو ملک حجاز سے باہر نہیں گئے۔ اور یہ نام جنگی دوست عجمی ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے بہر حال چونکہ نسب بغیر بینہ صالحہ عادلہ کے ثابت نہیں ہو سکتا جس سے قاضی ابو صالح عاجز رہے۔ اور پھر خود شیخ عبد القادر اور اُن کے بیٹوں نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ نسب بالکل غلط ہے۔

فرمایا۔ اسی عمدۃ المطالب کے صفحہ ۱۱۱ کے حاشیہ پر بجائے "جنگی دوست" کے چنگ دوست بھی لکھا ہے یعنی چنگ کو دوست رکھنے والا (جو ایک قسم کا باجہ) ہے۔

رسالہ صوفی۔ نمبر ۳ جلد ۳ صفحہ ۶ میں ہے۔ جو بہ سرپرستی خواجہ حسن نظامی۔ پنڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات سے شائع ہوتا ہے "سوم پیر حقیقت حضرت خواجہ محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ ولدیت آپ کی قدم بقدم حضرت عیسیٰ کے ہے۔ سلسلہ نسب آپ کا حضرت عمر فاروق تک پہنچتا ہے"۔

فرمایا۔ کہاں تو سید بنی فاطمہ اور کہاں نسل فاروق۔ دوستو؟ بتاؤ نسل فاروق حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد کیونکر قرار پا سکتی ہے۔ خواجہ صاحب بفضل خدا زندہ ہیں۔ بہتر ہوگا۔ کہ اُن کی زندگی میں ہی یہ معاملہ اُن سے فیصلہ کر لیا جائے۔ کہ شیخ صاحب فاروقی تھے یا حسنی۔ فیصلہ باثبوت ہونا چاہیئے

شجرۃ الاولیا۔ میں علامہ سید احمد بن محمد الحسینی نسابہ رقمطراز ہیں۔ کہ "اعلم

ان معتقد بعض الناس ان عبد القادر الجیلانی الذی ہو مدفون ببغداد والعامۃ یزعمونہ صاحب مقامات وکرامات من جملۃ الواصلین الی الحق واشتہر عندہم بعلم الشرق قد کان من جملۃ اولاد محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبد اللہ بن موسیٰ الجون ابن عبد اللہ بن الحسن المثنیٰ بن الحسن بن علی بن ابی طالب) مستدلاً لاہلی فی ذالک بیت شعر یرویہ عنہ رجل نصرانی ومضمون ذلک البیت انا من ولد الحسنین وقد انکرہ جمہور علماء الانساب وقالوا لم یصح عن احد النقل بکون الرجل من جملۃ السادات بل قال بعضہم ان الرجل نفسہ ایضاً لم یدع ذلک ولا ادعاہ بالنسبۃ الیہ احد و غیرہ مدۃ حیاتہ وان اول من الحمہ ہذہ الدعوی الباطلۃ ہو نصر بن ابی بکر بن الشیخ عبد القادر المذکور" انتہیٰ بلفظہ یعنی واضح ہو کہ بعض لوگوں کا یہہ اعتقاد ہے۔ کہ عبد القادر جیلانی جو بغداد میں مدفون ہیں۔ اور عامہ اُن کو صاحبِ مقامات وکرامات بلکہ خدا تک پہنچا ہوا خیال کرتے ہیں۔ اور وہ ان میں علم الشرق کے لقب سے مشہور ہیں۔ سید محمد داؤد کی اولاد کی اولاد سے تھے۔ اور ثبوت میں ایک شعر پیش کرتے ہیں۔ جو ایک مرد نصرانی اُن سے روایت کرتا ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ میں حسن اور حسین کی اولاد سے ہوں۔ لیکن تمام علمائے انساب نے (عبد القادر جیلانی کے) اس نسب سے انکار کیا ہے۔ اور کسی نے بھی نقل نہیں کیا۔ کہ یہہ شخص سادات سے تھا۔ بلکہ بعض نے تو یہاں تک کہا ہے۔ کہ خود اس شخص نے سید ہونے کا دعوٰی نہیں کیا۔ اور علاوہ اس کے اُس کی حیات میں کسی اور نے بھی اسے سادات کی طرف نسبت نہیں دی۔ اول جس نے یہ دعوی باطل کیا وہ نصر بن ابی بکر بن شیخ عبد القادر مذکور تھا۔

فرمایا دوستو! آپ نے کچھ غور کیا۔ کہ شجرۃ الاولیا کی عبارت مذکورہ سے چھ امر ثابت ہوئے:-

(۱) شیخ عبد القادر جیلانی صرف بعض آدمیوں کے اعتقاد میں سید تھے اور اصل میں سید نہ تھے۔

(۲) صرف عوام الناس نے اُن کو صاحب مقامات وکرامات گمان کیا ہے۔ اور

خواص نے اُن کو کچھ بھی نہیں سمجھا۔

(۳) بعض جو اُن کو سادات کی طرف نسبت بھی کرتے ہیں تو وہ صرف ایک شعر کی بُنیاد پر جس کا راوی ایک مرد نصرانی ہے۔ حالانکہ مُسلمان عُلماء کے نزدیک نصرانی کی روایت قابلِ اعتماد نہیں ہو سکتی۔ اور وہ نصرانی بھی اکیلا۔

(۴) تمام علمائے انساب نے اُن کی سیادت کا انکار کیا ہے۔

(۵) نہ خود عبدالقادر نے اور نہ اُن کی زندگی میں کسی اور نے انکے سیّد ہونیکا ادعا کیا۔

(۶) اُن کا پوتا نصر سب سے پہلے سیادت کا مدعی ہوا اور بغیر ثبوت دلیل وبینہ کے خواہ مخواہ سیّد بن بیٹھا۔

پس ایسی صورت میں جبکہ تمام اکابر ائمہ نسب شیخ صاحب کی سیادت سے انکار صریح کر رہے ہوں تو آپ خود ہی انصاف سے بتائیں۔ میں اُن کو کیونکر سیّد کہکر غیر کا بیٹا کہدوں۔ اور خواہ مخواہ اُن کو گالی دینے میں نامشروع قول کا مرتکب ہوں۔ میں بڑے زور کے ساتھ آپ سے اور تمام مریدان شیخ جیلانی سے التماس کروں گا۔ کہ اُن کی سیادت کے ثبوت میں اگر کوئی بینہ صحیحہ عادلہ موجود ہو تو آج دنیا کے سامنے پیش کر کے اُن کی سیادت کو ثابت کریں۔ ورنہ خواہ مخواہ کسی سیّد کو غیر سیّد اور کسی شیخ کو سیّد کا بیٹا کہکر گالی دینے سے کیا حاصل۔ کیا یہ دوستی کے پردہ میں دشمنی کرنے کی صحیح مثال نہیں ہے۔

فرمایا۔ صاحبان! ان سب باتوں کے بعد یہ میری پھر آخری گذارش ہے۔ کہ آج کے میرے اس "موعظہ حسنہ" میں اپنی اپنی جگہ ہر شخص کو لازم ہے کہ ٹھنڈے دل سے نظر غائر ڈالے اور اہل سنت کی ان محولہ معتبر کتابوں میں اصل حوالوں کو ضرور ملاحظہ کرے۔ کہیں کتاب نہ مل سکے تو میر الکتب خانہ حاضر ہے۔ آئیں تشریف لائیں۔ اور شوق سے ملاحظہ فرما کر پورا اطمینان حاصل کریں۔ کسی مولوی صاحب کی زبانی لاف گزاف پر ہرگز اعتماد نہ کریں۔ اب اس کے بعد آپ یاد رکھیں کہ تمام اہل علم جن کو تاریخ مذاہب پر عبور حاصل ہے۔ دم بخود رہ جائیں گے۔ مگر نیچہ ملاں بہت پیچ وتاب کھائیں گے۔ اور مذہبی رازوں کے طشت از بام ہونے پر عوام الناس کو قسم قسم سے دھوکا دینے کی کوشش کریں گے۔ اور میری نسبت

بھی خلاف واقع بیانات (جن کی کہیں نے حق گوئی کے مقابلہ میں کبھی پرواہ نہیں کی)، مشہور کرکے حق کو عوام پر مشتبہ کرنا چاہیں گے۔ مگر یقین واثق ہے۔ کہ تعلیم یافتہ طبقہ ان باتوں میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہ کرکے ضرور حق کا ساتھ دے گا کیونکہ مذہب اسلام عناد اور ہٹ کا نام نہیں ہے۔ بلکہ حق کا نام اسلام ہے۔ اور قبول حق پر ہی نجات منحصر ہے۔ پس میں تم سب کو دعوت دیتا ہوں کہ آؤ ہم اور تم سب مل کر متحدہ قوت سے اس نعمت حق کو اٹھالیں۔ اور نجات ابدی حاصل کریں۔ اس کے بعد بھی "دائرۃ الاصلاح" اگر مجھ پر بہتان لگانے سے باز نہ آئی۔ تو پھر چوٹی کے مطاعن خلفاء بھی کتب معتبرہ سیر و تواریخ اہلسنت سے آپ کے گوش گذار کردیئے جائیں گے

فرمایا۔ کہ بس وقت بہت گذر چکا ہے۔ اب میں تمام شیعیان ہندوستان کی طرف سے برطانیہ عظمیٰ کے ساتھ جذبات خلوص اور وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے اعلیحضرت شہنشاہ معظم جارج خامس خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی سلامتی و اقبال کے دلی دعا پر اس کامیاب جلسہ کو برخواست کرتا ہوں۔ آمین

المقر
علی الحائری

ضمیمہ

تکفیر مرزا قادیانی کے متعلق سنی و شیعہ علماء عراق کے متفقہ فتوے

جو بغداد۔ مطبع دار السلام سے ۱۴ صفحوں میں پمفلٹ کی صورت میں چھپ کر شائع ہوا ہے۔ اور اس سے پہلے جریدۂ الیقین میں جو عراق سے شائع ہوتا ہے چھپ چکا ہے چونکہ اصل فتوے عربی زبان میں ہے اس لئے ہم اس کی نقل مطابق اصل مع خلاصہ اردو ترجمہ کے شائع (کرتے ہیں)

استفتاء اصل

ماقول السادة علماء المسلمين الاعلام في رجل هندي مرزا غلام احمد قادياني الذي ادعى من حين الى اخر قبل وفاته في سنة ۱۹۰۸ ميلاديه

(۱) انه هو المسيح الموعود (تتمة حقيقة الوحي ص ۷۸) (۲) انه هو المهدي (حقيقة الوحي ص ۳۹۱ ومعيار اخيار ص ۱۱) (۳) انه نبي (تتمة حقيقة الوحي ص ۷۸) (۴) انه رسول الله (اخبار الاخيار ص ۳) (۵) انه مجسم ربانی (کتاب البریة ص ۷۹)

ويدعى انه افضل من بعض الانبياء بما فيهم عيسى (دافع البلاء ومعيار الاخيار ص ۱۱) ومحمد ص (اعجاز احمدی ص ۷۱ وحقيقة الوحي ۶۲ وتحفة گولڑویہ ۴۰) ويتفذق بذم الحسين (اعجاز احمدی ص ۶۹ ودافع البلاء ص ۱۳ و ۲۰ ودر ثمین ص ۲۸۷) وبذم المسيح (دافع البلاء ۶) بالفاظ بذیئة ويكفر المسلمين وبين الروساء الروحانيين

استفتاء مترجمہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اسلام مرزا غلام احمد قادیانی کے حق میں جو ہندوستان میں یوم وفات تک حسب ذیل امور کا مدعی رہا ہے (۱) وہ مسیح موعود ہے (۲) وہ مہدی موعود ہے (۳) وہ نبی ہے (۴) وہ رسول اللہ ہے (۵) وہ مجسم ربانی ہے۔

اور وہ دعوے کرتا ہے کہ بعض انبیاء سے وہ افضل ہے۔ ان میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ بھی ہیں۔ امام حسینؓ اور حضرت مسیح کی ہتک کی ہے۔ کمینہ لفظوں میں اور مسلمانوں کی تکفیر کی ہے۔ اور علماء اسلام کی بھی تکفیر اور سادات کی ہے۔

اور وہ دعوے کرتا ہے کہ اس کو حسب ذیل وحی ہوتی ہے (۱) خدا عرش سے تحمید کرتا ہے اور تیری طرف چل کر آتا ہے (۲) تو ہمارے پانی سے ہے (۳) تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے (۴) تو میرے بیٹے کی مانند ہے (۵) تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ (۶) اگر تو نہ ہوتا تو افلاک کو میں پیدا نہ کرتا (۷) کسی امر کے متعلق جب تو ارادہ کرتا ہے تو فوراً ہو جاتا ہے (۸) ہم نے نہیں بھیجا تم کو مگر رحمت دونوں جہانوں کے لئے (۹) میں نے تم کو اپنے نفس کے لئے اختیار کر لیا ہے اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسا کہ میرے ساتھ ہیں۔ تیرے سِرّ کی بات تیرا امر ہے تو بمنزلہ میرے توحید اور تفرید کے ہے (۱۰) سن میرے بیٹے (۱۱) کہدو اے لوگو میں رسول ہوں تم سب کی طرف (۱۲) ہم نے تم کو کوثر عطا کیا ہے۔

کیا ان دعووں کے بعد یہ مدعی مسلمانوں میں سے ہے یا کہ دجالوں۔ کاذبوں اور مرتدوں میں سے اور کیا حکم ہے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی اور اتباع کرنے والوں کے لئے۔ اور کیا حکم ہے اس کے خلیفہ کی پیروی کرنے والوں کے لئے اور مسلمانوں کو ان سے معاشرت کرنے کے لئے۔ اور جو شخص کہ مرزا مذکور کی پیروی کرے کیا وہ

المسلمین وبکفرھم (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳) ویدعی انہ یوحی الیہ بما یاتی۔

۱۔ یحمدک اللہ من عرشہ ویمشی الیک (از اربعین جلد ثالث ص ۲۴ وانجام آتھم ص ۵۵) ۲۔ انت من مائنا وھم من فشل (اربعین جلد ثالث ۳۴) (۳) انت منی بمنزلۃ اولادی (دافع البلاء ص ۶) (۴) انت منی بمنزلۃ ولدی (حقیقۃ الوحی ص ۸۶) (۵) انت منی وانا منک (حقیقۃ الوحی ص ۶ و ۷ و ۷۴) (۶) لولاک لما خلقت الافلاک (حقیقۃ الوحی ص ۹۹) (۷) انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵) (۸) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (حقیقۃ الوحی ص ۸۲) ۹ اخترتک لنفسی والارض والسماء معک کما ھو معی وسرک سری انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی (اربعین جلد ثانی) (۱۰) الاسمہ ولدی (البشری جلد واحد ص ۴۹) (۱۱) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (اخبار الاخیار ص ۳) ۱۲۔ انا اعطیناک الکوثر (انجام آتھم ص ۸۵)

ھل یعد ھذا الرجل من المسلمین ام یحکم بکونہ من الدجالین الکافرین المرتدین وما قولکم زاد فضلکم بخلیفتہ الذی ھو ابنہ والذی یدعو الناس لاتباعہ وما قولکم زادت برکاتکم بحق اتباع المرزا غلام احمد قادیانی واتباع خلیفتہ۔ وفی معاشرۃ المسلمین لھم وھل من یتبع المرزا المذکور او خلفائہ یمرق من الدین افتونا

شخص دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس پر فتوے دیں ہمارے لئے۔ خدا آپ کو اس کا اجر عظیم فرمائے گا۔ ۳ صفر المظفر ۱۳۴۱ھ ۲۶۔ ایلول ۱۹۲۲ء

جوابات

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ ثقتی۔ ہاں مرزا قادیانی اور اس کی جماعت اور تابعین گمراہ ہیں۔ جو دین اسلام سے خارج ہو گئے ہیں۔

دستخط الراجی محمد مھدی الکاظمی الخالصی

عفی عنہ (شیعہ مجتہد) کاظمین عراق

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایسا دعوے کرنے والے کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔

حررہ خادم الشرع المبین السید حسن صدر الدین (شیعہ مجتہد کاظمین عراق)

(۳) جواب خدائے تعالےٰ برتر اور منزہ ہے شریک ونظیر اور وزیر سے۔ جس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ لطیف و خبیر ہے۔ درود و سلام ہو۔ ہمارے سردار محمد بشیر و نذیر پر جو خاتم النبیین اور امام المرسلین تھے اور تمام مخلوقات کا سردار ہے۔ جس پر نازل کیا گیا ہے کہ ہم نے نہیں بھیجا ہے تم کو مگر سب لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ اور نازل کیا گیا ہے اس پر۔ کہ نہیں ہے محمد باپ کسی کا لیکن وہ رسول خدا کا اور نبیوں کا ختم کرنے والا ہے اور درود و سلام ہو اس کی آل و اصحاب پر جو پاک و پاکیزہ ہیں جو اہل زیغ والضلالت والالحاد کا قلع قمع کرنے والے ہیں۔

اما بعد پس یہ تحقیق کہ یہ مرزا قادیانی اور اس کے تابعین جو نشر کرنے والے ہیں اس کی کتابوں کے جن میں کہ کفر اور گمراہی بھری ہوئی ہے کوئی شک نہیں رکھتا۔ کہ وہ کافر ہیں۔ اور دین سے خارج ہو گئے ہیں۔ پس جو شخص کہ کسی نبی کی تحقیر کرے یا وحی و نبوت کا دعوے کرے پس وہ یقیناً کافر ہے خدا فرماتا ہے۔ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا الآیہ) اور قادیانی کے اس محاربہ خدا و رسول سے کون سا محاربہ عظیم ہو سکتا ہے۔ اور اس کے اس فساد سے کون سا فساد اعظم ہو سکتا ہے۔ اور مخفی نہیں کہ خدا فرماتا ہے۔ جو شخص کہ اسلام کے سواء کسی دین کی

ماجورین فی ۳ صفر الخیر ۱۳۴۱ھ - ۲۷ ایلول

الاجوبة

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

نعم ھو واشیاعہ واتباعہ من الضالین الذین

مرقوا عن الدین وخرجوا عن ربقة المسلمین

الراجی محمد مہدی الکاظمی الخالصی عفی عنہ

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا ریب فی کفر صاحب ھذہ المقالات

حررہ خادم الشرع المبین السید حسن صدر الدین

(۳) جواب

الحمد للہ المنزہ عن الشریک والنظیر والوزیر الذی لیس کمثلہ شیء وھو اللطیف الخبیر و الصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد البشیر النذیر خاتم النبیین وامام المرسلین وسید الخلق اجمعین المنزل علیہ وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا والمنزل علیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین و علی آلہ واصحابہ الطیبین الطاھرین التابعین لاھل الزیغ والضلال والملحدین۔

اما بعد فان ھذا الرجل المذکور فی السؤال و اتباعہ الناشرین لکتبہ المشحونة بالکفر والضلال لا شک فی انھم من الکفرة المارقین عن الدین فان من احتقر نبیا او ادعی وحیا وتنبؤا فھو من المحاربین عن الدین بانھم وما آخذ کافر یجب علی ولاة الامور قتلہ بحکم (انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا - الآیة) وای محاربة اعظم من ھذہ المحاربة وای فساد اعظم من ھذا الفساد ولا یخفی ما فی قولہ تعالی (ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ) والوعید الشدید فی قولہ تعالی (ومن قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء ومن قال سانزل مثل ما انزل اللہ الآیة) ھدانا اللہ وجمیع المسلمین للرشاد والسداد ولما فیہ صلاح العباد وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم

۵ صفر الخیر ۱۳۴۱ھ — نائب الشرع الشریف سابقا ومدرس مدرسة الخاتونیة عبد الوھاب الحسینی

(۴) جواب آخر

بسم اللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ وصحابہ وبعد فمن ادعی النبوة او الوحی الیہ باحکام او احتقر نبیا او ادعی ان اللہ جسم فلا تشک فی کفرہ ومن توقف بکفرہ للنصوص القاطعة فی ذلک

کی پیروی کرتا ہے وہ اس سے قبول نہیں ہوتی اور وعید شدید ہے قول خدائے تعالیٰ میں۔ کہ جو شخص دعوے کرے کہ میری طرف وحی آتی ہے حالانکہ اس کی طرف کوئی بھی وحی نہ آئی ہو اور جو شخص کہ یہ کہے کہ میں بھی قرآن نازل کر سکتا ہوں جس طرح کہ خدا نے کیا ہے۔ خدا ہم کو اور سب مسلمانوں کو رشد و سداد کی ہدایت فرمائے جس میں بندوں کے لئے اصلاح ہو اور خدا کی رحمت ہو ہمارے سردار محمد آل اور اصحاب محمد پر

دستخط نائب الشرع شریف
عبد الوہاب حسینی (سنی مفتی بغداد)

(۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم

درود و سلام ہو جس کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کی آل و اصحاب پر پس جو شخص کہ نبوت یا وحی باحکام ہونے کا دعوے کرے یا نبیوں کی تحقیر کرے یا خدا کے لئے جسم قرار دے پس اس کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں اور اس کو جو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے

پوست نشین درگاہِ سلطان علی
سید ابراہیم الراوی الرفاعی -
(سنی مفتی عراق)

حررہ الفقیر الیہ المدرس السید
یوسف عطا (سنی مفتی عراق)

مدرس الرواس السید **محمد رشید**
البغدادی (سنی مفتی)

پوست نشین درگاہ سید سلطان علی السید ابراہیم الراوی الرفاعی — حررہ الفقیر الیہ المدرس السید یوسف عطاء — مدرس الرواس السید محمد رشید البغدادی

تفسیر لوامع التنزیل تیس جلدیں

مصنفہ صدر المفسرین حجۃ الاسلام والمسلمین سرکار شریعتمدار علامہ السید علی الحائری صاحب قبلہ مجتہد پنجاب لاہور + وہ تفسیر ہے۔ کہ جسمیں حقیت و حقیقت قرآن و اسلام براہین عقلیہ و نقلیہ سے واضح کی گئی ہے۔ یہ تفسیر کیا ہے۔ ایک بحر زخار ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے کسی اور تفسیر کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسکی تعریف و توصیف میں یہی بس ہے۔ کہ اکابر مجتہدین عراق۔ عرب و عجم اس کے جامع العلوم ہونے میں رطب اللسان ہیں۔ یہ تفسیر جملہ نکات تفسیریہ پر بکلی حاوی ہے۔ اس تفسیر نے مخالفین اسلام کی رگ حیات کو ایسے تیز حربے سے کاٹ ڈالا ہے۔ کہ قیامت تک اب ان میں ہنگامہ آرائی کی جرأت پیدا ہی نہ ہو سکے گی۔ جملہ اعتراضوں کے جوابات محققانہ و فلسفیانہ رنگ میں دیئے گئے ہیں + درخواست کرنے پر روانہ ہو سکتی ہیں +

مطبوعہ جلدیں نمبر ۲-۳-۶-۸-۹-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶ محصول بذمہ خریدار ہوگا

فتاوی حائری مرتبہ آغا سید محمد رضی الرضوی حصہ پنجم حصہ ششم حصہ ہفتم حصہ ہشتم چھپ کر شائع ہو گئے ہیں۔ جسمیں معرکۃ الآراء مسائل متنازعہ فریقین پر معقولی اور منقولی بحث کی گئی ہے۔ اور براہین قاطعہ کے زبردست اور تیز حربوں سے مخالفین کی رگ حیات کو ایسی طرح کاٹ ڈالا ہے۔ کہ تازیست ہنگامہ آرائی کی اب ان میں جرأت پیدا نہ ہو سکیگی مع محصول

الذبیح:۔ شہید نینوا کی شہادت کے آیات و آثار اور معترضین شہادت کے مدلل جوابات ا۔

المذبوح:۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتلین سب سُنّی تھے۔ اور اس کا مدلل ثبوت۔ اسباب شہادت و اعتراضات کے جوابات۔ ۲/

التقبیل:۔ جواز تعزیہ داری کے دلائل قاطعہ اور اس کے فوائد کثیرہ۔ اصلاح رسوم تعزیہ داری ۲/

منہج المعاد۔ تمام ضروری مسایل اصول دین و فروع دین یعنے مسائیل وضو۔ غسل۔ تیمم۔ تمام مسایل متعلقہ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ خمس۔ حج۔ نکاح۔ طلاق۔ میت اور جنازہ مطابق فتاوی حائری حضرت علامہ حائری صاحب قبلہ قیمت چھ آنے (۶/)

لمعۃ المعانی۔ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کا فلسفہ۔ قیمت دو آنے (۲/)

الذکریٰ۔ شہادت مظلوم کربلا کا فلسفہ۔ قیمت دو آنے (۲/)

تحفۃ المسلمین۔ عیسائیوں کے اعتراضوں کے مدلل دندان شکن جوابات قیمت ۱/

المشتہر

سید ابو الفضل رضوی القمی۔ محلہ شیعاں موچی دروازہ لاہور

باہتمام شیخ غلام علی شہید کربلائی منیجر خواجہ کمپنی الیکٹرک پریس محلہ نمبر ۲۵ موچی دروازہ لاہور چھپا

مختصر فہرست کتب موجودہ خواجہ بک ایجنسی لاہور

آثار حیدری۔ اردو ترجمہ تفسیر عربی حضرت امام حسن عسکری حجم ۵۰۰ لکھائی چھپائی اعلےٰ للعہ
لمعۃ الضیا فی العمدۃ من اخبار الرضاؑ۔ یعنی مکمل سوانحعمری حضرت امام رضاؑ
بزبان اردو قیمت ایک روپیہ بارہ آنے (عہ۱)
دلچسپ مکالمہ۔ یہ مکالمہ سید سجاد حسین صاحب ساکن بہڑہ سادات مصنف
رسالہ سجادیہ وغیرہ کو ایک مشہور شمس العلماء سنی المذہب (جن کا نام نامی ہم چند
وجوہات سے عام طور پر لکھنا پسند نہیں کرتے۔ مگر ناظرین مطالعہ سے خود معلوم
کر لیں گے) سے پیش آیا ہے جو نہایت ہی دلچسپ اور قابل تعریف ہے۔ قیمت ۴ر
دافع وہم۔ یہ رسالہ سید سجاد حسین صاحب مشہور مناظر کی تازہ تصنیفات سے ہے
جو مولوی عبد الحکیم صاحب بنگالی مقیم لکھنؤ کے رسالہ تسمیہ (تقیہ کی کرامات) کے
جواب میں میر صاحب نے نہایت شرح اور بسط سے مدلل اور دلچسپ جوابات دیئے ہیں
جو قابل دید اور مفید ہیں قیمت صرف سات آنے . . . .
تفریح الشیعہ۔ کلمات شریف و نکات لطیف آئمہ طاہرین و مجتہدین بجواب مخالفان
دین یہ کتاب اپنی قسم کی پہلی کتاب ہے۔ قیمت آٹھ آنے (۸ر
کتاب اعجاز المسیح پر ریویو۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب پر ریویو ۲ر
اظہار حق۔ متعہ کے متعلق تمام کتب اہلسنت سے ثابت کیا گیا ہے۔ قیمت ۸ر
التطہیر جس میں نہایت شرح و بسط سے ثابت کیا گیا ہے کہ آیہ تطہیر کے مصداق
سوائے خمسہ نجبا آل عبا اور کوئی نہیں قیمت چار آنہ ۴ر
النار الجحیم لمہانک قرآن العظیم۔ اردو زبان میں ایک مفصل رسالہ تمام ان اعتراضات
کا جواب جو درباره کمی بیشی قرآن اور نیز جامع قرآن کے سلوک انہیں کی کتب سے ثبوت ۹ر
خلفاء ثلثہ کا ایمان۔ ایک محقق فاضل سنی المذہب کی تحقیق کا نتیجہ قیمت ایک آنہ
رسالہ نظریہ چھ زبردست سوالوں کا جواب قتل ذو النورین وغیرہ کی کیفیت ۲ر
اعجاز جعفری۔ امام جعفر صادق کے معجزات نظم میں لطف یہ کہ پہلا مصرع ایک شعر میں
دوسرا دوسرے میں علی ہذا قیمت ۲ر ازالہ اشتباہ۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہیبت
حقہ امامیہ میں سب کرنا جائز نہیں قیمت ۲ر ریویو الفاروق۔ مولوی شبلی نعمانی کی
کتاب الفاروق پر محققانہ ریمارکس قیمت دو آنہ ۲ر تحفہ حیدریہ ڈیڑھ آنہ ۱ر